آہ وحشی

اعنی

کتاب مستطاب رموز الفقرا عرف ہنس جواہر کا عمدہ اور لطیف ترجمہ

جسمین

اسرار معارف و نکات سلوک کا بہت ہی پاکیزگی و خوش بیانی کے ساتھ
دل لبھانے والا فوٹو دکھایا گیا ہے گویا کہ ہندی کتاب کو اُردو کا لباس
پہنا کر ایک زہرہ جبین کی صورت مین پیش کیا ہے جسکی ہر ادا دلربا ہے
اور ہر عشوہ قیامت زا

مترجمہ

نعال بردار اولیاے کرام خاکسار محمد احسن وحشی متوطن نگرام

عفا اللہ عنہ

بار اول

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپی

سنہ ۱۸۹۷ء
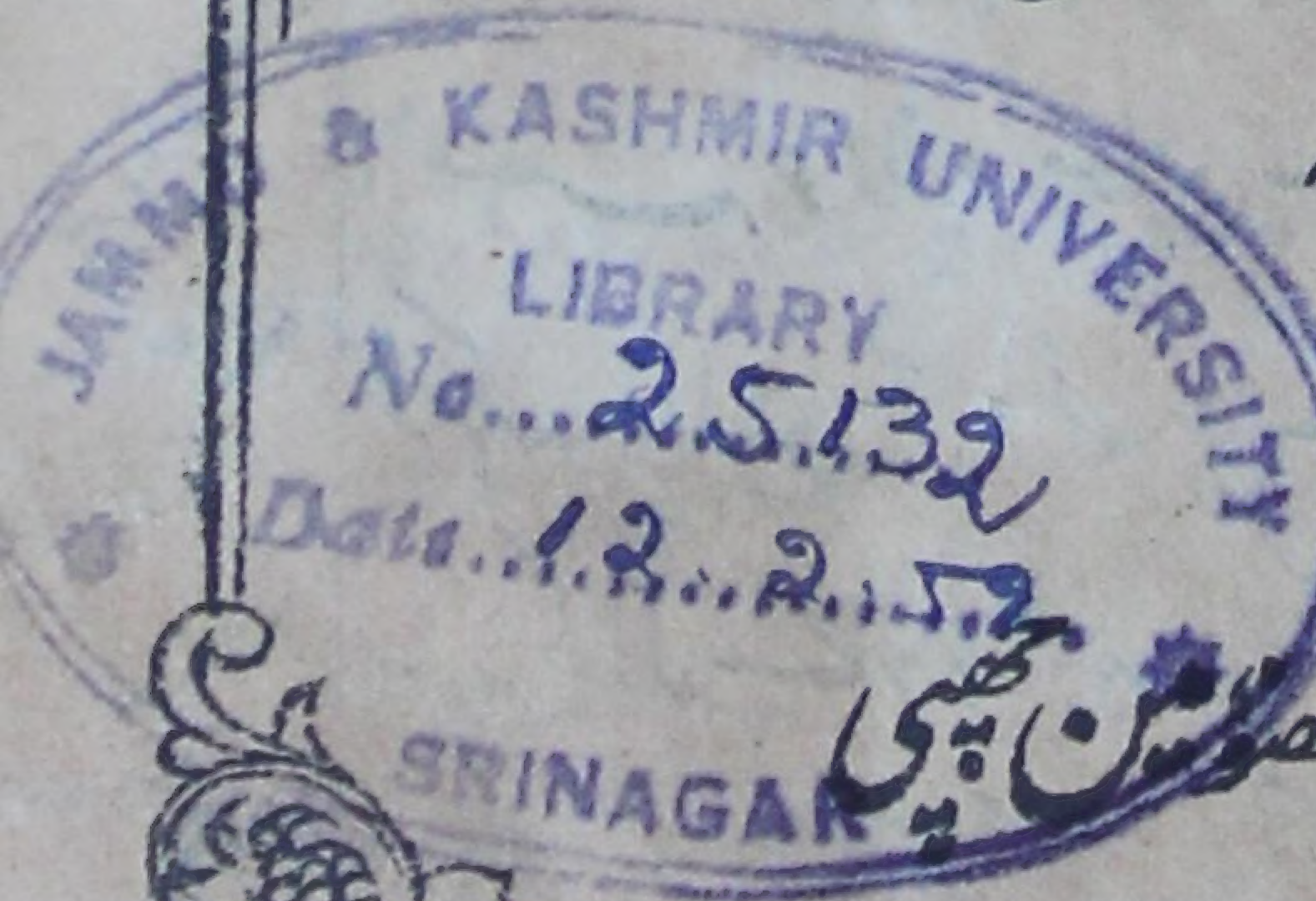
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادریسلہ کا جذب نام اللہ
جو راز کیا تھا دل مین پنہان
الفت کے مزے بہار عالم
وہ ناز و ادا و دلربائی
نکلے اسرار و راز الفت
القصہ جو راز درمیان تھے
تحریک ذراسی آہ کرکے
سب کھولدیے وہ بھید اکبار
آتے ہی لگا کے ایک ٹھوکر

لایا مجھے کھینچکر سرراہ
وحشیکہ کا نیاز و ناز جانان
اور بادہ خوشگوار پیہم
وہ حسن وہ قہر و کج ادائی
اُنکی وہ مہر و رحم و شفقت
پردہ مین عدم کے جو نہان تھے
دل چھین کے اور تباہ کرکے
ہونے نہ دیا ذرا بھی ہشیار
عشاق کے دل کو خوب مل کر

لہ اشارہ بطرف حضرت مولانا محمد ادریس صاحب نگرامی پیرومرشد مصنف مثنوی ۱۲

کہ تخلص مصنف مثنوی ۱۲

ترچھی چتون کے مار کر تیر — لایا کیا رنگ ہی وہ بے پیر

دھوم اپنی مچائی ہر طرف ہی — معلوم نہین یہ کس طرف ہے

حور اور پری و جن و انسان — رازِ ملکوت و سرِّ یزدان

گلزار جہان کا سبز تختہ — عشاق کی کشتی شکستہ

اصنام کا کبر و خودنمائی — مہرویون کا حسن و مہ لقائی

اشجار کے سبز سبز پتے — گل کی روشین چمن کے تختے

دریا کا وہ موج خیز طوفان — بارش کا ہرا بھرا بیابان

نیچر کی تمام دلفریبی — خود اپنے ہی اُسنے نام لکھی

خود ہی ہر ایک رنگ مین ہے — ہر جائے ایک ڈھنگ مین ہے

طرفہ باتین عجب ہین حالات — اک ذات کے ہین یہ سب کمالات

امکان کو وجوب مین ملا کے — بیخوف دلون کو لوٹتا ہے

خود مست ہوا ہے آپ ایسا — کہتا ہے پکار ما عرفنا

آئی جو ادھر طبیعت اکبار — امکان کا کیا کرشمہ تیار

ہاتھون سے بنا کے اپنی تصویر — طرفہ یہ نکالی اور تدبیر

بازار مین مشتری بلا کر — پردہ مین رکھا مرقع لا کر

بشر مثلکم کبھی سُنایا — گاہے قوسین بلکہ اَدنیٰ

متوالا کیا شراب دیگر — دل دُکھ سے کیا کباب لیکر

لہ اشارہ بقول نبی علیہ السلام ما عرفناک الخ ۱۲
سلہ اشارہ تا بہ قل انما انا بشر مثلکم آخر الآیہ ۱۲
سلہ اشارہ بہ واقعہ جناب قوسین او ادنیٰ ۱۲

مارے گئے بناکے ہمسنون کتنون کا جہان مین ہوا خون

کتنون کو ہوس مین مار ڈالا گھر سے لاکھون ہی کو نکالا

کتنے دریا مین آہ ڈوبے کتنے بے جینے سے اپنے اوبے

جنکی امداد پر ہوا خود جنکا بیڑا اُٹھا لیا خود

آنکھون مین اُنھین چھپا چھپا کے عشاق کی نظرون سے بچا کے

نشرح کا لگا کے تیز خنجر دکھلا یا جمال روے انور

روز ایک نئی ہے آن اُسکی کُلَّ یوم ہے شان اُسکی

بت ہے کہین اور کہین صمد ہے احمد ہے کہین کہین احد ہے

تسبیح خدا نبی پہ صلوات پاس انفاس ہی جو دنرات

حیرت کا مقام ہے یہ واللہ مومن وحشی ہے یا کہ گمراہ

سبب نظم مثنوی

ادریس کا نام لے کے جو کا ہستی کے نشان مین آکے بھولا

وہ تخت نشین بزم عرفان توصیف کا اُسکی کب ہے پایان

کھولون اپنی زبان مین کیسے چپ بھی بنتا نہین ہو رہتے

زلف مشکین سنگھا کے اُسنے لوٹے ہوش و حواس میرے

مخمور شراب کا بنایا ہستی کو شراب سا بنایا

نخل الفت بٹھا کے دل مین
ہمت مصروف کر کے باللہ
امداد اللہ بنا عجب ادا سے
مجروح کیا دلِ حزین کو
یکچند رہی سوار سر پر
مجبور کیا اِدھر بُلایا
حالِ دلِ بے نوا کو پوچھا
جگ بیتی مین کہہ تو آپ بیتی
القا دل پر ہوا جو ہر بار
مدت کا عہد تھا جو اپنا
توڑا اُسے اور خون دل سے
حاضر ہوا روبروے دلدار
مُلّا صوفی نہین مین ہرگز
عالم نہین اور نہین مین شاعر
گنجلک دفتر تمام ہے یہ
پر شعر و سخن سے کام کیا تھا
نسبت جو بڑی ہے اتنی لیکن

غلطان کیا آہ آب و گل مین
بیٹھا کعبہ مین بھی وہ ذیجاہ
مکہ مین بلا یہان سے جا کے
کیونکر مجکو نہ بیکلی ہو
وحشت کھائے ہزارون پھر
الفت کا نتیجہ یون دکھایا
سلطان نے اک گدا کو پوچھا
خواہش اُسکی یہ راتدن تھی
آخر ٹالا نہ حکم دلدار
یعنے ہرگز نہ کچھ بھی کہنا
قرطاس پہ کچھ رموز لکھے
گو اسمین نہین ذرا بھی انکار
مفتی قاضی نہین مین ہرگز
نے فنِ سخن سے کچھ بھی ماہر
الجھا بالکل کلام ہے یہ
منظور کچھ اسمین نام کیا تھا
چھٹی نہین کام کے کیے بن

۲
اشارہ طرف حضرت مولانا شاہ امداد اللہ صاحب تھانوی نمبر انکی جنہے سلسلہ صابریہ مین نیک نام منور ح مصنف مثنوی نے بیعت کی ۱۲

غیروں سے غرض مگر نہین ہے | لڑنا مد نظر نہین ہے
منظور نظر جو اُنکے ہوجاے | اپنے دل کی مراد برآے

وجہ انتخاب ہنس وجواہر

اظہار کا حال آگیا ہے | اسرار کا پردہ اُٹھ گیا ہے
جو بات کبھی نہ کہنے کی تھی | نوبت لکھنے کی اُسکے آئی
آئی جودت پہ ہے طبیعت | آمادہ ہے کہنے پر حقیقت
پہلے لیکن پڑی یہ مشکل | دریا آگر ہوا یہ حائل
یعنی کسے انتخاب کیجے | کِس کے مُنھ سے جواب دیجے
کس کا ڈالوں نقاب مُنھ پر | محبوب نہ جسمین ہو مکدّر
شبدیز خیال گرم رفتار | بہیترا رہا بدشت افکار
کتنی چھانی زمانہ کی خاک | ہوپنچا کس کس جگہ پہ بیباک
جتنی جبین نظر مین آئین | کوئی نہ نگاہ مین سمائین
گلزار ارم زمین نگرام | اپنا ہے جس جگہ دلارام
وان سے نزدیک کچھ نہین دور | دریاباد اک جگہ ہے مشہور
خطہ اچھا ہرا بھرا ہے | عارف اک وان پہ ہوگیا ہے
علم عرفان کا تھا عالم | مشہور جہان بنام قاسم
اُس عاشق روے دلربا نے | مقبول جناب کبریا نے

عشاق کا سوز و ساز نالہ ہونا کسی مہ کے گرد ہالہ

جنگل میں اُڑائی خاک جاکر تجنا دیہیم و تاج و افسر

ملک و دولت کو چھوڑ دینا بن میں جاکر کے جوگ لینا

گمنامی میں آپ کو چھپانا تب ایک نظر کا دیکھ پانا

دکھ درد اُٹھا کے اپنے اوپر چڑھ کر کتنے پہاڑ اوپر

بحرِ مواج سے گزر کر گر کر ڈوب کر اُبھر کر

آفات زمانہ کی اُٹھا کے چرکے رنج و الم کے کھا کے

دلدار سے ہمکنار ہونا مفلس سے شہریار ہونا

پانا کھوئی ہوئی پھر عزت دونا ہو جانا جاہ و ثروت

جتنی عشقِ بتاں کی باتیں ہوتی اس دہر میں عیاں ہیں

سب کا فوٹو صحیح کھینچا بتلایا سبھوں کو اونچا نیچا

دشوار گزار سارے رستے جن سے نہ گذر سکیں فرشتے

پُرخوف وہ کوہ و دشت و ہاموں جنکے ہو خیال سے جگر خون

سب کو آئینہ کر دیا ہے سب بے کم و کاست لکھدیا ہے

دل کو یہ ہوا خیال پیدا قصہ ہے یہی بس اپنی گون کا

اسمیں کچھ ہرج بھی نہیں ہے قاسم کوئی غیر بھی نہیں ہے

اشرف[1] کے مکان کا وہ گدا ہے بجھپر ادریس کی عطا ہے

[1] شاہ محمد اشرف صاحب سجادہ نشین سلسلہ ابوالعلائیہ شاہ [illegible] صاحب ۱۲

کنزِ اشرف کے لعل وگوہر
ہمت عبد العلیؒ نے کرکے
دونوں تم ایک ہو نہین دو
یہ مژدۂ دلربا سنا جب
ہندی کی وہ مہ جبین جو تھی
اُسکا سب رنگ و روپ بدلا
گو خوب تھی دلربا وہ پُرفن
عالم نے ینا ہے رنگ بدلا
اِسکے حسن و ادا کے آگے
اب اور ہے کچھ ہوا چمن کی
بے طرح زمانہ چھیڑتا ہے
گو اُسکے وہ حسن اور جوہر
لیکن بھاتی نہین کسی کو
بالجملہ مذاق عمار خان بھی
پہنے اُردو زبان کا جوڑا
اپنی کوشش سے ہو سکا جو
کھاکر خون جگر کو دن رات

قاسم کرتا تھا ناز جن پر
پائی تھی اپناہ عطاؒ کے گھر سے
کرنا جو کچھ ہے بس وہ کرلو
بیٹھا لکھنے یہ مثنوی تب
لکھی قاسم کی یعنے پوتھی
اُردو مین بیان تمام لکھا
بدلا اب ہے زمانہ لیکن
اُردو کا ہوا ہے بول بالا
ہندی بھاشا کو کون پوچھے
ہر بات ہے ایک بانکپن کی
سوکھے اشجار کاٹتا ہے
اسمین موجود ہین سراسر
ہندی آتی نہین کسی کو
چاہے تھا یہی کہ دخت ہندی
عشاق کا تا نہ حظ ہو تھوڑا
باقی مین نے رکھا نہ اُسکو
منھ سے اپنے نکالی ہے بات

۹ حضرت عبد الرحمان صاحب نگرامی شیخ طریقت مولانا محمد ادریس صاحب
۱۰ سلسلہ حضرت پناہ عطا صاحب سلونی علیہ
جناب حضرت عبد العلی صاحب کو خاندان چشتیہ و قادریہ کی اجازت حاصل ہوئی ۱۲

اسکا ہو حسن روز افزون — تیرے لطف و کرم سے بیچون
یہ زہرہ جبین ماہ پارہ — یارب ہو قابلِ نظارہ
اسکو ہر دل قبول کرلے — شائق سب ہو وین جان و دل سے
اسکی ہر اک ادا ہو مقبول — عشاق کا ہو وظیفہ معمول
جو کوئی پڑھے وہ شاد ہو جائے — عسرت کا غبار صاف دھو جائے
وحشی دلدار سے ہو ہم دوش — ہو شاہد مدعا ہم آغوش

تولد ہنس

ای بلبل نگر کس طرف ہی — مشتاقون کے دیکھ آکے میلے
کس طرح سبھون کو آرزو ہی — سب کو تیری ہی جستجو ہی
اپنے تو نغمہ ہای دلکش — للہ سنا کہ ہین فرامش
کر آج بیان وہ داستان تو — حیرت ہو وے ہر ایک دلکو
نیرنگ جو عشق مین نہان ہین — لاؤ انکو منصہ بیان مین
ہان اے مرے ناظرین خوشخو — للہ ذرا سنبھل کے بیٹھو
کرتا ہون بیان مین وہ کہانی — جسکی ہر سطر ہی سوہانی
کھانا پینا حرام کرکے — دیتی ہی غضب بلا کے چرکے
کہتے ہین زبان پاستان مین — برہان کوئی شاہ تھا جہان مین
اقلیم بلخ مین حکمران تھا — حشمت دولت سے کامران تھا

منصف دانا شجاع سخی تھا | مصروف رعایا پروری تھا
راضی اُس سے رعیت اُسکی | رستم کے دل پہ ہیبت اُسکی
معدوم فقیر ملک مین تھا | آباد تمام شہر اُسکا
مظلوم کی داد کو پہونچتا | ظالم کو سزاے ظلم دیتا
ہر ایک کی التماس سُنتا | پوری امید سب کی کرتا
خیمہ خرگاہ فوج و لشکر | ساز و سامان مال اور زر
ہر بات سے اُسکا دل غنی تھا | باقی نہین کوئی تھی تمنا
گلرو و گلعذار زہرہ طلعت | حاضر رہتین براے خدمت
دولتسرا غیرت ارم تھا | عیش و عشرت ہی دمبدم تھا
لیکن سلطان کو بکلی تھی | فرزند نہین تھا بیدلی تھی
جب نور نظر نہ ہو تو یہ کیسے | آرام کسی کو ہو خوشی سے
جب راحت جان نہو تو پھر آہ | کس کام کا مال و دولت وجاہ
ہی زینت تخت و تاج اولاد | اولاد نہین تو سب ہی برباد
نیکی جو جہان مین بارور ہی | فرزند خلف ہی یہ خبر ہی
بس ہان کو غم جو تھا پسر کا | دن تو رہتا وہ تخت پر تھا
شب کو شاہی محل کے باہر | جاتا آپ چھپکے نکل کے بے ڈر
فقرا صلحا جو شہر مین تھے | جاتا اُن پاس بھیس بدلے

کرتا خدمت تھا عابدون کی
لیتا تھا دعا مین زاہدون کی

مطلب کی تلاش مین شہنشاہ
چلتا ہر روز فقر کی راہ

سوتا ہرگز نہ تھا مکان مین
بھاتا اسکو نہ کچھ جہان مین

برسون شہ کی رہی یہ حالت
حاصل نہوئی مگر فراغت

اک روز پلنگ سے وہ اٹھکر
جانے لگا گھر سے جو نکل کر

خاتون جو ہم بغل تھی شہ کی
اسکے اٹھتے ہی وہ بھی چونکی

بیداری کو اسنے پر چھپایا
سلطان سے نگاہ کو چرایا

دیکھا کہ لباس کو بدلکر
گھر سے چلا شہ فقیر بنکر

آگے برہان پیچھے بانو
اک ساتھ مکانسے نکلے دونو

سلطان کو اسکی کیا خبر تھی
پیچھے آتی ہے اسکی بیوی

بیگم کو مگر ادھیڑ بن تھی
جاتی پیچھے تھی چور جیسی

ایوان سے نکلے شاہ بیمار
ٹھہرا اک نہر پر دل افگار

چھٹکی ہوئی چاندنی تھی ہرسو
تھا رات کا ایک عالم ہو

سنسانی شب کی تھی حکومت
حاصل تھی عجب طرح کی فرحت

بیگم نے ٹھٹک کے اک جگہ پر
دیکھا اب کرتا کیا ہے شوہر

امداد جو چاندنی کی پائی
پانی کی طرف نظر اٹھائی

صورت نورانی جون فرشتہ
سر پر باندھے ہوئے عمامہ

دیکھی پہنے ہوئے سبز کپڑے — پکڑے ہوئے اک عصا کھڑی ہی
سلطان نے اُسکے پاس جاکر — کی عرض ادب سے سر جھکاکر
کیا نام کہان سے آپ آئے — کسطرح حضور یان پہ آئے
ارشاد ہوا کہ خضر ہون مین — مسکن کا حال کیا کہون مین
ہی کام مجھے فقط خدا سے — حاجت نہین اور ماسوا سے
ہو شام جہان وہین مکان ہی — گھر اپنا عزیز کل جہان ہی
تیری گر ہوئے کچھ تمنا — بیخوف و خطر تو مجھ سے تبلا
تا ہاتھ اُٹھا کرون مناجات — شاید بر آئین تیری حاجات
بولا سلطان حمد للہ — جسنے تجھ سے ملایا ای شاہ
کیا اپنا بتاؤن ماجرا مین — ہون شاہ بلخ پہ ہون گدا مین
دولت عزت خدا نے سب دی — اولاد مگر نہین ہی کوئی
سلطان میرے بہت ہین محکوم — فرزند سے لیک مین ہون محروم
کوئی وارث نہین ہی میرا — بے شمع مکان ہی اندھیرا
مر جاؤنگا ایک دن مین رنجور — پہونچاویگا کون مجھکو تا گور
ایصال ثواب کرنے والا — دیہیم کو سر پہ رکھنے والا
آنسو کبھی دو گرانے والا — مدفن پہ ہمارے آنے والا
کوئی نہین آہ اس جہان مین — کس سے کہون جاؤن آف کہان مین

متقریر انعام شد کی سنگے — ارشاد ہوا یہ اُس طرف سے
مایوس جناب حق سے مت ہو — لا تایئسُو پر دھیان کر تو
رحمٰن ہے بار کرنے والا — کچھ دور نہیں ہے فضل اُسکا
شامل ہو ویگی اُسکی رحمت — اللہ کی دیکھیے تو قدرت
فرزند عطا کریگا اللہ — اِسمین نہیں شک ذرا بھی اے شاہ
اُسکی قدرت کے کارخانے — دیکھے ابتک نہیں ہین تو نے
رکھ اُسکے کرم پہ کام اپنا — لڑکا ہو تو ہنس نام رکھنا
برہان نے جھک کے پیر چوما — آیا وان سے حرم مین اُلٹا
البتہ جو راہبر ہین کامل — پاتے اُنسے ہین راہ غافل
ہر ایک کے ہین وہ کام آتے — مایوسون کے پاس خود ہین جاتے
اُنکے فیض نفس سے لاریب — جاتا ہی بدل نوشتۂ غیب
آیا جو حرم سرا مین سلطان — بانو سے بلا بروے خندان
تھا دیر رہی بہم حکایت — برہان نے خضر کی روایت
خاتون کو تہنیت سنائی — فرزند کی آس اُسے بندھائی
اِک دوسرے سے لپٹ کے باہم — لیٹے خوش خوش وہ دونون بنعیم
سلطان بھی اور وہ دلارام — سوئے سکھ نیند سے بآرام
نقشہ قدرت نے یہ جمایا — لولو صدفِ حمل مین آیا

خاتون نے شہ کو تہنیت دی — پوری باتین ہوئین خضر کی

جاتی ہے بدل قضائے مبرم — ایسی ہوتی دعا ہے ہمدم

کیسے ہو وے بھلا وہ جھوٹا — اُسکے لیے جس سے سب ہے چھوٹا

اُسکا جو کوئی ہو رہا ہو — اُسکے سوا اور چھوڑ سب کو

اسمین کچھ شک اگر ہو تجکو — پڑھے صدیق اولٰئک کو

کیا یاد نہین ہے مصر کا جیل — ساقی اور ایلچی کا وہ کھیل

پوچھا جو ہنسی مین تھا اُنھون نے — یوسف صدیق با صفا سے

حق نے اُسے راست کر دکھایا — صدیق کی بات کو بنایا

یہ تو ہے اور ہی کوئی بات — سُنتے برہان شہ کے حالات

امید بڑی جو تخت دل کی — حالت ہی بدل گئی محل کی

سب پر تھا عجب خوشی کا عالم — مسرور تھی مملکت نہ تھا غم

رہتی لب پر ہر اک کے دن رات — اللہ سے بس یہی مناجات

اپنی رحمت سے یا الٰہی — برہان کی دور کرتا ہی

گزرین جلدی بخیر ایّام — پیدا لختِ جگر ہو گلفام

ہو وے پیدا جو شاہزادہ — ہمسر ہو لطف شہ زیادہ

ہو دور غبار و رنج سارا — سرسبز ہو ملخ اور بخارا

مدت پوری ہوئی جو آخر — نکلا برجِ حمل سے خاور

بخشا گل سا خدا نے فرزند — مہرو خوش بخت اور خردمند
پھولا نہ خوشی سے شہ سمایا — دل کھول خزانہ کو لٹایا
خوش لوگ ہوئے بلخ کے ایسے — گھر گھر چرچے ہوئے خوشی کے
سلطان نے کیا خوشی کا دربار — لعل و گوہر درم و دینار
گھوڑے ہاتھی لباس و خلعت — ہر اک کو دیا بپاس خدمت
عہدے سب لوگون کے بڑھائے — القاب سے مرتبے بڑھائے
دعوت کی خاص و عام سبکی — خدمت کی عارفان رب کی
عسرت مین ملا وہان نہ کوئی — ہر چند کہ کی سراغ جوئی
حاضر ہوئی ملک کی رعایا — مژدہ سلطان کو سنایا
ملکون ملکون سے آئے نامے — شاہان ہمعصر کے یہان سے
شعرا نے کیے قصیدے موزون — رمّالون نے آکے عرض کی یون
لازم ہی کہ شمس نام رکھیے — اپنے وعدے کو پورا کیجیے
شہزادہ ہمارا ہی باقبال — بیکا ہوگا نہ اسکا اک بال
ہی نیر بخت اسکا پرزور — دشمن اسکے رہینگے درگور
ہوگا سلطان ذی حشم یہ — اعدا کا کریگا سر قلم یہ
ہی صاحب بخت قرۃ العین — تابع فرمان ہون روم اور چین
ہی نحس قران ایک لیکن — چھوڑیگا کبھی نہ ملک ومسکن

آویگا کہین سے ایک طائر
ہی جہان کی خبر ہر طرح سے
طالع ایسا قوی ہی اسکا
اورنگ پہ پیر پھر رکھیگا
دائی انّا بھی اور چھوچھو
لاڈا اور پیار سے کھلا کر
موجود تھی ہر طرح کی نعمت
گزرے جب سال عمر کے چار
گھوڑے پہ لگا سوار ہونے
وہ حسن وہ مکھڑا چاند جیسا
جس سمت کی سیر کو وہ جاتا
اُنگلی اُٹھتی ہر اک کی اُسپر
تھا میر بہادر اُسکا اُستاد
آمہ روپ دمہ علی مصاحب
اُستاد ہر ایک فن کے آئے
علم حرب و نظام اقلیم
شہزادہ بے نظیر مشہور

لیجائیگا وہ گدا بنا کر
آویگا مکان کو پلٹ کے
ہوگا آخر شہ بخارا
اس ملک مین حکمران رہیگا
نوکر ہوئین اُسکی خدمتون کو
رکھاً اُسے آنکھون مین بٹھا کر
کرتے ماباپ خود تھے خدمت
جانے لگا ہنس گھر سے دربار
ہر اک کے لگا حواس کھونے
لگتا لوگون کو پیارا ایسا
مشتاقون کا اک ہجوم رہتا
بیہوش و حواس رہتے اکثر
جس سے برہان کا تھا دل شاد
کرتے خدمت تھے روز اور شب
شہزادہ کو علم و فن سکھائے
سب باتون کی ہنس پا کے تعلیم
نزدیک ہوا جہان مین اور دور

سلطان نے دلمین اپنے سوچا — پیری کا مری زمانہ پہونچا
بہتر ہی حیات ہی مین اپنے — فرزند کو تخت پر بٹھا کے
تاجِ شاہی مین خود پنہا دون — سلطان بلخ اِسے بنا دون
برہان نے سوچ کر یہ تدبیر — پوچھی راے وزیر اور میر
سلطان کچھ اور فکر مین تھا — منظور خدا کچھ اور ہی تھا
تدبیر ذرا نہ کام آئی — تقدیر نے بات یہ بنائی
بولے اصحاب مشورہ یہ — تیرا ہی کدھر خیال ای شہ
نادان ابھی ہی شاہزادا — مشکل ہی کام سلطنت کا
اقلیم تباہ ہو گی ساری — ہو جائیگی اپنی زیست بھاری
ہو گا نہ گذر کبھی ہمارا — سلطان نے اگر کیا کنارا
بچون سے نہین نبھیگی شاہی — آویگی رعایا پر تباہی
ہو ویگا فساد روز پیدا — جو مٹ نہ کسی طرح سکیگا
جبتک ہین حضور خود سلامت — لائق نہین دوسرے کو ہی تخت
سب کو جو خلاف راے پایا — سلطان نے لب نہ پھر ہلایا
پیدا ہوئی فکر ایک دلمین — افسوس پھنسا مین آب و گل مین
پیری کا مری زمانہ آیا — نے ہنس نے ہوش پہ سنبھالا
کیا جائیے میرے بعد کیا ہو — کیا فتنہ ہوا اور فساد کیا ہو

بیڑا ہو وے یہ پار کیسے	شہزادہ ہو شہریار کیسے

وفات برہان شاہ

دیتا ہی خدا جو مال اور ملک — کہتا ہی خود وہ تؤتی الملک
آج اسکے ہی سر پہ تاج و افسر — کل تخت مین اُسکے لعل و گوہر
اسکی تفسیر مین سناؤن — حال برہان تھین بتاؤن
پیری سے ہوا جو جسم لاغر — بیماری سے ہوگیا وہ ابتر
صورت امراض نے دکھائی — حالت یہ روگ نے بنائی
عاجز ہوئے ہاتھ پیر اُسکے — طاقت نہ رہی کہ بیٹھے اُٹھے
اقلیم بلخ کے سب اطبا — ہارے کرکے علاج اُسکا
تھی مرض کو دن بدن ترقی — کوئی بھی دوا نہ کام آئی
اُلٹا معجون کا اثر تھا — نوشِ دارو تھا زہر جیسا
کرتی تھی دوا ہر ایک نقصان — بڑھتا جاتا مرض تھا ہر آن
سچ ہی کیا موت کی دوا ہی — مرنے والے کو کب شفا ہی
لاچار حکیم و بید سب ہین — مجبور دوا سے مرگ سے ہین
ہی ذات اُسی کی ایک ایسی — ہی موت و شفا رضا مین جسکی
جو کوئی رجوع اُس سے لاوے — وہ رنج مرض سے چھوٹ جاوے
رکھنا دل چاہیے اُسی پر — ہو وے جسمین نہ کام ابتر

ملکہ اشارہ ہی بآیۂ قرآنی قل اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء ۱۲

مایوس حیات سے ہوا شاہ
ٹھنڈی کھینچی جگر سے اک آہ

بیکس نورِنظر کو دیکھا
نادان لختِ جگر کو دیکھا

مخلص کوئی نظر نہ آیا
امرا و وزرا کو پھر بلایا

آکے بولے کہ ہم ہین حاضر
بر ہان اُن سب کی کرکے خاطر

فرزند کا ہاتھ دیکے انکو
کہنے لگا اس طرح سے رو رو

میرا آیا اجل کا پیغام
جاتا دنیا سے ہون مین ناکام

خدمت جیسی کہ تمنے کی ہے
میری اخلاص اور خوشی سے

یون ہی اب بھی خیال رکھنا
جی جان سے اپنا کام کرنا

تکلیف نہونے ہنس کو پاے
گڑ بڑ کچھ ملک مین نہو جاے

شہزادہ کو تخت پہ بٹھانا
اِسکی خدمت مین سر جھکانا

کی عرض اُنھون نے سر جھکا کر
شہ کا فرمان ہمارے سر پر

کہنے کی ترے ہے کون حاجت
کسواسطے کرتے ہو نصیحت

مالک ہے ہمارا شاہزادہ
طاعت کے سوا نہین ارادہ

قربان کرینگے جان اپنی
خدمت کرتے رہینگے اسکی

سلطان بہت ہی مضطرب تھا
کرتا افسوس زیرِ لب تھا

چھٹتا تھا ملک وجاہ ودولت
کھوئی ہوئی عمر پہ تھی حسرت

دنیا کی خوشی مین ہوکے مشغول
اپنا انجام مین گیا بھول

دیکھون کیا ہو مآل میرا — روشن کیونکر ہو گھر اندھیرا
آتا نہین آہ کام کوئی — نی لیتا وفا کا نام کوئی
مدت جو ختم ہو چکی تھی — کوئی بھی چلی نہ حیلہ سازی
لیٹا رہا آنکھ بند سلطان — تن سے دم مین نکل گئی جان
ظلمت طاری تھی شہر بھر مین — ماتم تھا بپا ہر اک گزر مین
تاج و دولت عزیز و گھر بار — چھوٹا بر ہان سے سب اکبار
کچھ کام رہا نہ مال و زر سے — ہفکر ہو ازن و پسر سے
دنیا سے گیا وہ ہاتھ خالی — جیسے ہارے قمار کوئی
دنیا بھی عجیب بیسوا ہی — ذرہ جسمین نہین وفا ہی
ظاہر صورت پہ اپنی مفتون — کرکے پیتی ہی ظلم سے خون
اسکے پھندون مین قید ہو کر — ہوتا کوئی نہین ہی جانبر
افسوس وہ جوہر شرافت — افسوس وہ مایہ کرامت[۱]
بخشا جو سبھون کو تھا سخی نے — اُسکی عزت نہ کی کسی نے
کب تک غفلت رہیگی لوگو — سوئے ہو بہت ذرا تو جاگو
دیکھو تو کہان ہی تمکو جانا — ہو ویگا نہ پھر وہان سے آنا
دن کم ہی مقام دور پر ہی — جنگل مین پڑے ہو دور گھر ہی
افسوس نہین ہی ساتھ توشہ — کس بات پہ ہی تمھین بھروسہ

[۱] [illegible] ۱۲

جو کچھ کرنا ہی جلد کر لو — توشہ لے باندھ لو کمر کو
جلدی سے چلو قدم بڑھاکر — آگے والون سے مل لو جاکر
جاتا یہ وقت جب رہیگا — افسوس سے تب نہ کچھ ملیگا
عیش وعشرت خوشی وراحت — سب پر اک دم سے ہوگی آفت
جو ہر محبوس ہی جو تن مین — جس دن نہ رہیگا یہ بدن مین
منھ بولے عزیز اور اقارب — لاشہ ترا چھوڑ ہونگے غائب
ہی ثعلبۂ جہان پُر فن — برہان کا بیان غور سے سُن
نکلی قالب سے شہ کی جب جان — گور اور کفن کا کر کے سامان
روکر سب نے اُٹھایا لاشا — پہلی منزل پہ لاکے رکھا
سجدہ کرتے تھے جسکی تعظیم — جُھک جُھک کرتے تھے جسکو تسلیم
تھا ناز جسے زر و نگین پر — بے فرش رکھا اُسے زمین پر
مٹی مین بدن وہ پھول جیسا — بے رحم عزیزون نے دبایا
سلطان کو ہوا مگر نہ معلوم — کیا کرتے ہین اُسیہ اُسکے محکوم
لیٹا رہا ہاتھ پیر ڈالے — حرکت نہ تھی خاک کو جو ٹالے
جب تک برہان شہ تھا زندہ — محکوم ہر اک تھا اُسکا بندہ
رخصت جو جہان سے ہوا وہ — اقلیم بلخ مین گل کھلا یہ
خود غرضون نے شور وغل مچایا — ہر سمت فساد و شر اُٹھایا

قزاق لٹیرے چور بدکار — بےخطرے گے لوٹتے تھے بازار

بد خواہی پہ سب امیر آئے — برہان کا دھیان کچھ نہ لائے

شہزادہ بے پدر کو چھوڑا — رشتہ الفت کا اُس سے توڑا

بغض و کینہ پہ تل گئے سب — مشکل ہوئی ہنس پر یہ پڑا غضب

درباری چلے غضب کی چالین — مطلب کی لگے بنانے باتین

موقع پاکر وزیر شہ نے — دل کے یون حوصلے نکالے

قبضہ کیا تخت سلطنت پر — لشکر کو دے کے لعل و گوہر

اپنے سے ملا لیے سپاہی — برہان کے گھر کی کی تباہی

ملک و دولت خزانہ و مال — اپنے قبضہ مین کر کے فی الحال

ایوان مین ہنس کو بٹھایا — قیدی اپنا اُسے بنایا

پہرے چارون طرف بٹھائے — تا گھر سے نکل نہ جانے پائے

افسوس وہ شاہزادہ مظلوم — تاج و افسر سے ہو کے محروم

گھر مین بیٹھا ہوا نظربند — دشمن کرنے لگے زہر خند

اُسکے وہ خیر خواہ جو تھے — پالا گودون مین تھا جنھون نے

اُسکے اوپر جو تھے فدائی — یعنے مہروپ تینون بھائی

کانپے بے مہری زمان سے — اک رات وہانسے چھپ کے بھاگے

بدلی ایسی ہوا وہان کی — طاقت ہے جسکے نہین بیان کی

اعلان ہوا یہ مملکت مین — جو لوگ کہ نام ہنس کا لین
انکو بیخوف مار ڈالو — کینہ اس طرح سے نکالو
جنکو دل سے تھی ہنس کی چاہ — تھی یاد جنھین وصیت شاہ
رویا کرتے تھے مثل رنجور — خوف ظالم سے پر تھے مجبور
جو دیکھ سکے نہ یہ تباہی — چھوڑا گھر کو ہوئے وہ راہی
ملکون ملکون کی خاک چھانی — بہبود اپنی اسی مین بانی
شہزادہ جو قید ظلم مین تھا — رو رو دن رات جان تھا کھوتا
برکان کی بیگمین غو اصین — رہتی تھین عجب ادھیڑ بن مین
خاموش مثال بت تھین الّا — کہتے ڈرتی تھین حال دل کا
ان ہنس کی دردا ور غم سے — رنج و کلفت سے اور الم سے
روتی تھی بیان کرکے ایسے — ٹکڑے ہوتے جگر کے جس سے
کیا تو نے غضب کیا یہ شاہا — اعدا کو مکان اپنا سونپا
گلزار مین خار بو کے تو نے — قزاقون کو گھر بلا کے تو نے
ہمکو دست ستم مین ڈالا — جلادون سے آپڑا ہے پالا
افسوس خبر تجھے نہین ہے — عاجز ہم سب ہین زندگی سے
دنیا کا عجب ہی کارخانہ — رہتا نہین ایک سان زمانہ
جو شاہ تھے کل وہ اب ہین محتاج — محتاج ہوئے ہین صاحب تاج

صالح اور پارسا پریشان — ظالم بدکار شادان فرحان
شہزادے ہوئے غلام و مسکین — ابن العبد ہین سلاطین
جو نیک ہین کرتے ہین وہ فاقے — جاہل اظلم ہین چین کرتے
سب ملک کا انتظام کرکے — دی راے قرار باغیون نے
اب میر کو بھی تلاش کیجے — ملجاے تو سر ہی کاٹ لیجے
انعام کا اشتہار دے کر — ڈھونڈھا اُس باخدا کو گھر گھر
وہ جو خائف تھا ظالمون سے — رہتا تھا دور اِن سبھون سے
چھپتا پھرتا تھا جنگلون مین — تا قید نہو کہین قلعون مین
اسطرح سے تین سال گزرے — شہزادے کو ظلم قید سہتے
بولا اِک روز اپنی مان سے — اُکتا یا بہت ہی جی یہان سے
کہیے تو ذرا مین جاؤن باہر — سُنکر رونے لگی یہ مادر
بولی اے میرے راحت جان — ایسی باتون کا تو نہ کرو بیان
تیرے گھربار کچھ نہین ہی — تو تو فرزند قید مین ہی
اعدا نے کیا ہی تجھپہ نرغہ — دشمن کا مکان پر ہی قبضہ
یہ سُنکے بہت ہی ہنس رویا — روکر آنسو سے مُنہ کو دھویا
گھبرایا کہ آہ کیا کرون مین — اس قید مین کب تلک رہون مین
دیکھون ہوتا ہی غیب سے کیا — تقدیر مین اپنی کیا ہی لکھا

دن رات لگی یہ فکر رہنے — کلفت سے لگا وہ صدمے سہنے
اور باغیون کی ہوئی یہ خواہش — دل مین ہونے لگی یہ کاوش
اولاد مین شہ کی ہمیشہ — ہوتا بیشک ہی شیر پیدا
اسمین غفلت نہین ہی زیبا — کچھ دور نہین جو شاہزادہ
نکلے اپنے محل سے باہر — آفت لاوے ہمارے سرپر
بہتر یہ ہی کہ مار ڈالو — دل کی اپنے ہوس نکالو
سوتے مین گلے کو گھونٹ دیجے — یون کام تمام اُسکا کیجے
واقف ہووے نہ اور کوئی — سننے پاوے نہ شور کوئی
یہ سوچ کے وہ شریر بدذات — یعنے دولا وزیر بدذات
جو شاہ بنا تھا چال کرکے — شہزادے کو پائمال کرکے
تن پہ اپنے لگا کے ہتھیار — چھپتا سائے مین زیر دیوار
پہونچا بے ڈر حرم سرا مین — بیٹھا چھپ کرکے ایک جا مین
حافظ جسکا اگر خدا ہو — کیا خوف کسی عدو سے اُسکو
کمبخت بدی کی فکر مین تھا — غافل اس سے کہ حق کرے کیا
منظور خدا کو تھا بچانا — اپنی قدرت کا تھا دکھانا
جنگل مین میسر نے یہ سوچا — مین نے افسوس یہ کیا کیا
شہزادے کو دشمنون مین چھوڑا — اندیشہ نہین ہی اسمین تھوڑا

کمبخت بدی کرینگے بیشک
اُسکو یا تو نکال لاؤن
کرکے مضبوط یہ ارادا
خفیہ اک راستے سے ہوکر
ایوان مین تھی ہرطرف خموشی
چپکے چپکے وہان پہ آیا
شہزادہ کو اور اُسکی مان کو
رونے لگے فرط رنج وغم سے
گریہ وزاری نہ اب تو کیجے
دشمن نے بیٹھے ہوئے کمین ہین
گھبرا کے لگی یہ کہنے بیگم
کس طرح بچاوین جان اپنی
مجکو فرزند کی ہے الفت
دورا ہے تو یا تسے بھاگ جاؤن
اس گھرسے نہین مجھے سروکار
اُٹھا سنکر کے میر یہ بات
خاتون بھی اُسکے ساتھ اُٹھی

جینے اُسکو ندین گے بیشک
اپنی بھی جان یا گنواؤن
شب کی ظلمت مین شہر آیا
آیا شاہی محل کے اندر
سوتے تھے لوگ نیند میٹھی
سوتا تھا جہان یہ شاہزادا
بیدار کیا تو اُٹھ کے دونو
پھر میر نے عرض کی یہ اُنسے
یہ وقت ہی ہاتھ سے نہ دیجے
موقع ہی بدی کا ڈھونڈتے ہین
للہ بتا ہمارے ہمدم
کروہ کہ جو ہووے رائے تیری
اس چھوٹ نہین چاہتی ہین دولت
وان جاؤن جہان پہ امن پاؤن
غارت کرے اِسکو مہر قہار
پکڑا الفت سے ہنس کا ہات
پوچھا کیا رائے قرار پائی

اُسنے کہا وقت ہی غنیمت — زیادہ نہین اب ذرا بھی فرصت
کچھ دیر مین ہوگی صبح ظاہر — کس طرح نکل سکوگی باہر
فوراً اُٹھو چلو یہان سے — کوئی بھیمین نہ حال جانے
رخصت کی نظر سے گھر کو دیکھا — حسرت سے ہر ایک در کو دیکھا
اپنی قسمت پہ ہوکے شاکر — تینون گھر سے ہوئے وہ باہر
رہوار کہین سے تین لاکر — حاضر کیے میسر نے وہان پر
عجلت سے سوار ہوکے فی الحال — بادصرصر کی سی چلے چال
جنگل کی طرف ہوے روانہ — چھوڑا شاہی کا کارخانہ
جنگل کے وہ خاردار اشجار — وہ ٹیلے وہ ریت اور شب تار
جھاڑ انکو ہر ایک چھیڑتا تھا — دشمن کی طرح سے گھیرتا تھا
کھاتے تھے قدم قدم پہ ٹھوکر — چلتے تھے بہت سنبھل سنبھل کر
مایوسی کا ساتھ قافلہ تھا — ڈر سے شہزادہ کانپتا تھا
یونہین شب بھر چلا کیے وہ — دم بھر بھی کہین نہین رکے وہ
گھوڑے فراٹے بھر رہے تھے — آندھی کی طرح سے چل رہے تھے
چلتے چلتے وہ وقت آیا — ظاہر ہوا صبح کا سپیدا
اکدم مین تمام آسمان پر — پھیلی وہ سپید رنگ چادر
تارون کا پرا شکست پاکر — بھاگا اور نکلا شاہ خاور

سورج کی دھیمی دھیمی کرنین ‎ ‎ گرنے لگین دشت وکوہ رنگین
اتنے عرصہ مین یہ بچارے ‎ ‎ آفات زمانہ کے ستائے
نکلے کہین دور جان بلخ سے ‎ ‎ شاید کہ پچاس کوس آ گئے
سایہ جو شجر کا ایک پایا ‎ ‎ ٹھہرے دم لینے کو سب اُسجا

روم کا سفر

ای طبع رسا ذرا سنبھل جا ‎ ‎ گھر کے چھٹنے کا راز بتلا
شاید کہتے ہون دل مین اپنے ‎ ‎ اس قصہ کے یعنے پڑھنے والے
کیون میرے ہنس کو بھگایا ‎ ‎ اسمین مطلب تھا کون اُسکا
سُنیے ہوتا ہی منکشف سب ‎ ‎ رکھو نگاہ انتظار مین اب
وا شجر مین جو تھا چھپا معما ‎ ‎ اُسکا مطلب نہین سُنا کیا
تسکین نہ آدمی سے جو ہوتی ‎ ‎ فرقت لاریب جان کھوتی
اُلجھاؤ اُسی طرح تھا یان بھی ‎ ‎ دشمن تھا چھپا ہوا یہان بھی
ساتھی صدیق پا کے اپنا ‎ ‎ تب ہنس نے اپنا شہر چھوڑا
ٹھنڈے جو چلے ہوا کے جھونکے ‎ ‎ محلون کے سونے والے اُٹھے
دیکھا کہ مکان پڑا ہی خالی ‎ ‎ نہ ہنس ہی اور نہ مان ہی اُسکی
رو کر سب نے مچایا کہرام ‎ ‎ افسوس کہان گیا دلارام
ناخوش کیا جانیے ہوا کیا ‎ ‎ ہم سب کا جو اُسنے ساتھ چھوڑا

اندر والون کا رونا سُنکر | پہرے کے سپاہی جاگے باہر
جب جاکے وزیر نے خبر کی | جاتی رہی تن سے جان اُسکی
یہ کانپ کے اُسنے دلمین سوچا | اب شیر کمند سے ہے چھوٹا
میرا ہوویگا حال اب غیر | ہرگز نہین جان کی مرے خیر
قاصد کیے ہر طرف روانا | ہر ایک گزارگاہ روکا
اندیشہ ہوا اُسے یہ جانسوز | اس سے ہوویگی جنگ اک روز
اب ہنس کی داستان سنو پھر | یعنے نکلا جو شاہ خاور
اور گھوڑون سے یہ اُتر کے ٹھہرے | دن کو نہ چلے عدو کے ڈر سے
گزرا دن اور جب ہوئی شام | تب پھر چلے وانسے وہ خوش انجام
مہروپ و مہ علی بھی آکر | شہزادے کے پاس ہوکے حاضر
رہنے لگے ہمرکاب اُسکے | خدمت اُسکی بھی دل سے کرتے
راحت تکلیف رہتے سہتے | راتون کو ہمیشہ راہ چلتے
میوہ جنگل کا اُنکی خوراک | اور چرم گوزن کی تھی پوشاک
پانی پایا کبھی نہ پایا | کھانا کھایا کبھی نہ کھایا
چلتے جو راہ چھوڑ کر تھے | ایسے جنگل مین ایک گزرے
اک ہفتہ تلک نہ پانی پایا | شدت سے کلیجہ منھ کو آیا
شہزادہ ہوا بہت جو بیتاب | تڑپا گر کے مثل سیماب

روتے لگی بادشاہ بیگم
سمجھانے لگے وہ تینون اُسکو
کر صبر کرینگے ہم کوئی نسکا

لہ اشارہ بہ آیۂ کریمہ ان مع العسر یسرا ۱۲

جو دیس چھٹا ہی آج تمسے
دیکھو جو سوکھتے ہین تالاب
گرتے ہین خزان سے برگ اشجار
گر آپ کے ہنس ہین سلامت
جس کشتی کا نوح نا خدا ہو
خاتون نے کہا کہ سچ یہ سب ہی
پھر رنج ہوا جو اُسکی جان کو
بہروپ اُٹھا یہ سنکے گفتار
جاؤن ڈھونڈھون ملے جو بستی
گھوڑے پہ چڑھا یہ کر کے تقریر
چھوٹا سا نظر پڑا کوئی گاؤن
قزاقون کا گاؤن مین تھا مسکن
بہروپ کو دیکھکر ادا سے
آئے ہین کہان سے آپ حضرت

ہمراہیون کو عجب ہوا غم
گر رنج نہ اسطرح سے بانو
پڑھ دل مین کہ یُسرًا ہی مَعَ العُسر
تمکو ہی ملیگا پھر یہ آگے
کیسے ہوتے ہین پھر وہ سیلاب
پھر ہوتے ہین اُمنین برگ واثمار
اک روز ملیگا تاج اور تخت
ممکن نہین وہ نہ پار ہو جو
بیماری ہنس پر غضب ہی
بیکار ہین جاؤنگی کہان کو
بولا بھائی سے اپنے اکبار
لاؤن جو شی وہان ہو باقی
ایسا چلا جیون کمان سے تیر
پائی نہ وہان پہ مرد کی چھاؤن
بیٹھی کچھ عورتین تھین پُرفن
کہنے لگی ایک مسکرا کے
جانے کی ہی کس طرف کو نیت

گر ہرج نہو تو چند ساعت
یان بیٹھیے ہم پہ ہو عنایت

خدمت سے کرین ہم آپ کو شاد
تا آپ کیجیے ہمکو بھی کبھی یاد

سوچا یہ جوان دل مین اپنے
اسرار کچھ اس کلام مین ہی

آتا ہون بلخ سے مین مسافر
یہ بھید نہین مین اس سے ماہر

کرتی الفت کی ہی جو باتین
باتین یہ نہین ہین بلکہ گھاتین

قزاقون کا گانوُن ہی سمجھکر
پھیرا گھوڑے کو ایڑ دے کر

بہتیرا انکار کی تھی عورت
لیکن دیکھی نہ اُسنے صورت

شیدا نہ ہوا جو عورتون کا
پھر راہ مین وہ کبھی نہ چوکا

آگے جو چلا تو شہر پایا
کھانا بازار مین خریدا

جن جن چیزون کی تھی ضرورت
لے لین وہ سب بقدر حاجت

عجلت کر کے ہوا روانا
شہزادہ کو تا کھلاے کھانا

اُس گانوُن کے جب قریب پہونچا
رہ کاٹ چلا وہ بالا بالا

لیکن قزاق گھر مین آکے
اُسکا سب حال سن چکے تھے

بیٹھے تکتے تھے اُسکا رستا
دیکھا آتے تو جا کے گھیرا

گھوڑا اسباب اُس سے مانگا
بولا عمرو پہ یہ نہ ہوگا

سنبھلے قزاق لیکے ہتیار
لڑنے پہ ہوا جوان بھی تیار

جانا قزاقون نے کرین وار
للکارا وہ شیر نر خبردار

غصہ سے کمان کو سنبھالا — ترکش سے تیر اک نکالا
سہمے قزاق اور بھاگے — ٹھہرے مہروپ کے نہ آگے
ہنسکر وہ شجاع ہوا روانا — شہزادے کے پاس آکے پہونچا
کھاپی کے گزاری شب اُسی جا — آگے کالیا صبح کو رستا
جبتک رہی سرحدِ بخارا — امین ہوکر رہے نہ اک جا
ندّی نالے پہاڑ و جنگل — رکھتے ہر وقت اُنکو بیکل
گرمی سردی سے تھے پریشان — خوفِ اعدا سے رہتے ترسان
سرحد پہونچی جو مملکت کی — تازہ اک آفت اور آئی
بہتا تہارا اک تھا دریا — حاکم اُس گھاٹ کا تھا جولا
جولا مردِ جری دلاور — ڈولا کی طرف سے تھا گورنر
تھا ہنس کی جستجو مین دن رات — بد ذاتی کی فکر مین تھا بدذات
پہچان کے ہنس کو وہ بدخو — تیار ہوا مقابلہ کو
بولا جانے نہ پاؤگے پار — تمکو کرونگا مین گرفتار
مہروپ و مہ علی بھی او میر — برچھا تلوار لیکے اور تیر
تیار ہوئے کہ جان دینگے — جولا کمبخت سے لڑینگے
مثلِ حمزہ و مثلِ حیدر — میرا اور وہ مہ علی دلاور
مصروف ہوئے مقابلے مین — تُل اس پہ گئے کہ جان دیدین

فاروق سان ماہروپ دانا
بیکار مگر نہین تھا وہ شبیر
جو کوئی قریب ہنس آیا
دونون بھائی وہ اسطرف تھے
کٹ کٹ گرتے تھے سرزمین پر
کوشش یہ کی دلاورون نے
جولا نہ ہٹا مگر جگہ سے
دوڑا جھنجھلا کے جانب میر
پھرتی سے بچا کے ضرب کو میر
گھوڑا دوڑا کے سینہ مارا
دشمن نے شکست جبکہ پائی
روکا جس نے کہ راستہ تھا
جسکی ہو مدد پہ حق تعالے
بے فکر ہوا جو شاہزادا
دی یہ آواز نا خدا کو
کشتی لیکر کنارے آیا
انعام جو پایا نا خدا نے

شہزادہ کے حفظ کو کھڑا تھا
چلتے اعدا پہ اُسکے تھے تیر
مہروپ نے اُسکو جا لتاڑا
فوج اعدا مین تھے سمائے
مامن ملتا نہ تھا کہین پر
دکھلائی پیٹھ دشمنون نے
آمادہ ہوا کہ جان دیدے
غصہ سے لگائی ضرب شمشیر
برچھے کو اُٹھا کے چھوڑ کر تیر
جولا کا کھلگیا بہت سارا
میدان کی ہو گئی صفائی
لاشہ اُسکا تڑپ رہا تھا
دشمن کیا کر سکے ہر اُسکا
جلتا رہا جبکہ خوف اعدا
میرے لیے ایک کشتی لاؤ
ملاح نے ہنس کو چڑھایا
کلمہ لگا ہنس کا وہ پڑھنے

کشتی چھوڑی گئی جو منجھدھار
یاروں کو لیکے ہنس اُترا
پیچھے رہی سرحد بخارا
کچھ دور چلا تھا ہنس وانسے
آگے ملا اک پہاڑ ایسا
گھبرائے یہ سب کہ کیا کرینگے
باندھی ہمت ہوئے روانا
اک مرد بزرگ حق کے عاشق
بیگم پہچان کر پکار ری
فرزند کی دی دعا اِنھون نے
اُنکی قسمت کے ہم ہین قائل
کیونکر نہ ہو دور اُنکی کلفت
دوڑی بیتاب ہو کے بانو
اُٹھکر کیا ہنس کو اشارا
حضرت نے نگاہ جو اُٹھائی
تو ملک بلخ کی رہنے والی
رونے لگی زار زار خاتون

کھیوا دم بھر مین ہوگیا پار
آیا خشکی مین چھوڑ دریا
خطہ اپنے وطن کا چھوٹا
احباب بھی اُسکے ساتھ ہی تھے
ملتا نہ تھا اُور چھور جس کا
اُس کوہ پہ کس طرح چڑھینگے
پہونچے چوٹی پہ اُسکی دیکھا
بیٹھے کرتے ہین ذکر خالق
یہ خضر ہین شک نہین ذرا بھی
پورا کیا مدعا اِنھون نے
جنکو رہبر ملے ہین کامل
جنکے ہادی ہین خضر صورت
پکڑے حضرت کے پیر دونو
اُسکو بھی پیر دن پہ گرایا
پوچھا بیگم کہان تو آئی
اس کوہ پر آکے کیسے پہونچی
بولی حضرت مین کیا بتاؤن

مجھپر ہین پڑی ہزارون آفت
اعدا نے بنائی ہی یہ صورت

سلطان تو جہان سے سدھارا
لوٹا دشمن نے گھر ہمارا

بھاگی چھپ لے کے شاہزادا
اللہ نے آپ سے ملایا

حضرت میری ہی یہ کہانی
آفت تقدیر نے ہی ڈالی

بولے یہ حال سنکے حضرت
دنیا مین نہین کسی کو راحت

پیدا دنیا مین جو ہوا ہے
آرام کب اُسکو دکھ سوا ہی

حاکم محکوم امیر اور شاہ
جاتا ہی سب کو موت کی راہ

لیتے ہین نکال شہد کو لوگ
مکھی کو دھوئین سے دیتے ہین روگ

چلتی ہی چھری گلے کے اوپر
رہتی نہین گوسفند بچ کر

رہتے جنگل مین ہین جو طائر
ہوتے ہین شکار وہ بھی یکسر

دریا سے پکڑ کے مچھلیون کو
کھاتے نہین چھوڑتے ہین انکو

دنیا مین نہین کسی کو راحت
اُس ذات سوا ہی سبکو کلفت

دکھ درد مین صبر و شکر کرنا
تکیہ اُسکے کرم پہ کرنا

ایسا ہی یہ کیمیا کا نسخا
جس سے ہوتا ہی پار بیڑا

جاؤ تم روم کو یہان سے
پھرنے والے ہین دن تمھارے

اسمین تم کچھ ذرا نہ سوچو
جلدی کرو اُسطرف کو جاؤ

تقدیر مین جو لکھا ہی ہوتا
ہوتا ہی نہین مٹائے مٹتا

تدبیر فضول ہی سراسر — ہوتا ہے وہی جو حکم داور

دیکھا پھر ہنس کو بہ شفقت — فرمایا زبان سے بہ الفت

جاتے ہو بدیس کو پیارے — اللہ خوشی سے پھر ملاوے

باتین تھوڑی تمھین سناؤن — دنیا کا نیک و بد بتاؤن

دل سے نہ بھلانا یہ نصیحت — اسرار ہین امنین فی الحقیقت

نیکی کرنا تو بھول جانا — احسان اُسکا نہ تم جتانا

اللہ ہی سب کا دینے والا — وہ ایک غنی ہی ہم ہین فقرا

دل مین نہ خیال اُسکا کرنا — کوشش اپنی اُسے نہ گننا

کرنا نہ کسی سے تم بُرائی — ہوگی نہ بُرائی سے بھلائی

عصیان کرنا کبھی نہ زنہار — مالک تیرا بڑا ہی قہار

نیرنگ فلک سے ڈرتے رہنا — بھولے سے کبھی بدی نہ کرنا

جو کچھ نیکی بدی کروگے — اُسکا خود تم مزہ چکھوگے

اللہ کو نہ دیکھو بھول جانا — ہر دم اُسکے غضب سے ڈرنا

اُسکی گر یاد تم رکھوگے — ایمن ہر خوف سے رہوگے

سچائی رکھو شعار اپنا — جھوٹی اک لفظ بھی نہ کہنا

ہر شخص پہ کرنا مہربانی — کرنا تعمیل ارحموا کی

حاصل ہو وے جو مال و دولت — کرنا اُسپر کبھی نہ نخوت

عہ اللہ الغنی وانتم الفقراء ۱۲

عہ اشارہ بحدیث شریف ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ۱۲

غصہ ظلم اور بدی نہ کرنا — اُلفت شفقت کو دل مین رکھنا

اپنا اگر چاہتے بھلا ہو — بات اِنمین سے ایک بھی نہ بھولو

اچھا جاؤ خدا کو سونپا — اللہ والی ہے ہنس تیرا

مرشد کی زبان سے حکم پاکر — رخصت ہوا ہنس سر جھکاکر

گھوڑے پہ چڑھا چلا وہان سے — احباب کو اپنے ساتھ لے کے

پھر وہ ہی سفر کی مشکلین تھین — ایک ایک قدم پہ آفتین تھین

بے ڈر بیفکر چل رہے تھے — وحشت اُنکو نہ تھی کسی سے

دن بھر تو وہ راہ قطع کرتے — شب بھر کو کسی جگہ ٹھہرتے

جنگل دریا اُجاڑ معمور * — جاتے تھے دیکھتے وہ رنجور

دنرات اسی طرح سے اِکسال — چلتے چلتے ہوئے وہ بیحال

منزل ہوئی ختم بعد مدت — پہونچے جا روم بافراغت

رحمت ہوئی آنپہ کبریا کی — آبادی شہر دی دکھائی

خوش ہو کے مکان مین کسی کے — تازہ وارد یہ لوگ ٹھہرے

ہفتہ عشرہ مین سب نے جانا — آبن برہان کا روم آنا

آکور بلخی نے سُن جو پایا — شہزادے کے دیکھنے کو آیا

تسلیم کی اور مزاج پوچھا — پوچھا کیونکر چھٹا بخارا

اُترے کیون آپ ہین یہانپر — آئیے چلیے مرے مکان پر

معلوم ہوا جو حال اسکو — بیطرح ہوا ملال اُسکو
خاطر تھی عندیہ میہمان کی — حاضر کین نعمتین جہان کی
سلطان تھا روم کا جو خوشخو — کہتے احمد تھے لوگ اُسکو
اُسنے جو سُنا کہ ہنس آیا — بھیجے اپنے وزیر وامرا
آکر یہ عرض کی اُنھون نے — سلطان ہین آپ کو بلاتے
ہادی کا کلام یاد کرکے — شہزادہ چلا وہانسے اُٹھکے
درجے کیے سات طے مکانکے — پہونچا سلطان کے پاس جاکے
رُتبے رتبے سے ساتھ والے — اپنی اپنی جگہ پہ ٹھہرے
انور مع ہنس وانپہ پہونچا — سلطان کا تخت جس جگہ تھا
جُھک کر تسلیم ہنس نے کی — سلطان نے نگاہ لطف ڈالی
دیکھا اُسکا جو قدر رعنا — جاتا رہا ہاتھ سے دل اُسکا
پیدا دل مین ہوئی محبت — نزدیک بُلا کے کی عنایت
بٹھلا کے قریب حال پوچھا — شہزادہ نے موبمو بتایا
سنکر احوال مُنہ سے اُسکے — کہنے لگا شاہ اسطرح سے
سر پہ ترے چتر جب پھراؤن — احمد تب اپنا نام رکھون
اورنگ نشین کرون مین تجکو — فرزند تو بن خوشی ہو مجکو
یہ کہکے گلے مین ہار ڈالا — سلطان اُسے روم کا بنایا

اچھا سا محل دیا کہ رہیے — دن رات خوشی سے عیش کیجے

سبحان رہے شان کبریائی — آفت تو یہ تھی تلخ مین ڈھائی

بھاگا تھا فقیہ شب کو بن کے — دشمن گھیرے تھے ہر طرف سے

سلطان بنا دیا سفر مین — تلوار بندھا دیا کمر مین

قادر اُس اچھٹ نہین کوئی غیر — لیتے دیتے اُسے نہین دیر

خواب

ہان جذبۂ دل کرم تو کرنا — وحشت ایمن کا حال کہنا

جی بھر کے نہین تو اک نظر ہی — دیکھون اُس دلربا کی جھلکی

بدلا جب ہنس کا زمانا — حاصل ہوا تخت سلطنت کا

کوشک رہنے کو جو ملا تھا — نادر عمدہ بنا ہوا تھا

تیاری تھی ہر طرح کی اُسمین — عمدہ عمدہ تھین شہ نشینین

تھا صحنِ مکان مین چمن زار — بوٹے اور بیل کے تھے گلزار

تفریح نصیب روز و شب تھی — اندوہ نہ ہنس کو تھا کوئی

خدام و کنیز اور مصاحب — رہتے خدمت مین اُسکی تھے سب

امرا وزرا سپاہی جرنیل — سب کو فرمان بری کا تھا میل

سلطان کو تھا پیارا ایسا — ہوتا بمرہان کو نہ جیسا

تھا اور خیال کچھ نہ بالکل — گل تھا ہنس تو وہ بلبل

سو جان سے ہمنفس پر فدا تھا
دوری اُسکی نہ تھی گوارا

الفت ایسی ہوئی کچھ اُسکو
بھولا شہزادہ بھی بلخ کو

شاہی بڑی دھوم دھام سے کی
راضی تھی رعایا اُس سے اُسکی

شفقت ایسی تھا سب پہ کرتا
پڑھتے سب لوگ کلمہ اُسکا

تھا بسکہ حسین وہ گل اندام
مہرویون مین تھا کمال بدنام

دوشیزہ حسین و ماہ پارہ
ہر وقت تھین طالب نظارہ

کتنی تھین جمیلہ اُسپہ مفتون
لیلی ہو کر بنی تھین مجنون

ہر ایک کو آرزو یہی تھی
بلبل اُس گل کی مین ہی بنتی

یون ہی گزرا جو ہمنفس کو سال
سُنیے اک روز یہ ہوا حال

سوتا تھا مکان مین اکیلا
سوتے سوتے یہ خواب دیکھا

اک رشک ارم مکان کے اندر
بیٹھا مین ہون پلنگ اوپر

تیاری اک خوب ہی مکانمین
گویا کہ بہشت ہی جہان مین

حیران یہ قصر دیکھتا تھا
آہٹ پاکر جو آگے دیکھا

اک زہرہ جبین پاس آئی
بیٹھا اسے دیکھکر لجائی

دیکھا مکھڑا جو گورا گورا
قاتل آنکھین گلابی چہرا

ہمنفس اپنا دل اُس پری کو دیکر
بیہوش ہوا گرا زمین پر

دوڑی گھبرا کے وہ حسینا
بیمار کو جلدی سے سنبھالا

آیا جو پسند اُسکو مہمان — دعوت کا کیا مہیا سامان

کھانے کا کیا بہت تقاضا — اسطرح مگر جواب پایا

دعوت کرتی ہو گر ہماری — اپنے ہاتھون کھلاؤ پیاری

پیدا دل مین جو ہو گئی چاہ — مصروف کھلانے مین ہوئی ماہ

نازک ہاتھون سے لقمہ دیتی — لقمہ لقمہ پہ جان لیتی

ہنس ہنس کرنے لگی وہ باتین — باتون باتون مین کرتی گھاتین

کہنے لگی ہنس سے پیارے — کھاؤ سر کی قسم ہمارے

الفت نہ کسی سے اور کرنا — صحبت اس دن کی یاد رکھنا

بولا یون ہنس اے مری ماہ — ایسی باتین کرو نہ للہ

اُس دن کو خدا رکھے نہ زندہ — تم چھُٹ جو بنون کسی کا بندہ

الفت کے بہم ہوئے جو اقرار — خوش ہوکے اُچھل پڑا وہ بیمار

بیتابی مین آنکھ جو ہوئی وا — غم کا دل پر پہاڑ ٹوٹا

نے قصر نہ وہ پری نہ وہ جا — سویا تھا جہان مکان وہ پایا

آیا جو خیال دلربا کا — آنکھون سے لگا بہانے دریا

چیخا چلّایا اور رویا — ایوان مین شور وغل مچایا

آہین کرتا تھا ناتوان وہ — رو کر کرتا تھا یون بیان وہ

اے بار خدا کہان مین جاؤن — کسطرح سے دلربا کو پاؤن

پوچھا نہین آہ نام اُسکا
ہو عرش پہ یا زمین پر ہو
ہو ہند مین یا مری پیاری
وہ رشک جنان مکان ہوا کیا
کھانا کھایا کہان تھا مین نے
وہ کون ہو جو پتہ بتاوے
مایوسی سے ہنس رو رہا تھا
ہو عشق کی آگ اس بلا کی
تھا ہنس جو مبتلا کسی کا
احباب کھٹکتے تھے نظر مین
دن رات خیال تھا اُسی کا
ہر وقت اُسی کے سر مین تھی فکر
جتنے امرا تھے ساکن روم
ہر طرح سے اُسکا حال پوچھا
عاجز ہوئے سب طبیب اور بید
صورت جو خواب مین دکھائی
اس عشق کے ہین عجیب نیرنگ

معلوم نہین مقام اُسکا
دریا مین پہاڑ پر کدھر ہو
اُسکو ڈھونڈھون کہان مین ماری
یارب ہو کہان وہ ماہ پارا
کس جا ہو وہ کھلایا جسنے
اُس غیرت بدر سے ملاوے
جان یاد مین اُسکی کھو رہا تھا
پانی سے نہین بجھائے بجھتی
روم اور بلخ سبھی کو بھولا
جلتی بس آگ تھی جگر مین
کھانا پینا نہ کچھ بھی بھاتا
جز اُسکے نہ اور تھا کوئی ذکر
تھے ہنس کے رنج سے وہ مغموم
خاموش رہا مگر نہ بولا
لیکن نہ کھلا مرض کا کچھ بھید
آفت اُس سے یہ سر پہ ڈھائی
آتا نہین کچھ سمجھ مین ہو ڈھنگ

چین کی سیر چبال

ای عشق ترا ہو بول بالا
چہرہ کا تیرا ہی بس نرالا

تیری وہ بھولی بھولی صورت
کرتی عاشق سے ہی عداوت

دو چار منٹ دکھا کے اُسکو
بیتاب بنادیا ہی دل کو

شب کو جو گلبدن ملی تھی
جس سے عاشق کو بیکلی تھی

تھی کون کہان کی اور کیا نام
دختر کسکی تھی وہ گل اندام

ہی چین کی مملکت جو مشہور
چپّا چپّا ہے وان کا معمور

خطہ دلچسپ ہی وہ ایسا
پھرتا نہین جو وہان ہی جاتا

سلطان و امیر سب سخی ہین
رہنے والے بھی دل غنی ہین

پیدا ہوتے ہین طرفہ میوے
رنگین عمدہ لطیف میٹھے

باغات عجب ہرے بھرے ہین
چڑیونکے چمن مین چہچہے ہین

پختہ تالاب صاف ستھرے
سنگین کنارے فرش اُنکے

نازک بدنان خطۂ چین
تفریح کرین وہان پہ آوین

ہوتے ہین یہ محو جانے والے
آنے کا نہین ہین نام لیتے

معمور تمام شہر و بازار
عیش و راحت کی جہان بھرمار

جلسے ناچ کھیل کرتب
ہوتے ہین دیکھ دیکھ خوش سب

ہر مال کی شہر مین دُکان ہین | ہر جنس کے مشتری وہان ہین
بیچے کوئی کوئی خریدے | لادے کوئی کوئی لد اوے
کمبخت ہین بے نصیب جو لوگ | ہوتا اُنکے دنون کو ہی سوگ
لینے والے ٹوٹے رہے ہین | غافل بیہودہ سو رہے ہین
ہشیار تو کر رہے ہین سودا | نادان کچھ پاس سے ہی کھوتا
عاقل سیدھی سڑک ہی چلتا | ظالم قزاق سے ہی ملتا
اپنی اپنی پسند سے سب | کرتے ہین اپنا اپنا مطلب
سلطان کا بنا قلعہ ہے بانکا | باتین ہے آسمان سے کرتا
خندق جو قلعہ کے گرد مین ہے | دریا کی طرح ہی موج مارے
برجون ہین قلعہ کی فوج تیار | ہاتھون مین لیے نفیس ہتھیار
کیا جانیے کیا ہو حکم سلطان | رہتے اِس فکر مین ہین ہر آن
بجتا جو ہی کوس شہریاری | ہلتی ہی زمین ڈر سے ساری
ہر دم ہوتے ہین حکم جیسے | پاتے انجام ہین وہ ویسے
گھنٹہ بجتا ہی دربہ دنراست | بیکار نجاے تاکہ اوقات
سب وقت پہ اپنا کام کرلین | کچھ عذر نہ درمیان لادین
افسوس کہ لوگ نجیبہ ہین | گھنٹہ ہوا فتنہ مین وہ بہ ہین
سلطان وہان کا شاہ عالم | عدل و نصفت کا یار و ہمدم

تھا صاحب تخت اور حکومت
قبضہ مین ہزارون گنج دولت

عاقل منصف سخی ذکی تھا
پڑھتی تھی رعیت اُسکا کلما

پاؤ ہرگز نہ ڈھونڈھو گر چین
جود و بخشش سے اُسکی مسکین

سلطان زمان کا شبستان
یعنے رہنے کا اُسکے ایوان

عمدہ خوش قطع سا بنا تھا
موتی ہیرے سے سب سجا تھا

صندل کے تھے اُسمین پلنگ پائے
خوشبو سے دماغ جو بسائے

تھا صحن مین اُسکے مختصر سا
پائین باغ ایک عمدہ

بیلین سبزہ درخت اور پھول
بلبل قمری کے غول کے غول

فوارون کے پانی کی روانی
حوضون کا وہ صاف صاف پانی

گلتاہر نام ایک حسین تھی
بانو فغفور چین کی تھی

کرتی ہر وقت تھی وہان سیر
صحبت کا مخل نہ تھا کوئی غیر

بخشی تھی خدا نے ایک دختر
گل رو گلفام نیک اختر

زہرہ طلعت تھی مہ جبین تھی
بھولی صورت غضب حسین تھی

مشہور جواہر اُسکا تھا نام
دلبر دلدار تھی دلارام

خاقان کے گھر کی ماہتابان
روشن جس سے تھا کل شبستان

نازک مثل کنول تھا چہرا
گونجا کرتا تھا جیسے بھنورا

جاہل نہ تھی وہ پڑھی لکھی تھی
ہر ایک ہنر کو جانتی تھی

شیرین گفتار تھی وہ ایسی — باتین کرتی نبات جیسی
ہمراہ خواصین اُسکے رہتین — چہلین آپسمین خوب کرتین
صورت پہ غضب سنگار کرتی — مشتاقون کے دل پہ وار کرتی

سیر باغ

آئی ہی جو سیر پر طبیعت — خامہ لکھتا ہی یون روایت
اک روز چلی وہ سیر کرنے — آئی چل پائین باغ اپنے
ہمراہ سہیلیان تھین اُسکے — بیلا - چمپا گلاب جیسے
رنگین ہر ایک پہنے جوڑا — ہلکا ہلکا گُلشنم کا رنگا
اٹھکھیلیان کرکے وہ پریوش — کرتی پامال پھول کا فرش
ہمراہ قمر لیے وہ تارے — چلنے لگی حوض کے کنارے
ہر ایک بدن چُراتی جاتی — ہنستی چونکتی لجاتی
سبزہ روشین درخت پتا — سیکو تھا عجب طرح کا سکتا
پہونچین گلزار مین جو حورین — پھرنے لگین داہنے و بائین
پھولون مین اُلجھ گئین خواصین — ایسی ہوئین کچھ وہ بدحواسین
شہزادی جو رہ گئی اکیلی — آکر لبِ حوض پر وہ ٹھہری
لہرین پانی جو لے رہا تھا — لے اُسکے قدم یہ چاہتا تھا
اُس جا جو کھڑی ہوئی جواہر — آتے اُڑتے بہت سے طائر

دیکھ اُسکو ہوے وہ مست سارے | بیجان سے رہ گئے بچارے
آتے تھے ہوا کے خوش کے جھونکے | بالون مین پلٹتے آکے اُسکے
اتنے مین پری بھی ایک آئی | کودی تالاب مین نہائی
کپڑے جو اُتارے تھے کنارے | شہزادی نے دوڑکر اُٹھائے
جب اُسنے نہاکے سر نکالا | کپڑون کو کنارے پہ نپایا
تھی حسن سے وہ پری جو مغرور | شہزادی کو دیکھ ہوکے رنجور
کی عرض کہ مجھپہ رحم کیجے | میرا یہ لباس مجکو دیجے
ہے نام سعیدہ اور ہون پری مین | لیکن لونڈی ہون اب تری مین
مت ایسی مری یہان پہ ماری | بھولی سب عقل کھیل ہاری
کہنے لگی اس سے یون جو ماہر | اپنا لو لباس تم ہی حاضر
لیکن یہ شرط ہی کہ حالات | اپنے بتلاؤ بے کم وکاست
بولی فوراً سعیدہ پری یون | کپڑے دیجے تو حال کہدون
واپس کیا جب لباس اُسکا | کہنے لگی تب وہ حال اپنا
مین ذات کی ہون پری پیاری | جنات کی ذات ہی ہماری
ہو بھید مرا مگر نہ ظاہر | ہونے پاوے نہ کوئی ماہر
شہزادی اُٹھی گلے لگایا | منھ بولی بہن اُسے بنایا
سمجھایا پری کو اسطرح سے | رہیے اب آپ گھر ہمارے

ہین میری سہیلیان تمھاری
اسقدر مین خواصین اسکی آئین
جانا نہ سجدہ کو یہ پری ہے
اک جا ہو جب خواصین آئین
شہزادی بھی ساتھ اُن سبھو نکے
پانی مین قمر تھا آکے نکلا
لہرین گستاخی کرکے ہر بار
زلفین بکھری ہوئی تھین مُنھ پر
کھیلا کیمین دیر تک کین
نکلی جب حوض سے جو باہر
شہزادی پری کو ساتھ لیکر
کہنے لگی سب سے شاہزادی
جبتک مان باپ کے یہان ہو
جانا سسرال کو ہو جبوقت
عقبتا وقفہ ہو یہ بہت ہے
رہنا اُس دیس مین نہو گا
دو چار ہی دن کے یہ مزے ہین

ہو آج سے تم بہن ہماری
شہزادی سے ملکے مسکرائین
سمجھین یہ چین کی کوئی ہے
بیٹھین تالاب مین نہائین
تالاب مین جا لگی نہانے
تالاب مین یا کنول تھا پھولا
چومے لیتے تھین اُسکے رخسار
ہالہ طاری ہوا تھا مہ پر
تالاب سے اُسکے بعد نکلین
خدمت کو سجدہ پری تھی حاضر
آئی اپنے مکان کے اندر
سُن لو دل جان سے بات میری
کھیلو کودو کرو جو چاہو
حاصل کب ہو تب ایسی فرصت
کرنا جسکو جو ہو وہ کرلے
مان باپ کے یہان ہے کون رہتا
سسرال مین یہ کہے ملے ہین

لیتا شوہر ہی جب پکڑ ہاتھ
ہم عمرون کا چھوٹ جاتا ہی ساتھ

یہ کہکے اُٹھی وہ نازک اندام
لے ساتھ خواصون کو دلارام

پھلواری مین سیر کرنے آئی
اور آن کے دھوم اک مچائی

مرغوب تھی جسکو چیز جو سی
کرنے لگی وہ تلاش اُسکی

انگور انار آنب کٹھل
امرود کھجور کھرنی بڑہل

کمرکھ نارنج اور کیلا
لیمون کشمش گری شریفا

نازک ہاتھونسے سب نے توڑے
زیادہ کوئی کسی نے تھوڑے

نیچے تھی کوئی کوئی چڑھی تھی
کوئی چڑھنے مین گر پڑی تھی

پھولون کی روش پہ پھر وہ آئین
گلزار مین اور رنگ لائین

چنبیلی گلاب چمپا کیوڑا
لالہ نرگس و جوہی بیلہ

جن جن کے سبھون نے دل لگایا
اندوہ و ملال کو مٹایا

بھایا جس شوخ کو جو زیور
پھولون سے بنا کے اور پہن کر

پامال چمن تمام کرکے
اپنے مطلب کا کام کرکے

ڈالے ہوئے ہار کوئی گلرو
پہنے گجرا کوئی سمن بو

کرتی ہوئین ناز اور کرشمے
پلٹین گھر کو عجب ادا سے

شہزادی کو اسطرح جو دیکھا
خوش ہو گیا قلب اُسکی مان کا

پھولے سے نہ جامہ مین سمائی
لڑکی اس ٹھاٹھ سے جو آئی

منھ چوما اور گلے لگایا — سلطان اتنے مین اندر آیا
بولا نہین چاہتا ہین یہ بات — بیباک پھرے جو لڑکی دن رات
فرمان بیگم کو یون سنایا — ستکھنڈہ ہی جو محل ہمارا
جاکر رہے اُسمین اب جواہر — نیچے اُترے نہ جاے باہر
سامان طرب ہو وان مہیّا — وہ آج ہی تم مکان سجھوا
اللہ اللہ مکان تھا وہ — تعمیرت وہ آسمان تھا وہ
منزل اُسکی تھین سات کیا خوب — ہون اہل جنان کو جو مرغوب
پُر نور درجہ تھا اُسکا پہلا — پارس کا تھا فرش اُسمین پورا
تھی سبز تمام دوم منزل — تھا وان پہ گزر صبا کا مشکل
درجہ سوئم تھا جگمگاتا — روشن سارا مکان چوتھا
تھا بام جو پانچواں نرالا — لعل و گوہر سے تھا اُجالا
چھٹواں درجہ لطیف تر تھا — ہفتم اُسکے بھی بام پر تھا
شہزادی کا تھا وہی شبستان — تعریف مین اُسکی عقل حیران
تھا اینٹ کی جا پہ لعل وہیرا — کافور کا گارا تھا بنایا
مونگا موتی طلا و نقرا — موقع موقع سے تھا لگایا
تیاری مین وہ عجب مکان تھا — لکھون مین کیا کہ کیا سمان تھا
رہنے لگی جاکے وان جواہر — نکلے جس مین کبھی نہ باہر

حاضر خدمت مین تھین خواصین — رہتین آپس مین خوب چسپلین
رہتین وہ سب ہنسی خوشی سے — راحت آرام ٹھنڈے جی سے
شامل صحبت تھی وہ پری بھی — شیدا اُسپہ تھی شاہزادی
رہتین آپس مین خوب دن رات — قصے باتین مثل حکایات
کہتی تھی سپیدہ نئی حکایت — ہر روز یہ ہوگئی تھی عادت
ایوان وہ غیرت ارم تھا — بے فکری و عیش دمبدم تھا
رہتی تھی جو اہر اس طرح سے — لکھا وحشی نے جس طرح سے

شادی کا پیغام

ای حسن عجیب ہے ترا کام — ہوتا پردہ مین بھی ہے بدنام
گلزار جمال کے زواہر — دختر خاقان کی جو اہر
تھی حسن مین اپنے شہرہ آفاق — دلداری و دلبری مین تھی طاق
شہرت سُن سُن کے شاہزادے — کرتے شادی کے تھے ارادے
آنے لگے ہر طرف سے پیغام — یعنی ہمکو دو وہ دلارام
شہزادی کا باپ شاہ عالم — سُنتا جاتا پیام پیہم
کرتا منظور پر نہ کوئی — بھاتا نا اُسکو تھا پر نہ کوئی
جتنے قاصد پیام لائے — محروم پھرے مکانکو اپنے
سلطان داماد ڈھونڈھتا تھا — اپنی خواہش کا چاہتا تھا

ہر وقت اسی کی فکر مین تھا ❊ [illegible] اسی کے ذکر مین تھا
اکدن بیٹھا تھا شہ محل مین ❊ اپنی بانو لیے بغل مین
بولی بیگم کہ اے شہنشاہ ❊ افزون ہر روز ہو ترا جاہ
سنا ہون کی نہ بات تمکو بھائی ❊ لڑکی ہی جوان گھر بٹھائی
دنیا مین نہین ہوا ہی ایسا ❊ کرنا تم چاہتے ہو جیسا
لڑکی تو ہی مثلِ آب دریا ❊ باندھے سے کبھی نہین جو رکتا
کس طرح رکھوگے تم مکان مین ❊ ایسا ہوتا نہین جہان مین
اولاد نہین بجز جو اہر ❊ کرتی اک بات ہون مین ظاہر
ہمشیر مری ہے جو حقیقی ❊ بھولا شہ سے ہی وہ بیاہی
خالق نے دیا اُسے پسر ہی ❊ اُس پور سے روشن اُسکا گھر ہی
بھولا ہی بادشاہ مشہور ❊ فرزند کا نام اُسکے دنعیور
میرے نزدیک تو ہی بہتر ❊ وو اُس سے بیاہ اپنی دختر
ہی نور نظر وہ یون بھی اپنا ❊ داماد بنے تو اور اچھا
عالم نے کہا کہ ای پریرو ❊ منظور ہی تیری راے مجکو
نسبت آویگی گر وہان سے ❊ اقرار کرونگا مین زبان سے
سلطان سے یہ بات سن جو پائی ❊ سننے والون نے لے اُڑائی
بھولا کو ہوئی خبر جو معلوم ❊ خوش ہو کے مچائی اُسنے کیا دھوم

فوراً قاصد کیا روانا
نامہ مین لکھی بہت بجاجت
قاصد جو صبا کی طرح آیا
نامہ دیا اور بہت ادب سے
خاقان کا دل ہوا جو مسرور
الفت سے بہت ہی پیش آیا
کچھ سوچ سمجھ کے کر کے دربار
تاریخ سعید پوچھ اُن سے
دن تاریخ وقت لکھا
خاتم دی اور بھیجا خلعت
گھر مین شادی کی مچ گئی دھوم
دوڑی ہوئی اک خواص آئی
اُس ماہ کے گرد مثل انجم
مصروف خوشی تھین سب خواصین
کہتی تھی کہ اب مکان چھٹیگا
مان باپ چھٹین گے اب مرے آہ
آدھی جبوقت رات آئی

تاکید یہ کی کہ جلد جانا
پیدا احمر فوں سے ہوے الفت
عالم کے حضور بار پایا
حالات کیے بیان اُس نے
نسبت اُسنے بھی کرلی منظور
خاطر کی مرتبہ بڑھایا
زر مال بلائے اور جفار
نامہ کا لکھا جواب شہ نے
نوشہ کو بیاہنے بلایا
دل کھول کیا روانہ دولت
آتا تھا نظر نہ کوئی مغموم
شہزادی کو آکے تہنیت دی
بیٹھین ساری کنیز وہمدم
مغموم تھی شاہزادی دل مین
آنا نہین اب یہان ملیگا
لیجائے کہان کو دیکھون اللہ
ہر ایک خواص پاس کے سوگئی

یکسان بیٹھی رہی جواہر
بیٹھی دیکھی جو شاہزادی
شہزادی کے دل کا حال پوچھا
بولی شہزادی با دل زار
شادی ہو جائیگی مری جب
چھوٹینگی سہیلیان یہ میری
اِسکا دل پر بہت ہی صدما
سسرال کے نام سے ہون مضطر
تسکین دی اُسے تب اُدھر پری نے
گبھراتی ہو کسلیے جواہر
ہوتی شوہر سے جبکہ ہی راس
گُنتُو نت ہو تم تو شاہزادی
ہو حکم اگر تو اُڑ کے جاؤن
بولی خوش ہو کے وہ کہ جاؤ
معلوم نہ ہو مگر کسی کو
کی عرض پری نے ای جواہر
اچھا جاتی ہون اب یہان سے

دل مین کڑھتی رہی جواہر
گھبرا کے اُٹھی سپید ہو پری بھی
رنج اور غم و ملال پوچھا
رہنے کے مرے نہین اب آثار
رہ یان نہ سکونگی ای پری تب
مان باپ چھٹینگے اور بھائی
سسرال مین ہوئے دیکھیے کیا
کیسی ملین ساس نند و شوہر
دلداری سے یون لگی وہ کہنے
اِس لطف سے تم نہین ہو ماہر
کرتی ہی پیار نند اور ساس
لونڈی ہی تمھاری اب یہ بندی
دنیو رکا حال دیکھ آؤن
جاؤ اُسے جاکے دیکھ آؤ
بے شرم کہین گے لوگ مجکو
ہوگا نہ کبھی یہ راز ظاہر
یہ کہکے اُڑی پری وہان سے

اک رات مین اُڑ کے وہ سمن بر ‌ دینور کے ملک پہونچی آ کر
دیکھا کہ اُجاڑ ملک سب ہی ‌ ریتی جنگل پہاڑ سب ہی
ویران بازار و چوک یکسر ‌ دیکھا تو چلی محل کے اندر
صحبت اچھی نہ وان کی پائی ‌ بیہودگی اُسکو دی دکھائی
کمرو بد شکل اور مغرور ‌ بد وضع و بد قطع تھا دنیور
رنجیدہ ہوئی بہت حزین وہ ‌ اُلٹے پیرون پھر آئی جبین وہ
شہزادی کے پاس شب کو آئی ‌ اپنی صورت اُسے دکھائی
گھبرا کے لگی پری سے کہنے ‌ احوال کہو وہان کے سب مجھسے
بولی یہ سپیدہ کہ کیا بتاؤن ‌ افسوس مین حال کیا سناؤن
ہوتی جو بگاڑ پر ہی تقدیر ‌ چلتی کوئی نہین ہی تدبیر
سلطان سمجھا نہ آہ کچھ بھی ‌ رہناؤن کی عقل کیسی ماری
کیا عطر کو گندگی سے نسبت ‌ اک جا کیسے ہون نور و ظلمت
زہرا و بنات کیسے ہون ایک ‌ اک کسطرح ہون بد و نیک
ہی تو تو قمر جبین پیاری ‌ تقدیر نے کی یہ کیا برائی
ویران ہی وہ دیار بالکل ‌ بدراہ ہی شہریار بالکل
چلتے نہین راہ مین مسافر ‌ انصاف سے شہ نہین ہی ماہر
چوری ہوتی ہی دن دہاڑے ‌ ظالم دیتے ہین سب اجاڑے

اندھیر مچا رہے ہین عمال — چورون سے ملا ہوا ہی کتوال

لالچ چوری دغا برائی — ہر ایک کے دلمین ہی سمائی

مصروف غنا ہی شاہ بھولا — کچھ فکر نہین ذرا بھی کرتا

سُنتا نہین کوئی داد مظلوم — ہوتا مجکو تو یہ ہی معلوم

رکھی ہی ایک دن تباہی — چھا جاے گی ملک پر سیاہی

پہونچی جو حضور خود بدولت — منھ دیکھ کے آئی سخت نفرت

صحبت مین شہر یر عورتین تھین — آپسمین فساد کر رہی تھین

بیٹھے تھے وہان وہ مست ومخمور — شوہر جو بنینگے تیرے ای حور

کمبخت ہی بھونڈی بھونڈی صورت — پڑئے منھ پر خدا کی لعنت

دوزخ کا عذاب ہی وہ مقہور — بوجہ نہین ہی نام دنیور

مین نے جب سے اُسے ہی دیکھا — جلتا غصہ سے ہی کلیجا

اللہ نہ ڈالے اُس سے پالا — ڈس لے لڑکی کو چاہے کالا

دنیور کا حال یون سنا جب — گھبرائی بہت وہ گلبدن تب

ایسی اُسپر پڑی تھی یہ گاڑھ — رونے لگی مار مار کر ڈاڑھ

کہنے لگی ای پری پیاری — کس طرح نبھیگی عمر ساری

مان باپ تو اپنی سی کرین گے — بیشک اُس سے بیاہ دینگے

لادے مجھے زہر تا مین کھاؤن — اس رنج والم سے چھوٹ جاؤن

یاد رہے خنجر کہ مار لون مین — اس ننگ سے ای پری بچون مین
منہ سے تو مین کچھ نہ کہ سکونگی — اس طرح ضرور ہان بچونگی
بولی یہ تبسمہ کہ جان کیون دو — گھر مین اپنے خوشی سے بیٹھو
کچھ وقت نہین ابھی گیا ہے — ہونا باقی ہے کیا ہوا ہے
اسمین کوشش مین خود کرونگی — تیرے لیے اپنی جان دونگی
ڈھونڈھونگی ضرور ہفت اقلیم — لاؤ دل مین نہ تم ذرا بیم
یہ یاد رکھو تم ای گل اندام — لے آؤنگی ڈھونڈھ کر دلارام
تھا شوہر بھی ڈھونڈھ لاؤن — اسوقت تبسمہ پری کہاؤن
بولی شہزادی ہو کے رنجور — ماں باپ کے حکم سے ہون مجبور
اور اسکے سوا بھی ای پریرو — عورت کے کیے یہ کام کب ہو
جب بات پہونچ گئی یہانتک — تب بولی تبسمہ نہ لاؤ تم شک
مین ذات کی ہون پری جواہر — ہون فن وہنر سے خوب ماہر
اللہ پہ تم نظر تو رکھو — ہمت اپنی ذرا تو باندھو
سنکر یہ کلام شاہزادی — کہنے لگی اس سے ای پیاری
تم ہو میری طرف سے مختار — قبضے مین تمھارے ہے دل زار
آوے دل مین جہان کو جاؤ — محنت کا خدا سے اجر پاؤ
میرا لیکن دھیان رکھنا — پانا جو پتہ تو جلد پھرنا

مجکو ہوگی جو دیر باہر — مر جائیگی گھٹ کے یان جواہر
یہ کہ سنکے اُٹھی پری وہان سے — جنگل کو چلی نکل مکان سے

روم کا نوجوان

لکھتا ہون حکایتِ خوش اسلوب — منظور رہی انتخاب محبوب
بدلا اپنا پری نے جب بھیس — کر کے نیت چلی وہ پردیس
تھی اپنے ارادہ مین جو پوری — سر پر ساری زمین اُٹھائی
ملکون ملکون پھری وہ گلفام — پایا لیکن نہ کام انجام
مشرق مغرب کو ڈھونڈھ آئی — مطلب کی بات پر نپائی
لنکا مہدیپ اور لکدیپ — دریا کے جزیرے اور سراندیپ
بنگال و عراق وہند و یونان — کشمیر و فرنگ اور ملتان
ایران توران بلخ بخارا — ساری دنیا کو چھان مارا
جب ہار تھکی وہ ڈھونڈھ مغموم — آئی سب جا سے گھوم کر روم
پہونچی نزدیک شہر آ کے — بیٹھی سایہ مین اِک شجر کے
بیٹھی تھی سبدہ بہت پریشان — اتنے مین ہوا یہ لطف یزدان
تھا خطہ روم مین جو سلطان — یعنے وہ ہنس ابن برہان
اُسوقت اپنے مکان مین آیا — طائر جو پلے تھے اُنکو کھولا
جب ہنس نے کھول کر اُڑائے — جس جا تھی پری وہان وہ آئے

اُنکو دیکھا تو بس سبدھ بھی
چڑیون نے بنا جو اُسکو بھیجا
کیا کام ہی جاؤ گے کہان کو
بولی وہ سبدھ ہی نام میرا
اک گل کو مین دل سے چاہتی ہون
اب تک پایا مگر نہ اُس کو
بولے طائر نہین ہی چارا
الفت تمسے ہوئی ہی ہمکو
یہ سُنکے ہوئی سبدھ بھی ہمراہ
آئے شاہی محل کے اندر
کی سب نے سبدھ کی خوب خاطر
کمرے سے نکل جو ہنس آیا
کھائے ہوئے چوٹ تھا جو دل پر
دیکھ اُسکو سبدھ خوشی سے پھولی
سوچی فقرہ کوئی بناؤن
جب شام کا ہو گیا اندھیرا
نزدیک کہین تھا ہنس بیٹھا
طائر نبی اپنی شکل بدلی
ہو کون کہان سے آئے پوچھا
پھرتے جنگل مین کس لیے ہو
دشوار بہت ہی کام میرا
اسواسطے خاک چھانتی ہون
ہوتی جاتی ہی یاس مجھکو
رنج اور خوشی ہی کا یہ دنیا
دم بھر کو چلو ہمارے گھر کو
ساتھ اُنکے اُڑی مکان کی راہ
بیٹھے سب اپنی اپنی جا پر
خدمت مین تھے جان و دل سے حاضر
چہرہ اُسکا پری نے دیکھا
خاموش تھا سر جھکائے مضطر
رنج و کلفت تمام بھولی
اُسکے ہاتھون پہ بیٹھ جاؤن
اُسنے بھی کیا وہین بسیرا
مضطر بیتاب اور تنہا

چڑیون سے ہدہد نے کی شروع بات | بولی افسوس کرکے مل ہات
سلطان تمھارا گو حسین ہی | مسرور مگر ذرا نہین ہے
کچھ دیر اگر مین پاس رہتی | نقل اور حکایت اُس سے کہتی
ہوتا مری گفتگو سے وہ خوش | ہوتا سب درد و غم فرامش
چڑیان بولین کہان یہ تقدیر | اسکی کوئی کرے جو تدبیر
محزون مدت سے ہی یہ رہتا | دیکھ اُسکو سبھون کا دل ہی کڑھتا
ممنون کمال ہون تمھارے | سلطان کو کرو جو خوش ہمارے
بولی یہ پری سنو بتاؤن | اک لطف کی داستان سناؤن
مشہور جو ملک چین ہی ہمدم | حاکم ہی وہان کا شاہ عالم
دوشیزہ جواہر اُسکی دختر | مہ پارہ و خوبرو و خوش اختر
حُسن اُسکا تو قابل بیان ہی | طاقت یہ زبان مین پر کہان ہی
ہی راحت جان نام اُسکا | اور عشوہ و ناز کام اُسکا
بولے طائر معاف کیجے | اپنی باتون کو رہنے دیجے
ایسا نہو رنج کچھ بڑھاؤ | جلتی ہوئی جان کو جلاؤ
ایسا نہو تیری گفتگو سے | تکلیف اُسے کچھ اور پہونچے
یونہین خلقت ہی سب پریشان | گھیرے ہی دونون کو یاس و حرمان
باتین نہ تمھاری رنگ لاوین | آفت نہ نئی کوئی اُٹھاوین

اس سے بہتر ہی رہیے خاموش — اس بات کو یہ کیجیے فراموش

تکلیف مین ورنہ ہم پڑینگے — رنج و زحمت بہت سہین گے

بولی یہ سبدھ تمھین بتانا — رہتی ہی کس کے ساتھ دنیا

جوگی ہوا شہ کلال بیمار — اُسکو بھی تو عشق کا تھا آزار

جحبو یہ کو سب جہان مین ڈھونڈھا — ساتھ اُسکے گیا تھا کون اپنا

مان باپ گئے نہ کوئی ہمراہ — معشوقہ ملی چھٹا جو سب جاہ

راحت نہین اس جہان مین ہے — اک نقش غلط گمان مین ہی

چڑیون نے کہا بغیر سوا اس — ایسے ہی خیال سے چڑا اس

تکلیف مین مبتلا ہوا تھا — جوگی کی زبان سے جو سنتا تھا

جب بھول ہتی کا حال پایا — اپنے کو فقیر سا بنایا

گھر چھوڑ چلا گیا وہ جنگل — چھوٹا عیش و سرور ہنگل

اعدا نے سنا جو حال اُسکا — کینہ کیا اُسکو جان سے مارا

دلدار بھی سلطنت بھی چھوٹی — اعدا نے متاع جان لوٹی

ایسے ہی نہ ہنس کو کرو تم — جنگل مین اُسے نہ لے پھرو تم

بولی یہ سبدھ نہین مین ایسی — ہو عقل تو مانو بات میری

اندھارا ہی بھی اور رہیر — ہو دین تو ضرور جان کا ہی ڈر

سچ بات ہو سچ ہو کوئی ساتھی — رہرو کو نہ خوف تب ہو کچھ بھی

نادان جو راہ محبت مین مر جاوے — حرف اس سے نہ راہ پر کبھی آوے
راجہ مدھکر پریم مادھو — پہر آن پاٹ اور چیتر کلا کو
گھر چھوڑ جو کوے یار پہونچے — تکلیفین اُٹھائین لیکے آئے
سردی گرمی ہوا اور پانی — سب جھیل کے لائے یار جانی
مارا نہ مرا کوئی بھی اسمین — دہ بار لگا تھا صدق جسمین
تم جانتے کیا ہو راز الفت — ہوتی ہی مدد یہ خود محبت
یہ ہنس نے بات سن جو پائی — گھبرا کے نظر اُدھر اُٹھائی
سوچا دل مین کہ کون طائر — کرتا ہی بیان حال دلبر
یہ سوچ اُٹھا وہ اپنی جا سے — طائر سب کھول کر اُڑا دئے
کھلتے ہی سبد ہنس ہوکے خرم — آ ہنس کے ہاتھ پر لیا دم
لے اُسکو جگہ پہ ہنس آیا — باتین جو سنی تھین اُنکو پوچھا
بولی یہ پری کہ اے شہنشاہ — سلطان جو چین کا ہی ذیجاہ
اللہ نے دی ہی جو نعمت اسکو — کہتے ہین جواہر اُس پری کو
ایسی مین زبان کہان سے لاؤن — حسن اُسکا جو آپ سے بتاؤن
ہمراہ خواصین ایسی اُسکے — جس طرح قمر کے گرد تارے
چھایۂ سورج کو تو گہن ہے — سب لاگ مگر وہ گلبدن ہی
ساری دنیا مین گھوم آئی — صورت اُس سی نہ ایک پائی

گوری ہی وہ ایسی ماہ طلعت
روشن ہوتی ہی جس سے ظلمت

نسبت کے بہت پیام آئے
سوکھے سب نے جواب پائے

چھوڑا شاہون نے ملک اور مال
دیدار کے شوق مین ہین بے حال

مجکو اُسی حور نے ہے پالا
خوش ہوکے بصد ہوس ہے نام رکھا

کرتی ہی بہت ہی لطف وہ ماہ
اُسکی ہو نہین راز دار ای شاہ

اُسنے ہی مجھے ادھر کو بھیجا
ڈھونڈھی دینا تو تجکو پایا

منظور اگر ہو اُسکا دیدار
چھوڑو صاحب یہ تخت و دربار

اُٹھو چلو دیر کس لیے ہو
دکھلاؤن تمھین مین اُس پری کو

جیسے ہی سنا یہ منہس نے حال
گھبرا گیا درد سے وہ بیحال

سنتے ہی ہوا وہ نام جانان
مضطر بیتاب اور نالان

دل مین پیدا ہوئی محبت
سر پر ہوئی آ سوار وحشت

شعلہ جو اُٹھا بدن مین اُسکے
بولا فورًا اُس بدخو پری سے

ای میرے عزیز جان طائر
کہتا جسکو ہی تو جواہر

دیکھی مین نے جو خواب مین ہی
گر وہ ہی جواہر حسین ہی

صورت ہی اگر وہی یہ گلرو
دینا ہی قبول جان مجکو

ڈھونڈھونگا ضرور اپنی مین ماہ
چھوڑونگا یہ تاج و تخت واللہ

بولی یہ پری کہ حسن اُسکا
کس طرح بتاؤن تمسے شاہا

مشکین زلفین ہین کالی کالی — دل لینے کی اُسمین رہ نکالی
بالون کو جو چہرہ سے ہٹائے — ظلمت مین قمر وہ بت دکھائے
تیکھی چتون اگر وہ فرمائے — پیشانی سے آفتاب شرمائے
جس دل پہ چلائے تیغ ابرو — یا جسکو ڈسے وہ مار گیسو
لے سانس ذرا نہ سر سے کھیلے — بس ایک ادا مین جان لے لے
ہین تیر نگاہ کس غضب کے — دیتے ہین عجب طرح کے چرکے
مستی کی بھری وہ چشم جادو — بیمار ہو دیکھ لین وہ جسکو
موزون پائی ہی کیسی بینی — واجب جسپر ہی جان دینی
لب سرخ مثال لعل و یاقوت — عشاق کے ہین وظیفہ و قوت
دندان دُر بے بہا کی صورت — باتون مین نبات کی حلاوت
جس وقت وہ گل ہی مسکراتی — بجلی ہی دلون پہ اِک گراتی
نازک وہ گلاب کا سا مکھڑا — دلگیر ہی جسکا اک جھگڑا
عارض ہی یا کہ ماہ تابان — شمع کافور روے جانان
گوش اور گلو لطیف اور خوب — دلدارون کو جنکی دید مرغوب
سیمین ساعد کفِ حنائی — شاخ مرجان ہر ایک انگلی
بلور کی طرح صاف سینہ — نہ بال کہین نہ اُسمین کینہ
پستان دونون مثال نارنج — زائل ہو جنکو دیکھکر رنج

نازک چکنا شکم ہے شفاف
باریک جو ہے کمر پری کی
رانوں میں چھپا ہوا ہے نکتہ
وہ کبک خرام جب ہے چلتی
ہمراز ہزار ہا سہیلی
ہر طرح وہ گلعذار ہے شاد
ہے رشک ارم مکان اُسکا
مشتاق ہیں اُسکے شاہ پسراں
گمنام ہوئے بغیر لیکن
اپنا جو کوئی نشان بتائے
میرا بچپن سے اُسکا ہے ساتھ
اسرار سب اُسکے جانتی ہوں
بھیجا ہے مجھے اُسی نے یاں کو
رنج و صدمہ بہت اُٹھایا
ہے نام خدا جوان جواہر
کوشش جو کروگے تم شہنشاہ
سنتے ہی سمند ہو پری کی تقریر

گرداب بلا حسین کی ناف
رہتی ہے خطر میں جان کسی کی
جو شکل عروس کا ہے نقطہ
بیتاب دلوں کو ہے مسلتی
رہتی نہیں ماہ وش اکیلی
لاریب ہے بے نظیر باللہ
واں تک ہووے گزار کسکا
عباد تلک کو فکر دیدار
ملنا اُسکا نہیں ہے ممکن
اُس لعبتِ چین کو ڈھونڈھ پائے
پکڑا شفقت سے اُسکا ہے ہاتھ
جی جان سے اُسکو چاہتی ہوں
چھانا میں نے ہے کل جہاں کو
تب جا کے تجھے ہے ڈھونڈھ پایا
ہوتا آثار سے ہے ظاہر
ہووے گی تمھیں سے منعقد ماہ
پھرنے لگی چشم دل میں تصویر

کی حضرت عشق نے عنایت
بھڑکی اک آگ تن بدن مین
پیدا المعشوقہ کی ہوئی آس
تھی سانس فقط تنِ حزین مین
بیہوش ہوا جو ہنس ایسا
کچھ دیر مین آئی جان مین جان
اُٹھا جو دل تو خوب رویا
آنکھین تھین کھلی ہوئی بظاہر
بولا کہ کہان ہون یا الٰہی
اسطرح کیا بسدھ سے اصرار
پاؤنگا کہان مین اپنا دلبر
افسوس رہا مین بیخبر یان
رہتی ہی جہان وہ نازک اندام
پروانہ ہوئی ہی جان ہماری
پھر نغمہ سرا ہوئی پری یون
مشکل ہی بہت ہی عشق کی راہ
تلوار کی آنچ چاہیے سہ جاے

لینے لگی جان دردِ فرقت
ہونے لگین خون دونون آنکھین
جان پہونچی ہکل کے دلربا پاس
پہونچی تھی روح ملک چین مین
سر اُسکا بسدھ پری نے تھاما
آنکھین کھولین مگر تھا حیران
رنجِ فرقت سے جان کھویا
دل مین تھی بسی ہوئی جو ابر
کیسی مجھ پر پڑی تباہی
پھر کر تو اُسی بیان کی تکرار
دل کی یہ بجھیگی آگ کیونکر
بیچل تو سبھے جہان ہی جانان
چل دان کہ اُسی سے ہی مرا کام
بیچل ہو جہان مری پیاری
سُن ہنس جو بات مین سُنادُن
دے جان کرے کسی کی گر چاہ
پر سوزِ جگر سے بار نے پاے

الفت مین پھنسے نہ دل کسی کا
عیش و آرام و چین و راحت
قہار وہ عشق کا ہی دریا
سوچو تو بھلا یہ دل مین اپنے
سب باتون پہ پہلے غور کیجے
بولا یہ سپید سے ہنس رنجور
مجھکو نہین عشق کے سوا کام
دل چھین کے لیگئی جو اپسرا
بیچین بہت ہی قلب مضطر
ہادی تو ہی تو مین ہون خادم
تحقیق کہ مین نے چھوڑا گھر بار
صورت دل مین بسی ہی اسکی
اُٹھا پھر کہکے یا جو اپسرا
دیکھا یہ سپید نے جال مارا
یون کہنے لگی کہ سن پیارے
پائینگے ضرور آپ وہ حور
دو چار برس سفر کروگے

مر کر چھٹتا نہین ہی پیچھا
چھوڑے تو ہو عشق کی رفاقت
جسکا ہی نہین کنارہ پیدا
تکلیف یہ تم اُٹھا سکوگے
تب عشق بتان مین پیر دیجے
کرتی ہی تو محب کو سخت مشہور
دو دن عشق مین جان گر تو ہو نام
دم ہو ویگا کوئی دم مین آخر
لے چل تو مجھے بنا کے طائر
فرمان پہ رہونگا تیرے قائم
اب ورد کرونگا نام دلدار
مطلق نہین فکر زندگی کی
چاہا اڑ جاؤن بنکے طائر
بازی کو دل کی ہنس ہارا
ہی دل مین جو عشق بیچ تمھارے
ہی چین یہانسے پربت دور
چلنے کی مصیبتین سہوگے

صحرا کسار بجز ذخار — سب سے بیڑا پہ خیر ہو یار
جب تک پہونچو گے ای مسافر — ہو گی بے حال وان جواہر
سب پیرسے نہین وہ بولتی ہی — کھانے کو دہن نہ کھولتی ہی
ہو دیر جو یان مجھے ذرا بھی — اُسکی وان جان پہ بنیگی
جاتی ہون یہ حال سب کہونگی — پھر آکے تمھین بھی لے چلونگی
تا خیر کا نام سنکے رویا — یون ہنس سبدھ پری سے بولا
گر دیر ہوئی کہین تمھین وان — کیسے مجھے ہو گی دید جانان
قبضہ مین تمھارے جان ہی میری — ہر لحظہ تکونگا راہ تیری
جب تمکو ملے مری جواہر — کرنا اتنا تو میری خاطر
سر نقش قدم پہ اُسکے رکھنا — حالات مرے بیان کرنا
کرنا دیکھو کہین نہ تم دیر — اسمین نہین میری جان کی خیر
سُنکے یہ جگر خراش فقرے — یہ رو کے کہا پری نے اُس سے
سچ جانئے آپ میری گفتار — پورا مین کرونگی اپنا اقرار
آؤنگی حضور مین مقرر — خط لا کے چلونگی تمکو لے کر
اندیشہ مجھے ہی اب تو ای شاہ — دے جان کہین نہ اپنی وہ ماہ
یہ کہکے اُڑی وہ کھول کر پر — چھڑکا نمک ہنس کے جگر پہ
کھانا پینا خوشی سے سونا — سب محو تھا یاد صرف رونا

دربار و مکان کاٹتا تھا	غم روز کلیجہ چاٹتا تھا
تھا ہنس غم جگر سے مغموم	سنسان اُسکے الم سے تھا روم

بیتابی جواہر

ہان نالۂ دل کہین اثر کر	بیتاب ہو یار مجھسے بڑھکر
معشوق کی بیکلی ہو دونی	ہووے تطبیق فاذکروني
سُنیے کہ سبدھ جو چین سے نکلی	حالت اُس حور کی بھی بدلی
شہزادی جواہر اُسکے غم مین	رہتی ہر وقت عجب الم مین
بیداری مین شب گذارتی تھی	ہر وقت اُسے پکارتی تھی
تھا دل پہ ہجوم یاس و امید	کہتی نہ کسی سے تھی مگر بھید
کھانا اور پینا چھٹ گیا تھا	صبر اور قرار لٹ گیا تھا
بدلا بالکل تھا رنگ تن کا	سوزان تب ہجر سے بدن تھا
نازک نازک گلابی رخسار	کمھلا کے بنے تھے مثل بیمار
کہتی افسوس وہ سہیلی	پھرتی ہوگی کہین اکیلی
تکلیف سے ہوگی سخت مضطر	باعث ہوئی اسکی مین بداختر
اک شب وہ حسین اسکی دھن مین	گھبرا کے نکل گئی صحن مین
شب کی ظلمت شباب پر تھی	آہ اُسکے دل کباب پر تھی
بے حد بیتاب تھی جواہر	اندر جاتی پھر آتی باہر

[illegible]

گھبرا کے نظر اُٹھاتی ہر سو
پر اب بھی یقین دونون چشم آہو

بیتابی جو اپنی حد پہ آئی
آگے سے بڑی سپید دکھائی

خوش ہو کے اُچھل پڑی جو اہر
اللہ نے کی مصیبت آخر

مسرور ہوئی گلے لگایا
لا اپنے پلنگ پر بٹھایا

بولی یہ سپید ہو سے پھر وہ رنجور
بتلاؤ تم اپنا حال فی الفور

تھی مجھپہ تو بس عجب مصیبت
کیا کم تھی سب مجھے تمھاری فرقت

یون ہی ادل تو مین تھی بیمار
سکھیون نے کیا ہی اور بیزار

دل پر تو مرے غم و الم ہی
شادی انھین سوجھی دمبدم ہی

ایسی کمبخت ہین یہ بیباک
تن میرا جلا کے کر دیا خاک

بولی وہ ہو تلخ عیش میرا
جبتک نہ ملاؤن ساتھ تیرا

جب سے تمسے ہوئی جدائی
ہو زہر جو چیز کچھ ہو کھائی

ڈھونڈھا کرتی جو دل کی تھی بات
سوئی دم بھر نہین مین دن رات

ڈھونڈھی مین نے تمام دنیا
پانی نہ پیا مگر کسی جا

پھر کر جو جہان مین روم آئی
مطلب کی وہان یہ بات پائی

جس طرح حسین تو ہی اے ماہ
ویسا ہی وہ آفتاب ہی شاہ

آبادی کوہ و دامن و دشت
ہر ایک کی خوب مین نے کی گشت

نزدیک مگر ملا وہ مطلوب
مجھکو تو ہی جان و دل سے مرغوب

ہی شہر جو روم او خوش انجام ۔ سلطان وہان کا ہنس ہی نام

دنیا مین نہین ہی دوسرا اور ۔ اسکا سا نہین کسی کا ہی طور

ہی علم و ہنر مین شہرہ آفاق ۔ اور خوبی حسن مین بھی ہی طاق

صحبت عادت بھی مین نے جانچی ۔ دیکھی جا کر حرم سرا بھی

ہمراہ گئی تھی طائرون کے ۔ تھی شکل و لباس مین انھین کے

شب کو جو وہان کیا بسیرا ۔ اسوقت مکان مین ہنس آیا

باتون باتون مین حال تیرا ۔ چڑیون سے جو مین نے کہہ سنایا

سنتا تھا وہ شاہ خود بھی بیٹھا ۔ لے ہاتھ مین مجھ سے راز پوچھا

جو کچھ کہ زبان لے یاوری کی ۔ حالت مین نے تمھاری کہہ دی

تعریف جو مین نے کی تمھاری ۔ سن ہنس نے اپنی جان ماری

دیکھی کوئی خواب مین تھی عورت ۔ بیتابی سے اسنے پوچھی صورت

تھا خواب کو دیکھکر جو حیران ۔ سن حسن ترا ہوا پریشان

بیہوش ہوا گرا زمین پر ۔ مین نے ہاتھون پہ لے لیا سر

تب سے ہی ہزار جان سے مفتون ۔ کھوئے ہین حواس ہوگئے مجنون

نادیدہ جو عشق ہوگیا ہی ۔ سلطان سے اب گدا بنا ہی

آئی ہون کہ تا تجھے خبر دون ۔ خط لکھو تو جا کے پھر اسے دون

تعویق نہین ذرا مناسب ۔ مغموم نہو کہین وہ صاحب

سنتے ہی چپکے رہی جواہر
تاثیر یہ سوز ہنس نے کی
اس طرح ہوئی وہ پھر در افشان
ممنون ہوئی مین تیری ای ہمسر
گھبراتا ہی جی یہان سے اب تو
ہو جاوے نصیب اُنکی دیدار
جانے جو کسی طرح سے پاؤن
ای میری ہمدم مین تجھپہ قربان
بے طور جو اُسکا حال پایا
شہزادی اگرچہ تم ہو دانا
طاقت ایسی کہان سے پاؤن
اور دوسری گر پری بلاؤن
اس سے بہتر ہی صبر کیجے
شائد آجاوے وہ شہنشاہ
ورنہ جو بیاہ چاہین کرنا
کہنا کہ نہین مجھے ہی منظور
جب جان ہی دی کسی کے اوپر
حالات سے ہو چلی جو ماہر
سینہ سے اک آہ سرد کھینچی
یعنے وہ جواہر پریشان
ہون اُنکے قدم اگر ملین وہ
پہونچا دے وہان اُڑا کے مجکو
پائے تسکین خاطر زار
دکھ درد جو اُنکو ہو سٹاؤن
دکھلا دے سبھے وہ روے تابان
مُنھ سے یہ سبد ہو نے تب نکالا
معلوم نہین یہ حال دینا
تمکو جو اکیلی مین اُڑاؤن
واقف ہو پدر مین رنج اُٹھاؤن
تاریخ نکاح آنے دت بجے
اس سے کیا خوب پھر تو ای ماہ
ماں باپ تو صاف تم مکرنا
ہو جائینگے ایمن سب وہ مجبور
ہٹنے سے کسی کے پھر ہی کیا ڈر

پیرون پہ گری یہ سُن جواہر
جا جلد حبیب پاس میرے
ہوگا نہ کسی سے ساتھ میرا
ہی ہمنس کی یاد اب تو ہر آن
کہنا یہ مری طرف سے جا کر
فرمائین نہ دیر جلد آوین
تشریف جو یان پہ ہمنس لائین
پیر اُنکے رکھون مین اپنے سر پر
امید وصال مین ہون زندہ
اُڑنے کو ہوئی سبدہ نویلی
سُنکر آئی وہ دوڑی بیغم
جلدی سے جگا کہا کہ چلیے
انسان نہین ہی یہ پری ہے
کچھ ایسا کیا ہی حال ظاہر
للہ کرو کچھ اِسکی تدبیر
جھنجھلائی یہ سُنکے اور جلدی
دیکھا بیٹھی ہین دونون یک جا

بولی یہ سبدہ سے میری خاطر
وابستہ ہی جان میری اُس سے
دامن مین ہی آسکے ہاتھ میرا
یا ہووے وصال جاے یا جان
ہی یاد مین تیری سخت مضطر
اس رنج وعذاب سے چھُڑا دین
آنکھین اُنکی جو دید پائین
بٹھلاؤن اُنھین دل و جگر پر
کی دیر تو بس ہوئی مین مردہ
سنتی تھی مگر کوئی سہیلی
سوتی تھی جہان پہ شاہ بیگم
کچھ حال سبدہ کا چلکے سنیے
لائی پیغام ہی کہین سے
مفتون ہوئی جسپہ ہی جواہر
رسوا یہ کرے گی ورنہ بے پیر
آئی تھی جہان پہ اُسکی لڑکی
چہرہ شہزادی کا ہی اُترا

پہلے تو اوسے گلے لگایا
پکڑے دونون سعیدہ کے پھر ہاتھ
سچ کہ بنظر غضب یہ پوچھا
کرتی ہی خراب دخت میری
لونڈی ہون مین سعیدہ یہ بولی
شہزادی کی کرتی ہون جو خدمت
ہی بغض اسی سبب سے سب کو
پر راہ نہین کبھی مین چلتی
ذرّہ نہ سعیدہ نے حال کھولا
بیچاری کا سب لباس چھینا
کر کے محبوس طوق و زنجیر
کھوئی پوشاک جب پری کی
روتی دل مین کہ دونون مہجور
جب جیل مین آ سعیدہ ہوئی قید
رنجیدہ ہوئی بہت وہ محزون
مرنے کی ہوئی ہی میری تدبیر
مان پاس خواص ایک بھیجی

سمجھا کے وہین پہ پھر بٹھایا
غصہ سے چلی وہ کھینچکر ساتھ
لائی پیغام تو ہی کس کا
کہہ راست کہ ہو فلاح تیری
بیہودہ نہین زبان کھولی
فرماتی ہی اس سے وہ عنایت
چغلی پہ نہ اعتبار کر لو
للّٰہ نہ کیجے آپ سختی
بیگم ہوئی غصہ سے بگولا
پوشاک کوئی دی اور پہنا
ڈالی تو ہوئی وہ سخت دلگیر
بھولی سب عقل رہبری کی
اب ہجر مین ہونگے سخت رنجور
شہزادی پہ صبح کو کھلا بھید
سروحن کے بیان کرتی تھی یون
مان باپ نے دی بگاڑ تقدیر
چاہا کہ سعیدہ کی ہو رہائی

بیچاری پیام لے جو آئی — بیوجہ بہت ہی مار کھائی

جان اپنی بچا کے وہ جو بھاگی — شہزادی سے آکے عرض لین کی

قیدی کو نہ چھوڑیگی تری مان — ناحق ہوتی ہو تم پریشان

پایا جب یہ جواب روکھا — جی درد و الم سے اُسکا سوکھا

کہنے لگی دل مین پھر جو اہر — تھا راز سے کون میرے ماہر

کس نے مادر سے جا لگایا — آفت مجھپر یہ کون لایا

بے میری بسدہ کے ہنس سے جا — ہے کون جو درد دل کہیگا

فرقت ہوگی یہ ختم کیسے — اچھا ہوگا یہ زخم کیسے

تدبیر کریگا وصل کی کون — ہوگا میرا ضرور اب خون

ڈھائی تھی فراق نے قیامت — سر پہ تھی سوار ایک آفت

دن رات لگی وہ غم سے جلنے — آنسو لگے آنکھ سے اُبلنے

کھانا پینا کیا تھا موقوف — تھی یاد مین ہنس کی وہ مصروف

ہمراز فقط تھا ذکر دلدار — کوئی مونس نہ یار و غمخوار

جا سے اپنی کبھی نہ ہلتی — بیجان کی طرح بیٹھی رہتی

پروا نہ تھی ہار ٹوٹنے کی — کچھ فکر نہ بال چھوٹنے کی

تھا درد جو دلمین اُس پری کے — بیزار تھی اپنی زندگی سے

ایک نظر

اب چین نہین ہی او دل زار — دم بھر کو دکھادے روے دلدار

ای ہنس سکان کہان ہی تیرا — دل لوٹ جوے گیا ہی میرا

ہی عشق پہ اپنے تو تو نازان — مجبو یہ کو دیکھ لے پریشان

بیمار تھی اس طرح جواہر — روتی ہر وقت ہنس خاطر

ذکر اُسکا اُسی کی یاد رہتی — اس آگ سے راتدن سلگتی

کرتی اُسے یاد دل مین اپنے — کہتی رو رو یہ چپکے چپکے

رہتا ہی کہان وہ یار جانی — بھیجی نہین آہ کچھ نشانی

ملتا بھی ہی یا نہین وہ دیکھون — طاقت نہین پاس کیسے پہونچون

افسوس سبدہ بھی اب نہین پاس — بندھتی نہین دلمین وصل کی آس

روتے روتے ہوئی جو بیہوش — سب رنج ہوا اُسے فراموش

جس بات کا تھا ملال اُسکو — گھیرے تھا ہی خیال اُسکو

قسمت جاگی جو مہ جبین کی — حاصل ہوئی دید اُس حسین کی

بتلایا سبدہ نے جسطرح تھا — ویسا ہی جوان ایک دیکھا

آیا جو نظر اُسے وہ دلبر — بیتاب ہوئی گری زمین پر

مضطر ہو کر پکڑ کے دامان — پوچھا کہ کہانکے تم ہو سلطان

کیا نام ہی آپ کا بتاؤ — دل کی میری لگی بجھاؤ

بتلائین پتہ جو آپ اپنا
بھیجون بیشک پیام اپنا

بولا وہ یون کہ ای گل اندام
مولد ہی بلخ اور ہنس ہی نام

اب روم مین ہی تپیام میرا
آوے جو وہان پیام تیرا

بیشک مین ملون مگر پیاری
حالت ہی زار کیون تمھاری

کیا رنج ہی تمکو نام کیا ہی
گھربار سے میرے کام کیا ہی

کیا غم ہی بتاؤ تا کرون فکر
جو راز ہو اسکا کیجیے ذکر

کسواسطے ہو ملول خاطر
جب پاس تمھارے مین ہون حاضر

کہنے لگی یون وہ بادل زار
ہون تیرے فراق سے مین بیمار

جب سے کہ سنا ہی نام تیرا
قابو مین نہین ہی قلب میرا

خواہش ہی مری بطیب و خاطر
خدمت مین رہون تمھاری حاضر

اپنی جو کنیز تو بنائے
تب جان کو میری چین آئے

اب کیجے نہ اپنے پاس سے دور
مرجائیگی ہجر مین یہ رنجور

دیدار سے اپنے شاد کیجے
بس اب نہ غم فراق دیجے

آپسمین ہوئین جو ایسی باتین
بولا تب ہنس ہوکے غمگین

جس طرح تجھے ہی چاہ میری
ہی مجکو زیادہ اس سے تیری

تیری مجھسے ہی جس طرح آس
ہی جان ہماری بھی ترے پاس

ہی یاد اگر تمھین ہماری
دن رات ہمین ہی رٹ تمھاری

دل سے ہی اگر تمھین محبت
شکل اپنی نہ غیر کو دکھانا
کرنا نہ پیار اب کسی کو
اقرار جو ہوگا راست تیرا
یہ سنکے بہت وہ مسکرائی
کچھ دلکی مرے تمھین خبر ہی
گویا دین تیری جان بھی جاے
ہو کچھ بھی مین تمسے پر ملونگی
ہی جان کو میری تجھسے راحت
گل تو ہی اگر تو مین ہون بلبل
گوہر مین ہون اگر تو تو آب
مین تن ہون اگر تو تم مری جان
دیکھو مجکو نہ چھوڑنا تم
محبوب جو پاس آگیا تھا
مسرور ہوئی مزہ مین آکر
جیسے ہی پلنگ پر بٹھایا
بیدار ہوئی جھجھک کے وہ ماہ

اب غیر کی دیکھنا نہ صورت
پاس اور کے ای پری نجانا
صحبت نہ کسی سے اب کبھی ہو
ہوویگا ضرور وصل میرا
اس طرح سے بات پھر بنائی
کس طرح سے جل رہا جگر ہی
ممکن نہین فرق بات مین آے
فرقت مین نہین تو جان دونگی
بے تیرے بھلا ہو کیا فراغت
مین جام اگر ہون تو ہی تو مُل
ہون مین جو کنول تو تو ہی تالاب
روشن ہی تمھین سے جان جانان
امید مری نہ توڑنا تم
تھامارے خوشی کے قلب دونا
پکڑا مضبوط دست دلبر
نیرنگ فلک یہ رنگ لایا
نکلی سینہ سے سرد اک آہ

دیکھا تو وہ گل نہین وہان پر
تکیہ ہی وہی وہی ہی بستر

بیدار ہوئی قیامت آئی
صورت یہ ہجر نے دکھائی

افسوس لگی وہ دل مین کرنے
دل ہی دل مین یہ کڑھ کے کہنے

تھا پاس ابھی تو وہ دلارام
کمبخت رہی مین کیسے ناکام

کب ہو دیگی پھر سہاونی رات
حاصل اُسکی جو ہو ملاقات

کیونکر ہوئی ختم شب الٰہی
مجھپر یہ پڑی ہی کیون تباہی

کرتی تھی خیال شب کی باتین
بھرتی ہر دم تھی سرد آہین

تھی دل مین بھری جو یار کی یاد
دیدار سے یار نے کیا شاد

سوتے مین گلے لگی وہ مفتون
آنکھین کھلتے ہوئی وہ مجنون

دشوار بہت ہی وصل محبوب
خود گم ہو اگر ہو یار مطلوب

دل مین جو بھرا ہوا تھا بھید
تھرانے لگی وہ صورت بید

مبہوت گری زمین پہ غمناک
بکھرے گیسو جگر ہوا چاک

دوڑین گھبرا کے سب خواصین
دیکھا اُسکو ہوئین وہ بدحواسین

شہزادی کو ایک نے اُٹھایا
اور ایک نے لخلخہ سونگھایا

دوڑی کوئی اور گلاب چھڑکا
مان نے جو سنا کلیجہ دھڑکا

گھبرائی ہوئی وہان پہ آئی
بیہوش جو شاہزادی پائی

مضطر ہو خواصون سے یہ پوچھا
تبلاؤ غضب ہوا یہ کیسا

کیا رنج دیا ہی تمنے اِسکو
سب صاف بتاؤ حال مجکو

کانون پہ سبھون نے ہاتھ رکھا
کھائی یہ قسم کہ ہمنے حاشا

کچھ رنج نہین اسے دیا ہی
واقف بھی ذرا نہین کہ کیا ہی

کھلتا ہمپر نہین ہی یہ بھید
جسدن سے بسیدہ پری ہوئی قید

غمگین رہتی ہی تب سے دنرات
کہتی منہ سے نہین کوئی بات

چھوڑ و اُسے قید سے بلاؤ
غم دور ہو اُسکا اس سے گر بلاؤ

یہ سُنکے کنیز ایک بھیجی
وہ جاکے بسیدہ کو ساتھ لائی

حالت جو بسیدہ نے اُسکی دیکھی
بیٹھی گھبرائی خوب روئی

شہزادی نے آنکھ اپنی کھولی
چپکے سے بسیدہ کو دیکھ بولی

تن من مین مرے لگی ہی اِک آگ
گاتی ہر رگ ہی یار کا راگ

یہ کہکے سنبھل اُٹھی جو اہر
خدمت کو ہوئین خواصین حاضر

پوچھا کہ ہوا یہ حال کیسا
پہونچا تمکو ملال کیسا

حالات ہر ایک پوچھتی تھی
خاموش تھی وہ نہ بولتی تھی

منھ زرد بدن لرز رہا تھا
دریا آنکھون کا تھا نہ تھمتا

پایا جو نہ راز دل کسی نے
آپسمین وہ سب لگین نحشنے

بولین کہ نہین کوئی مرض ہے
ملجائے بسیدہ یہی غرض ہی

کچھ حرج نہین رہے جو ہمراہ
پاوے نہ لباس پر یہ گمراہ

خلوت شہزادی نے جو پائی
خود بیتی سبدہ سے کہ سنائی

آیا شب کو محل مین عالم
کہنے لگی اُس سے اُسکی بیگم

لڑکی کو بٹھا رکھا ہے تمنے
کیون عقد نہین ہوا اُسکا کرتے

جیتے مین اسے بیاہ دیجے
عیش اِسکا حضور دیکھ لیجے

سلطان نے دیا جواب اسکو
منظور نہین ہے دیر مجھکو

لیکن جب تک لکھے نہ بھولا
کس طرح سے مین کرون تقاضا

بیگم نے کیا جو عقد کا ذکر
پیدا سلطان کو ہوئی فکر

اتنے مین سبب ہوا یہ پیدا
ونیور کے یان سے نامہ آیا

درخواست یہ تھی کہ شادی کیجے
شہزادی کو اب بیاہ دیجے

سلطان نے یہ پیام سُنکر
تاریخ نکاح کی مقرر

شادی کی تو چین مین مچی دھوم
شہزادی ہوئی کمال مغموم

رہتی ہر وقت وہ گل تر
رنجیدہ حزین ضعیف ومضطر

پیرون پہ بسدہ پری کے گرکر
بولی یون رو کے وہ سمن بر

شادی تو نہ غیر سے کرونگی
کچھ کھا کے مین اپنی جان دونگی

کر عہد چکی ہون ہنس کے ساتھ
آ سکتی نہین اب اور کے ہاتھ

میکے سسرال کو لگے آگ
بتلاؤ کہان کو جاؤن مین بھاگ

سمجھانے لگی پری یہ اسکو
زندہ ہون مین ملول مت ہو

دس روز ابھی برات کو ہین	فکر اسکی کرونگی اسطرح مین
پھنس جائینگے لوگ کام مین جب	ڈھونڈھو اپنا لباس لاؤنگی تب
مل جائیگا جب لباس مجکو	فوراً ہی مین ہے اڑ دونگی تجکو
تقدیر سے گر ملی نہ پوشاک	مرجانے مین تب نہین ہو کچھ باک
مین بھی کچھ کھاکے مر رہونگی	ہمراہ تمھارے جان دونگی

ہنس اور پپیہا

ہو عشق بتان بھی کیا بلاخیز	ہوتا نہین جسکا درد انگیز
بتلاؤن تمھین مین ہنس کا حال	دکھلاؤن فراق کا مہاجال
عرصہ گذرا ایسدہ پری کو	پاس آئی نہ ہنس کے وہ خوشخو
تھا ہنس کو کچھ ملال ایسا	فرقت نے کیا تھا حال ایسا
کرتا ہر وقت آہ وزاری	بڑھتی جاتی تھی بیقراری
کہتا تھا کہ ہاے یہ ہوا کیا	طائر اب تک نہین وہ پلٹا
باقی نہین میری کیا محبت	منھ دیکھنے تک کی یا تھی شفقت
ناخوش ہوئی مجھ سے یا جوانمر	رنجیدہ ہوئی کچھ اسکی خاطر
بیعہ نجون یارب مین کیسے اُس دیس	کس راہ سے جاؤن کیاکرون بھیس
تدبیر نہین ہو اس سوا اب	بن جاؤن فقیر چھوڑکر سب
ہمراہ نہین ہو کوئی ناصر	کس طرح ملے بہ مجھے جواہر

چیخ اٹھا وہ درد وغم سے یکبار | دی پھینک عبا قبا و دستار
دیوانہ بنا مکان چھوڑا | مال و دولت سے منھ کو موڑا
تھا اسکو جو روے یار محبوب | تھے آہ و غم و ملال مرغوب
نفع و ضرر و علوم و حکمت | بھولے جو پڑی کمند الفت
دل دیتے جھجھک ذرا نہ آئی | عشق ہوتے ہی جان پر بن آئی
گریہ کیا سر پہ خاک اڑائی | نکلا باین ہئیت گدائی
دیکھا تو خواصین ساری دوڑین | آکر پیرون پہ اُسکے لوٹین
روئی چلائی مان یہ کہکے | جادو اسپہ کیا کسی نے
سر پیٹ کے چیخ کر پکارا | ہوتا ہی چراغ گل ہمارا
چلائی جو وہ تو لوگ آئے | دیکھ ہنس کو لخت دل بھلائے
روتے تھے کھڑے تمام احباب | تھا سوز درون سے ہنس بیتاب
کہتے تھے تمام اہل لشکر | دیکھے نہ ہمارے تمنے جوہر
گر جنگ کسی عدو سے کرتے | جان دیتے ہم اپنی اُسپہ مرتے
سلطان نے سنا تو وہ بھی آیا | علما حکما کو ساتھ لایا
شفقت سے اُسے گلے لگا کے | پوچھا کہ سمجھ تری کہان ہی
وہ علم و ہنر وہ حسن تدبیر | بھولے کیسے یہ پلٹی تقدیر
کسواسطے تم بنے گدا ہو | دل کا کچھ بھید تو بتاؤ

جان سے نہ دریغ مین کرونگا | ہمراہ تمھارے خود چلونگا
یہ سب جو سنا تو اور رویا | شعلہ اُٹھا تن بدن مین گویا
صادق نہ کوئی بھی یار پایا | ہمراہی کوئی نظر نہ آیا
باتین کہتا تو مثل مجنون | آنکھین دونون ہوئی تھین پُرخون
چھٹنے نہ دیا کسی نے اُسکو | چاہا کہ اڑون نہین تھے بازو
ہر ایک کو دیکھ رو رہا تھا | سلطان کے حواس کھو رہا تھا
بولے یہ وزیر اور اطبا | عاشق ہی ضرور یہ کسی کا
معشوقہ کو تا ندیکھ پائے | کس طرح اسے حواس آئے
سلطان نے ہزارون ماہ پارہ | زہرہ جبین قابل نظارہ
بلوائین کہا کہ جس سے چاہو | ای ہنس نکاح اُس سے کرلو
یہ کہکے مکان مین اُسکو لایا | ہر اک کا دکھایا حسن وغمزا
دیکھا جو اُسے تو سب گئین لوٹ | دل پر لگی تیر عشق کی چوٹ
کرنے لگین سب کرشمہ و ناز | ہر ایک دکھاتی ناز و انداز
چھل بل اپنا دکھاتی ہر ایک | دکھلا کے ادا لبھاتی ہر ایک
گورے گورے تھے گل سے مکھڑے | رنگین پہنے ہر ایک کپڑے
گاتین ہنستین بھی مسکراتین | باتین کرنے مین گہ لجاتین
زلفین رخسار چشم وابرو | دندان سینہ نگاہ جادو

دکھلایا بہت مگر وہ بیمار ۔ ہوجاتا تھا اور بیزار
ہارین سب کرکے وہ کرشمے ۔ اسپر نہ پڑے کوئی بھی پورے
الٹی جانون پہ لی مصیبت ۔ دل ہمنفس کو دے خریدی زحمت
مایوس ہوئین پھرین مکان کو ۔ کھو ہاتھ سے آئین نقد جان کو
ابر کلفت دلون پہ چھایا ۔ بھولا تو سرور رنج بھایا
نکلی اس سے نہ جب کوئی راہ ۔ گھبرایا بہت ہی روم کا شاہ
کہتا کہ کرون مین کون تدبیر ۔ مسرور رہو جس سے ہمنفس دلگیر
خاموش ہی گنگ و باؤلا ہی ۔ معلوم نہین کہ بات کیا ہی
سلطان بیٹھا ہوا تھا پرغم ۔ کہنے لگا آکے ایک خادم
اک روز شکار کو گیا تھا ۔ ہمراہ صاحب مجھے بھی لے گیا تھا
آکر کے ہوا وہان سے خاموش ۔ سب عقل و ہنر کیا فراموش
کچھ رنج ہی پھیر یا ہوا ہی ۔ یا سحر کسی نے کر دیا ہی
شائد جو شکار ہی کو پھر جاے ۔ خوش ہو کے کچھ اپنا بھید بتلائے
سنتے ہی ہوا یہ حکم سلطان ۔ جلدی سے شکار کا ہو سامان
ہمراہ سوار اور پیادے ۔ شہ بیس ہزار ائے سکے کرکے
بولا یہ شکاریون سے لے جاؤ ۔ کھیلون مین طبیعت اسکی بہلاؤ
جاکر ندی مین جال ڈالا ۔ سیر و دریا سے غم کو ٹالا

چڑیون پہ سلاح جو اٹھائے
بہتیرے زمین پر گرائے

چوپایون کی نوبت آگئی جب
دکھلائے ہراک نے اپنے کرتب

کتنون کو تو مار کر کیا صید
جیتا اکثر کو کر لیا قید

بھاگے پھرتے تھے سب چرندے
چھپتے تھے اِدھر اُدھر پرندے

بیچارے کسی نے جان کھوئی
کھاتا تھا بنا کباب کوئی

جان پر تو کسی کے آ بنی تھی
اسمین بھی کسی کی دل لگی تھی

کھوجا دن بھر نہ بھید پایا
پاتا ہی وہی جو آپ کھویا

ہی عشق کی راہ بسکہ دشوار
بھاتی نہین اسمین سیر کہسار

جب ظلمت شب ہوئی ہویدا
سب تو سوئے نہ ہنس لیٹا

آدھی کے قریب رات آئی
تب ہنس نے بانگ یون لگائی

معلوم نہین پتہ نشان ہی
جاؤن ڈھونڈھون اُسے کہان ہی

کیا جانے سبدہ کہان پہ کھوئی
افسوس نہین ہی یار کوئی

وعدہ تو کیا مگر نہ پلٹی
قسمت نے بنا کے بات اُلٹی

واقف نہین کسطرف کو ہی راہ
رہبر نہین اپنے کوئی ہمراہ

آنکھین پتھرائین خواب کھویا
باقی نہین تن مین خون گویا

اس ہجر سے اب بہت ہون بیکل
کر دے نہ کہین موت قصہ فیصل

دوبارہ جو مرکے ہون مین زندہ
اُس بت کا رہونگا پھر بھی بندہ

تھا حضرتِ عشق کا یہ شاکی   اتنے مین پپیہا بولا پی پی

ہمدرد کی پا کے ہنس آواز   بیتابی سے پوچھنے لگا راز

کیا درد ہی کیا ہی سوز تجکو   کیا تیر نظر لگا ہی تجکو

کیا دل پہ ترے پڑی مصیبت   تجکو بھی کسی سے کیا ہی الفت

کیون کرتا ہی دلفگار نالے   کیون ہین تری زندگی کے لالے

مجکو تو ہی الفتِ جواہر   تن جل کے ہو خاک اُسکی خاطر

ہی تیری زبان مین کیسی تاثیر   جلتا ہی کلیجہ سُن کے تقریر

کھانا پانی چھٹا ہون مضطر   خون سوکھ گیا بدن ہی لاغر

مجھپر تو جنون کا کرم ہی   پر تجکو پپیہا کون غم ہی

سُن ہنس کی بات یون وہ چہکا   کیا پوچھتے درد دل ہو میرا

اک شمہ جو حال خود بتاؤن   سننے والے کو خون رلاؤن

محبوب چھٹا ہی مجھسے میرا   ہون اُسکی تلاش مین مین پھرتا

رٹتا ہون پپیہا بن کے پی پی   ملتا نہین پی، ہی جل رہا جی

عیش و آرام سارا چھوٹا   رشتہ سب خاندان سے ٹوٹا

الفت مین اُسی کی باؤلا ہون   تن مین نہین ایک بوند بھی خون

سارے عالم کو مین نے چھانا   لیکن نہ ملا کہین ٹھکانا

مان باپ عزیز اور یگانے   جھوٹے مجھ سے ہوے بگانے

خود غم مین هون مبتلا و مهجور اب دیکھ کے تجکو بھی هون رنجور

تمکو کیسا هی عشق دلبر همراه لیے هو پھرتے لشکر

دلدار کا وصل بھی هی منظور هوتے نهین سلطنت سے بھی دور

اچھی نهین یه دوئی کی باتین جاتی رهتی هین اسمین جانین

منظور جو دیکھنا هو تمکو دو چھوڑ دوئی که پاؤ اسکو

سوچو تو ذرا اگر هو هشیار دبدها مین هوا کوئی بھی هی پار

دبدها مین اگر نکل گئی جان ایمان مین هوگا صاف نقصان

هو قصه دوئی سے جلد باهر لو روم هی یا تو یا جواهر

چپ جبکه هوا پپیها کهکر لایا یه هنس تب زبان پر

جی ایک سے میرا لگ چکا هی کچھ یاد نهین اب اس سوا هی

صرف ایک اسی کو چاهتا هون کس جا هی نهین یه جانتا هون

معلوم نهین جو راسته هی هون گنگ کلیجه کانپتا هی

اسکا جو نشان ذرا بھی پاؤن تکلیف اٹھا کے دوڑ جاؤن

جنگل مین هو گر تو جا کے ڈھونڈھون دریا مین جو هو تو اسمین کود دون

پروانه نهون جو وه هو آتش ملنے کی هی خاک هو کے خواهش

دریافت کهین صحیح هو حال جاؤن مین یهان سے چھوٹے جنجال

بولا وه که هنس مین بتاؤن هادی کی نصیحتین سناؤن

موجود ہی خود تجھی مین جلوہ
پیچیدہ نہین ہی اسکا مطلب
الفت کا مگر ہی بحر ذخار
طوفان بلا ہین ہفت قلزم
رہتے خونخوار جانور ہین
تن بحر صدف ہی جان بیمار
ملنا ہی مگر محال اُسکا
وہ کون ہی جو رفیق ڈھونڈھے
ہی کون جو سانس باندھ کو دے
ہی کون جو موجون کو سنبھالے
ہی کون جو جان پہ اپنی کھیلے
ہی کون متاع جان لُٹاوے
ہی کون جو دھو دے جان سے ہاتھ
جینا ہو تو شوق دید چھوڑو
کہتا تھا یہ ہنس ای پپیہا
ممنون بہت رہونگا تیرا
مرشد ہو بھید مجکو بتلاؤ

خارج ہی فقط بدن کا سایہ
کیا یاد نہین ہی نحن اقرب
ملتا نہین جسکا وار اور پار
جنکی لہرون سے ہوش ہون گم
انمین ہی صدف ہین اور گہر ہین
گوہر اسمین ہی عکس دلدار
مٹ ئے تو کرے خیال اُسکا
پھر عشق کی راہ مین قدم دے
جی دے تو جواہر اسمین پاوے
مارے مگر اور گہر نکالے
دریاے رواں مین غوطہ مارے
تن آتش عشق مین جلاوے
لے کون جو آہ اسطرح ساتھ
ملنا ہو تو تار نفس توڑو
معلوم اگر ہو راہ بتلا
بگڑا ہی تمام کام میرا
اُس دیس کی راہ جلد دکھلاؤ

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ۱۲

مجھکو نہین جان سے سروکار — قربان ہی جان گر ملے یار
بن جاؤن مین خاک تن جلاکر — پہونچادے اگر ہوا اڑا کر
دیدونگا مین جان بطبیب خاطر — ملجائے گر مجھے جو آ ہر
طائر نے کہاکہ اسطرح یار — ملنا تمکو بہت ہی دشوار
جو بازی عشق راست کھیلا — سب چھوڑ کے ہو رہا اکیلا
مجنون نے لیا جو نام لیلا — گھر بار کو چھوڑ جان کھویا
شیرین کے سبب ہوئی یہ بیداد — جان دیکے گیا جہانسے فرہاد
عاشق یہ کیسے ہین آپ صاحب — اتنا لشکر جو ہی مصاحب
جبتک نہ کروگے بچ کے اک کام — ملنے کا نہین یہ کام انجام
یہ کہکے اڑا پپیہا اک بار — اتنے مین سحر ہوئی نمودار
سب راز سمجھ کے یہ ارادہ — تھا تنہس کا چلدے پا پیادہ
لیکن جاگے جو اہل لشکر — جانے پایا نہ وہ نکل کر
خدام نے کردیا جو مجبور — رنجیدہ ہوا بہت وہ مہجور
سوچا کہ الٰہی کیا کرون مین — ان لوگون سے کسطرح بچون مین
ہروقت یہ گھیرتے ہین مجکو — غم دیتے ہین یہ چھیڑتے ہین مجکو
تھا دمین اسیر وہ جو بیمار — ساتھ انکا دیا یہ جبر ناچار
پھر لوگ لگے شکار کرنے — طائر لگے جان بچاکے اڑنے

بھاگا اتنے مین چھوٹ کر باز | جنگل کی طرف کو کرکے پرواز
بولا یہ ہنس اُسکو لاؤ | ڈھونڈھو جلدی سے جاتے جاؤ
کی عرض سبھون نے اس سے بہتر | حاضر ہون ہزار باز آکر
اندیشہ نہ آپ دلمین فرمائین | جاتے ہین ملے اگر تو لے آئین
ہر شخص تلاش کو سدھارا | جنگل کو تمام چھان مارا
پایا نہ اُسے ہوئے پریشان | کوشش کرتے رہے وہ حیران
لشکر تو گیا پہ چار خادم | تھے ہنس کے پاس اب بھی قائم
اُنسے بھی کہا کہ چارون جاؤ | جس طرح ملے وہ باز لاؤ
خدام نے ہنس کو جو چھوڑا | اک سمت کو پھیکا اُسنے گھوڑا
کچھ دور چلا سمند شہ گام | صحرا مین ہوئی کسی جگہ شام
ان سب پہ ہوئی یہ اور مشکل | آگے ہوا اک پہاڑ حائل
ہمت سے چڑھا وہ اُسکے اوپر | گھوڑا جو تھکا ذرا سا چل کر
آزاد کیا اُسے پیادہ | اوپر کو چلا وہ با ارادہ
کی جذبۂ دل نے اُسکی امداد | پہونچا چوٹی پہ خانہ برباد
ہے سوزشِ عشق بھی نیاری | جلتی جس سے زمین ہے ساری
اُسکے ہی کرشمون سے سمندر | کھاری بالکل ہوا ہے جلکر
ہے دل مین قمر کے بھی یہی داغ | کوئلہ ہوئے جل کے سیکڑون باغ

ارض اور سما جبال و اشجار	ہین عشق کا نام سنکے بیمار
باور جو نہ آئے میرا کہنا	پڑھ لو احزاب مین عرضنا

حق بحقدار رسید

پہونچی ہی جو آکے لیل اسریٰ	معراج بیان ہی سوے اعلیٰ
چوٹی پہ پہاڑ کی جو پہونچا	بلور سا ایک رنگ دیکھا
سیدھی ہوئی ہنس کی جو تقدیر	ظاہر ہوئی غیب سے یہ تدبیر
بیٹھا اُسپر وہ کشتۂ غم	دل مین تو جواہر آنکھین پرنم
تھا بسکہ ضعیف درد و غم سے	بیہوش گرا زمین پہ دھم سے
آئین اتنے مین چار پریان	دیکھا اسکا جو روے تابان
سب ہو گئین اُسکی محو دیدار	کہنے لگی ایک ماہ رخسار
دختر شہ چین کی جو اہر	ہی وصف مین جسکے نطق قاصر
حسن اور جمال مین ہی یکتا	دل دیکھ کے اُسکو ہی مچلتا
ہو عقد کہین جو اُس سے اِسکا	گویا کہ ہو شمس و بدر اک جا
بولی اک یون کہ سچ ہی بھینا	ہی راست ترا تمام کہنا
پر کیا ہی بھلا علاج اُسکا	ہوتا ہی بیاہ آج اُسکا
نزدیک برات آگئی ہے	صورت دولہا کی کیا بری ہی
چہرہ ہی مہیب سا سیہ رنگ	ہو جاتے ہین ہوش دیکھکر دنگ

سلہ اشارہ بجانب آیہ کریمہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات و الارض و الجبال فابین ان یحملنہا و اشفقن منہا و حملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا ۱۲

سلہ اشارہ بجانب آیہ سبحان الذی اسری بعبدہ

سلہ اشارہ بجانب آیہ [illegible]

سلطان ہے کوئی شاہ بھولا
نوشاہ بنا ہی اسکا لڑکا

ہے میری صلاح اسکو لیجائین
ہودج پہ بنا کے نوشہ بٹھائین

دولہا. جو بنا ہے اسکو لاکر
جنگل مین رکھین کسی جگہ پر

شہزادی سے ہو جو عقد اسکا
ہم دیکھین بہم پیارا انکا

یہ کرکے صلاح لے اڑین وہ
بجلی کی طرح چمک چلین وہ

کپڑے پہنے تھا نوشہ جیسے
لاہنس کو بھی پنھائے ویسے

سر پر عمدہ سی باندھی دستار
ڈالا پر زر گلے مین اک ہار

پہنائی قبا عجب نرالی
حسرت نظارہ سے نکالی

بیہوش کو یون بنا کے دولھا
موقع مطلب کا اپنے ڈھونڈھا

جیسے ہی برات دی دکھائی
قدرت سے خدا کے آندھی آئی

گل ہو کے چراغ چھائی ظلمت
پریون کو ملا جو وقت فرصت

دولہا کو عماری سے اٹھایا
اور ہنس کو اسکی جا بٹھایا

چلتی نہین کوئی اپنی تدبیر
ہوتا ہی ضرور حرف تقدیر

تقدیر نے رنگ یہ دکھایا
برعکس کرشمہ سب بنایا

آیا تھا بیاہنے جو دولہن
روتا جنگل مین تھا وہ رن بن

گم کردہ مکان وخود فراموش
تھا قلۂ کوہ پہ جو بیہوش

دولھا بنا بیاہنے کو آیا
گویا کہ پلٹ گئی تھی کایا

قادر ہی وہ دو جہان کا سلطان — جو چاہے کرے اُسے ہی شایان

دم بھر مین ہوا دوبارہ بدلی — تاریکی سے چاندنی بھی نکلی

دولھا دیکھا براتیون نے — آپس مین کہا یہ ساتھیون نے

آتا نہین کچھ سمجھ مین ہی ڈھنگ — بدلا دولھا کا کسطرح رنگ

جب ہنس نے اپنی کھولین آنکھین — حیرت کی تمام پائین باتین

سہرا مقنعہ برات دیکھی — بدلی ہوئی کائنات دیکھی

حیرت سے ہوا وہ دلہن غلطان — تکتا تھا ہر ایک ساز و سامان

سچ ہی کہ ہی خواب دن ہی یا رات — کس جا تھا کہان ہون ہی یہ کیا بات

اسباب پہ اُسکی جو نظر تھی — حیرانی عجیب قلب پر تھی

تھے حسن سے اُسکے لوگ حیران — کہتے تھے ہوا یہ فضل یزدان

اللہ نے حسین کر دیا ہی — ظلمات مین نور آگیا ہی

تھا باپ بھی دیکھ دیکھ مسرور — ادراک سے فہم پر تھی مجبور

نزدیک برات جبکہ آئی — کی لوگون نے بڑھ کے پیشوائی

بجتے تھے خوشی کے شادیانے — تھا پر نہ سپیدہ کا جی ٹھکانے

پائی جو نہ ڈھونڈھی اپنی پوشاک — مضطر مبہوت تھی وہ غمناک

کوٹھے پہ چڑھی ہوئی خواصین — کہتی تھین کہ آؤ دولھا دیکھین

دیکھا جو سپیدہ نے حسن نوشاہ — پہچانا کہ ہنس ہی یہ ذیجاہ

شادان ہوئی وہ ملول خاطر — وان آئی جہان یہ تھی جواہر
رنجیدہ بہت تھی وہ حسینا — منظور نظر تھا جان دینا
اتنے مین سپدہ نے آسنایا — نوشہس برات لے کے آیا
جی کھول کے اب گلے لگا نا — عیش و عشرت بہم منانا
خوش دل مین ہوئی یہ سن جواہر — بولی یہ سپدہ سے بظاہر
تقدیر کہان ہی یہ ہماری — لگتی نہین بات کچھ تمھاری
کسطرح کہے کو تیرے مانون — دیدار ہو جب تو ٹھیک جانون
تاب آئی نہ سکے یہ سپدہ کو — کہنے لگی آؤ چل کے دیکھو
یہ کہکے جھروکے پاس لائی — انگلی سے برات پھر دکھائی
بولی کہ وہ یار ہی تمھارا — جسکے لیے جی ہی تمنے مارا
منھ ہنس کا دیکھ شاہزادی — جامہ مین نہ پھولون تھی سماتی
سب کلفت و رنج دھو گیا تھا — دل دونا خوشی سے ہو گیا تھا
دروازے پہ جب برات آئی — سب لوگون نے دھوم اک مچائی
رسمون کو جو آئین نازنین تھین — نوشاہ کو دیکھکر وہ موہین
بیٹھا مسند پہ ہنس آ کر — ہر ایک کو تھا بڑا تحیر
کرتی نہ کسی کی عقل تھی کام — سمجھا نہ کوئی کہ کیا ہی انجام
نقل اور چھوہارے اور شکر — رکھے دولھا کے آگے لا کر

آیا مع شاہدین مختار
قاضی سے کیا بیان اقرار

پھر حمد خدا کا خطبۂ خوب
قاضی نے پڑھا بہ نیک اسلوب

ایجاب و قبول ہو گیا جب
بارک بارک پکار اُٹھے سب

خوش ہو کے بہت سا مال و گوہر
دولھا پہ کیا گیا نچھاور

حاصل ہوئی اس سے جب فراغت
لایا گیا تب طعام دعوت

عمدہ خوش ذائقہ تھا کھانا
میٹھا نمکین ہر طرح کا

جی بھر کے سبھون نے خوب کھایا
بھوت مگر تھا ہنس ایسا

لقمہ نہ اُٹھایا مثل مخمور
بیٹھا رہا درمیان جمہور

کہتا کہ یہ خواب کی ہین باتین
ہوتے یہ پھر نہین جو رہتین

کیا خواب مین پھر مین کھاؤن کھانا
باقی نہین صبح کو جو رہتا

یہ سوچ مین تھا کہ خادمون نے
کھانے کے اُٹھائے ظرف سارے

کھانا تو برائیون نے چکھا
نوشاہ رہا اکیلا بھوکھا

اتنے مین کنیز ایک آئی
نوشاہ کو دیکھ مسکرائی

بولی کہ اجی جناب اُٹھیے
ہمراہ مرے مکان چلیے

یہ سنکے خوشی سے ہنس اُٹھا
ہمراہ خواص اندر آیا

مسرور بہت ہوئین خواصین
ہونے لگین دل لگی کی باتین

عمدہ خوش قطع جو مکان تھا
وان اُس کا پلنگ تھا بچھایا

ہمراہ کنیز ایک آئی — اور ہنس کو وہ جگہ بتائی
سکھیون نے سنوار کر دلھن کو — دونا کیا اُسکے بانکپن کو
سرمہ آنکھونسے جب لگایا — بیمار زمانے کو بنایا
گوندھی ایسی لطیف چوٹی — عشاق کی جسنے جان لوٹی
جب مانگ بھری لگا کے سیندور — شمشیر بنی وہ چشم بد دور
ٹیکا پیشانی پر جمایا — تارون نے دلون مین داغ کھایا
ٹل کر جو مسی کھلا دیا پان — کھانے لگا خون لعل رمان
موتی بالون مین تھے پروئے — انجم کے حواس جسنے کھوئے
کنگن جوشن کڑے چھڑے اور — جھانجھین پازیب چھلے بھرپور
جگنو گھنگرو انگوٹھی بجلی — ہیکل جیتے بھی اور بالی
انمول ہر اک پنھایا زیور — تیار ہوئی وہ بن سنور کر
اس طرح کیا نکھار اُسنے — جوبن پہ لگی بہار پھٹنے +
پہنے پوشاک تھی شہانی — آئی ہوئی جوشش پر جوانی
رہ رہ کے کبھی تو مسکراتی — شرما کے کبھی بدن چراتی
تھی اُسکی ہر اک ادا نرالی — عشاق کی جان لینے والی
خوبان جہان تو کیا ہین حورین — مرتی تھین کہ اک نگاہ دیکھین
شمس اور قمر تھے محو دیدار — ٹوٹے پڑتے تھے تارے ہر بار

یا دل بھی ہوا بھی برق کا نور — پروانہ و شمع و صبح کا نور
سب محو جمال دلربا تھے — ایک ایک کرشمہ پر فدا تھے
تھی غنچۂ باغ حسن وہ گل — اور دیکھنے والے مثل بلبل
بل کرتی چلی وہ نازک اندام — تھا چلدیے کہین دلارام
ہمراہ جو اُسکے تھین کنیزین — تنہا اُسے چھوڑ آپ چلدین
خلوت مین جو گلعذار آئی — عاشق نے نگاہ جب اُٹھائی
اُسنے اِسکا اور اسنے اُسکا — کس شوق و حیا سے حسن دیکھا
تھا خواب مین جسطرح سے دیکھا — دونون نے اُسی طرح سے پایا
یہ اُسپہ ہوا وہ اِسپہ مفتون — لیلی مجنون تھے دونون مجنون
ایسے ہوئے دونون محو دیدار — خاموش تھے مثل نقش دیوار
جب ہوش ہوئے ذرا ٹھکانے — سوچی دل مین جو آہ اپنے
اُسنے تو نہ حال کچھ بھی پوچھا — شاید مخمور ہی یہ ہوتا
تمودن سے یہ سوچ سر ملایا — چھونا تھا کہ ہنس جاگ اُٹھا
سیمین ساعد کو اُسکے پکڑا — پاس اپنے خوشی خوشی بٹھلایا
اُسکو لیے ہنس زیر بر تھا — یا مہر مین ماہ جلوہ گر تھا
کس ناز سے پھر وہ ماہ تابان — سائل ہوئی یون کہ میرے سلطان
ہو کون کہان کے شاہزادے — کس طرح بیاہنے کو آئے

کسکی ہے برات تم کہاں ہو | یہ ملک ہے کون تم جہاں ہو
بولا یہ ہنس شاہ برہان | تھا ملک بلخ کا جو کہ سلطان
لڑکا اُسکا ہون ہنس ہے نام | اب روم مین ہین گذرتے ایام
دیکھا تمہین خواب مین جو اُدھر | مجنون ہون تبھی سے اور رنجور
طائر آیا کہین سے اک روز | تھا نام سبندہ بیان تھا پُرسوز
حسن اور جمال کہکے تیرا | بے جان کر آیا تن وہ میرا
جب سے دل لیکے یان وہ آیا | تمنے دوبارہ پھر نہ بھیجا
آیا نہ پلٹ کے جب وہ حیوان | بیتابی دل ہوئی دوچند ان
در پیش تلاش تھی تمھاری | بجُو وہ ہو کر بنا بھکھاری
معلوم ہوا جو شاہ کو بھید | بھیجا صحرا کو تاکرون صید
جنگل مین مجھے ملا پپیہا | کچھ عشق کا رمز اُس سے پایا
چلنے کو ہوا مین واں سے تیار | ہمراہیون سے ہوا یہ ناچار
اللہ ہوا کارساز میرا | کھویا اتنے مین باز میرا
سب اُسکو گئے تلاش کرنے | گھوڑا اک سمت پھینکا مین نے
اک کوہ ملا مین اُسپہ آیا | بیہوش ہوا وہان جو رویا
کچھ دیر مین آنکھ جبکہ کھولی | حالت کو دیکھ عقل بھولی
کیا جانیئے کیسے یان پہ آیا | دولھا کس نے مجھے بنایا

اسکی ہی برات راز کیا ہی
قربان تھی تجھ پہ جان جو میری
بولی یہ جو آہر ای شہنشاہ
گر آج یہان نہ آپ آتے
منظور تھی حق کو زیست میری
جب سے کہ بندہ نے آ کہا تھا
پر تھے نہ کہ اڑ کے پاس پہونچون
مان پر مری کھلگیا کہین بھید
مونس نہ رہا جو کوئی میرا
دیوانی ہوئی تمہارے پیچھے
چھوٹا بالکل تھا کھانا پانی
تڑپا کرتی تھی مثل سیماب
آپ آ کے لگے گلے ہمارے
آفت ہوئی اک سوار سر پر
آتا ہی یہ وہم اب بھی مجھکو
گھبراتی ہون اس خیال سے مین
للہ نہ ہجر سے ستانا

معلوم نہین ہے مجھے ذرا ہی
قدرت نے دکھائی شکل تیری
بے حال بہت ہوئی تھی مین آہ
جان جاتی مری نہ مجھکو پاتے
دیدار ہوئی نصیب تیری
دلمین مرے تو ہی بس رہا تھا
چاہا کہ بندہ کو پھر بھی بھیجون
بیچارہ ہی بندہ کو کر دیا قید
جان سے لینے لگا خیال تیرا
دکھ درد بہت ہی مین نے کھینچے
اک یاد تری تھی یار جانی
دیکھا اک روز رات کو خواب
پہ آنکھ کھلی تو اے پیارے
فرقت مین ہوئی کباب جلکر
کیا خواب مین دیکھتی ہون تجکو
بے کیف ہون اس ملال سے مین
اس بار بھی منھ نہ تم چھپانا

گھبرا کے یہ ہنس اُس پری سے
کہنے لگا لطف دولدہی سے

ہے خواب ضرور یہ پیاری
شادی ہوئی خواب مین ہماری

دیکھین کہ ہو صبح جب نمودار
کس طرح رہے وصال دلدار

تھا شکل فقیر کو وہ پرمین
اب تجکو لیے ہوئے ہون بر مین

ہونا ہے سحر کو پھر جدائی
آفت یہ نئی فلک نے ڈھائی

رونے لگی سُن کے یہ جو آہر
مغموم لگی یہ کہنے آخر

لاؤ مجھے اپنی دو انگوٹھی
تا صبح کو مین ہون نہ جھوٹی

خاتم کو بدل کے بولی ای جان
کچھ دیر کے آپ یان ہین مہمان

ہو حکم تو کچھ طعام لاؤن
اپنے ہاتھون تمھین کھلاؤن

دولھا نے دیا جواب ای ماہ
ہے مجکو تمھاری دید کی چاہ

کیا جانئے پھر ہو کب ملاقات
کیا حال ہو ختم جبکہ ہو رات

منظور خوشی ہے پر تمھاری
چاہو جو کچھ کرو پیاری

یہ سنکے اُٹھی وہ سروبالا
سامان طعام کا نکالا

ایندھن کے لیے بدنکی پوشاک
چولھے مین لگادی اُسنے بیباک

شیر اور گلاب وقند لائی
خوش ذائقہ کھیر پھر پکائی

کھانا رکھا لاکے پیش نوشاہ
حاضر خدمت کو تھی وہ خودماہ

تنہا کھانا کیا نہ منظور
بیٹھی دولھن بھی ہو کے مجبور

کھانا خود ہنس کو کھلایا — پھر ناز سے پانی بھی پلایا

پیتے ہی پریم کا پیالا — جی ہنس کا ہوگیا دوبالا

اللہ نے بیکلی مٹائی — دل شاد ہوئے مراد پائی

شہزادی نے پان پھر بنایا — کھا کر اسے ہنس نے سنایا

مرتے تھے فراق مین ہم ایجان — پورے ہوئے مدتون مین ارمان

بھولیگی نہ تیری یہ عنایت — یہ لطف یہ مہر یہ ضیافت

کچھ دیر مین صبح ہوگی ظاہر — لگ جاؤ گلے سے اے جواہر

کچھ دیر بہم لپٹ کے سوئین — دل سے غم رنج و ہجر کھوئین

بولی نہین جاتی مین کہین کو — گھبراؤ نہ دم ذرا تو لے لو

اب تو قبضے مین ہون تمھارے — گھبراتے ہو کس لیے پیارے

حاضر مین تو ہون اے گل اندام — کر لیجیے آپ تھوڑا آرام

پایا جانان کا جبکہ ایما — سونے کے لیے تب ہنس لیٹا

سویا جب یہ تو وہ بھی لیٹی — دلدار سے کھول دل کو لپٹی

لپٹی اسطرح یار کے پاس — پھولون مین ہو جسطرح سے بوباس

چوما منھ اور گلے لگایا — ہاتھون کو ہلا کے بھی جگایا

لیکن سویا تھا کچھ وہ ایسا — ہو مست شراب کوئی جیسا

جب ہار گئی جگا کے وہ حور — خود سو رہی ہو کے سخت مجبور

دونون مل کر وہ سوئے ایسے | گھوڑے کوئی بیچکر کے جیسے

فراق اور جدائی

کرتا نہین کوئی وقت کی قدر | گویا کہ سُنا نہین ہی والعصر

دم بھر کی خوشی پہ سب ہین نازان | بھولے بالکل وعید خسران

مرغوب ہی جان و دل سے سونا | غافل اس سے کہ کیا ہی ہونا

مشہور مثل ہی جو کہ سویا | کچھ پاس سے اپنے اُسنے کھویا

منظور اگر ہو اسکی تشریح | سُن قصہ ہنس کو بہ تصریح

جب سوے وہ دونون مست الفت | سوچا یہ فلک کہ اب ہو فرقت

پریان جو تماشے دیکھتی تھین | دیدار سے آنکھین سینکتی تھین

کہنے لگین سوچ کر وہ باہم | کس طرح جدا کرین انھین ہم

کہتی کوئی دونون کو اُٹھاؤ | کیون اُنکو فراق سے ستاؤ

اور ایک یہ کہتی ہنس کو لو | دولھن کو اسی جگہ پہ چھوڑ دو

بولی یون ایک کیون یہ کیجے | کیون کر کے جدا عذاب لیجے

چوتھی بولی کہ شب ہی آخر | گر لے گئین یان سے تم جو باہر

آفت سب چین مین مچیگی | سب لوگون کو بیکلی رہیگی

اور ہنس کو چھوڑا اگر یہان پہ | ہو ویگا تمام روم ابتر

لیکن ہی طلوع سحر کا تارا | کھلجاے گا دم مین راز سارا

بہتر ہی کہ ہنس کو اُٹھاؤ — لائی ہو جہان سے وان بٹھاؤ
نوشہ جو بنا تھا اُسکو لاؤ — بعد اسکے عروس کو جگاؤ
پھر حال دولھن کا آکے دیکھو — جان دینے پہ آئے تو سنبھالو
اُنکے یہ تماشے دیکھ لیجے — تب اپنے مکان کی راہ لیجے
سب کو یہ کلام دل سے بھایا — سوتے ہوئے ہنس کو اُٹھایا
بر لا وہ بیاہ ڈالا جوڑا — پھر لاکے پہاڑ ہی پہ چھوڑا
چونکا جو ہوائے سرد سے وہ — چیخا بیتاب درد سے وہ
دیکھا تو صبح ہو گئی تھی — حالت وہی اور جگہ وہی تھی
معشوق و مکان و عیش چھوٹا — گویا قزاقون نے تھا لوٹا
سب رات کا لطف یاد آیا — اسطرح بیان کرکے رویا
وہ گھر وہ نشاط اور وہ سامان — رخسار نگار و چشم و دندان
وہ لطفِ سخن وہ ناز و انداز — وہ لب وہ دہن وہ محرم راز
سب چھوٹ گیا کہان خدایا — سویا تھا کہان کہان پہ آیا
وہ جسنے مجھے تھی اپنی خاتم — چھوٹی کس جا وہ میری ہمدم
یہ خواب مین کسکو جا سناؤن — کیا فکر کرون کہان کو جاؤن
موجود ہی ہاتھ مین نشانی — افسوس نہین بغل مین جانی
خاتم نے غضب ہی اور ڈھایا — تن خاک ہی یان تلک جلایا

وحشت سے بہت جو غل مچایا | چکرایا دماغ اور غش آیا
تھا خاک پہ لوٹتا بخواری | آنکھونسے تھے سیل اشک جاری
کوہ و شجر و طیور و حیوان | تھے نار درون سے اسکی سوزان
اسکو تو تڑپتے یان پہ چھوڑا | پریون نے رخ اپنا چین کو موڑا
تھا راہ مین ایک جا پہ دنیور | بیٹھا جنگل مین عیش سے دور
یہ سوچ کے دلمین کہ رہا تھا | ساتھی و برات ہو گئے کیا
اتنے مین وہان پہ پریان آئین | لے اُسکو عروس پاس آئین
دنیور کو لا کے جب بٹھایا | اُس ماہ کو ایک نے جگایا
جب اُٹھی جواہر آنکھ ملتی | چھاتی دہشت سے تھی دھڑکتی
محبوب کو پاس جب نہ پایا | حسرت سے چہار طرف دیکھا
صورت مکروہ ایک دیکھی | گھبرا کے یہ اُس سے بات پوچھی
تو کون ہو آیا کس لیے یان | انسان ہو یا کہ قسم شیطان
دنیور تو دیکھ روے تابان | حیرت سے کھڑا تھا مثل بیجان
شہزادی نے چیخ ڈر کے ماری | جی چھوڑ خواصون کو پکاری
آئین سنتے ہی سب کنیزین | سمجھانے لگین اُسے انیسین
بولین شوہر سے کیون ہو ڈرتی | جھنجھلائی وہ گل کہ کیا ہو بکتی
شوہر میرا نہین یہ مقہور | جلدی یان سے اسے کرو دور

افسوس پلٹ گئی ہے قسمت
دیکھی جو اُنھون نے شکل دنیوی
بیٹھی روتی تھی شاہزادی
حالات سہیلیون سے سُنکر
بولی کہاری غضب کیا کیا
آئی نہ تجھے ذرا بھی کچھ لاج
دل مین جو بُرا وہ مان جائے
کیسی علامہ تو ہے بیباک
شوہر سے نہ گر بنیگی تیری
شوہر کا سُنا جو نام مان سے
زیور جتنے تھے سب اتارے
دکھلا گئے وہ ہنس کی انگوٹھی
پھر زور سے اک پچھاڑ کھائی
کھانا پینا کیا فراموش
عورات محل کی سب تھین گریان
پوچھا کہ سبب ہو گیا جو ابھی
یہ دن تو خوشی کے ہین پیاری

تملوگ بچاؤ میری عزت
غصہ سے کہا کہ بھاگ در گور
مان اتنے مین اُسکی وانپہ آئی
کاہنی غصہ مین آ کے تھر تھر
شوہر کو مکان سے نکالا
کیا عقل پہ تیری پڑ گئی گاج
کیا جانیے کیسا پیش آئے
لی کاٹ تمام کنبے کی ناک
پھر عمر کہان نبھیگی تیری
بیزار ہوئی وہ اپنی جان سے
پوشاک بھی پھاڑی غم کے مارے
بولی بچی ہون یا کہ جھوٹی
حالت عجب ہجر مین بنائی
تھی مارے غم و الم کے بیہوش
بیتابی سے اُسکی تھین پریشان
شادی سے ہو کیون ملول خاطر
رنجیدہ ہے طبع کیون تمھاری

ہی ایک تجھین سے ہمکو راحت
بیمار ہو تم عجب ہی قسمت

رخصت کا ہو گر خیال تجکو
گھر چھٹنے کا ہو ملال تجکو

مجبوری ہی اسمین بس نہین ہی
لڑکی رہی میکے مین کہین ہی

ہی عیش ز عقد جبتلک ہو
اسطرح گذر یہ کبتلک ہو

ہی فرض غرض بیاہ ہونا
سسرال مین ہی نباہ ہونا

رو کر یہ جواب مین وہ بولی
کہنے کو زبان اپنی کھولی *

دکھ درد اٹھا کے مین مرونگی
منظور نہ رخصتی کرونگی *

شادی سے پڑی ہی مجھپہ آفت
لائی ہی تمھاری یہ مصیبت

بے شرم ہون جو راز کھولون
عصمت جاتی ہی گر نہ بولون

شبکو تم سب نے دولھا دیکھا
افسوس مگر نہ دن کو پرکھا

بے شرم بتاتی ہو جو ہر بار
بتلاؤ کہان گیا وہ دلدار

خاتم ہی پاس میرے موجود
ہی پند تمھاری لغو و بے سود

دیکھی جو سبھون نے وہ انگوٹھی
بولین نہین شاہزادی جھوٹی

دولھا یہ نہین ہی ہی کوئی اور
بیکار ہی عقل کیا کرین غور

بولی یہ سب وہ عجب ہی کیا ہی
قادر سب باتون پر خدا ہی

کن سے جسنے جہان بنایا
مشکل اسکو ہی کیا یہ ایسا

باتین اکثر ہوئی ہین ایسی
بہرام و پری کی دید جیسی

کسبجا ہی صدف کہان ہی نیسان — قدرت کے کرشمے ہین نمایان
کہنے لگی مان کہ پیش تقدیر — چلتی نہین آدمی کی تدبیر
رنجیدہ نہو تو ای جواہر — ہی تیری خوشی کو جان حاضر
رخصت تجکو کرونگی مین تب — شوہر آویگا خود وہی جب
سمجھین گے یہ ہم کہ ہو کنواری — شادی ہی نہین ہوئی تمھاری
ہوجینگ تو ہی قبول مرنا — منظور نہین وداع کرنا

شر و فساد

ای خامہ سنو از زلف مضمون — لکھ جلد بیان وانجیشون
پڑھ دل تو اعوذ اسطرح پر — بھاگین اشرار دم دبا کر
نکلا جو حرم سرا سے دینور — گریان حیران ملول و رنجور
دل مین تھی بسی ہوئی جواہر — آیا دلگیر ہو کے باہر
صورت سے عجیب مین اسکی تھے سب — کہتے کہ وہ کیا ہوا جو تھا شب
اسکی ہی بدل گئی ہی صورت — ماری ہم لوگون کی ہی یا مت
یا مکر و فریب کچھ ہوا ہی — کھلتا نہین اسمین راز کیا ہی
ہر ایک اسی خیال مین تھا — دینور مگر ملال مین تھا
غمگین مسند پہ جا کے بیٹھا — چہرہ غصہ سے تمتما یا
لی ہاتھ مین کھینچکر کے تلوار — چاہا کہ خود آپ پر کرے وار

لوگون نے پکڑ کے ہاتھ روکا
روکر یہ کہا کہ جان بچاؤ
منظور نہین یہان کا رہنا
بھولا نے سنا تو پیچ کھایا
پیغام یہ تھا کہ کر دو رخصت
عالم نے کہا کہ کیون ہوا کیا
آرام کرو رہو ابھی یان
بولا قاصد کہ ہم ہین مجبور
منظور نہین اُسے ہے رہنا
بہتر ہی یہی وداع کیجے
سنتے ہی یہ بات شاہ عالم
بی بی سے کہا یہ آکے اُسنے
ناخوش ہی نہین وہ مانتا ہی
اپنا نہین مانتا وہ کہنا
بولی بیگم کہ واہ واہ واہ
شادی جس سے ہوئی ہی وہ بر
رخصت لڑکی کو کیجیے گا

دلداری سے اُسکا حال پوچھا
ترخیص عروس کی کراؤ
بہتر اس سے ہے جان دینا
قاصد شہ حبین کے پاس بھیجا
ہرگز نہ رُکو لگا ایک ساعت
ناخوش کسواسطے ہے. بھولا
خدمت سے تمھاری تاہون شادان
رنجیدہ مکان سے آیا دنیور
چلتا نہین اسمین زور اپنا
داماد کو رنج اب نہ دیجیے
اُٹھا دربار سے بصد غم
دولھا کو دیا نکال کس نے
رخصت ہو ابھی یہ چاہتا ہی
سامان کرو تمکو جو ہو کرنا
سمجھے کچھ بھی ذرا نہ اے شاہ
ہرگز یہ نہین ہی کس طرح پر
کیا سر پہ گناہ لیجیے گا

شک میرے بیان مین اگر ہو
کہنا بیگم کا شہ نے مانا
قاضی نے بیان کیا یہ آکر
صورت اُسکی ہی اور نہ وہ رنگ
سمجھا کہ فریب اور دغا ہی
یہ سوچ کے پھر جواب بھیجا
نوشاہ جو شب کو تھا وہ لاؤ
تمنے تو کیا فریب کا کام
گر خیر ہی اپنی تمکو منظور
سنتے ہی جواب شاہ بھولا
بک جھک کے کہا کہ جلد لشکر
رخصت یا تو کراؤ نگا مین
پایا ایسا تو فوج ساری
لڑکے بوڑھے جوان و بیمار
گھوڑے پہ چڑھا جو شاہ بھولا
ہمراہ لیے سوار و پیدل
عالم نے وزیرون کو بلایا

قاضی و وکیل سے بھی پوچھو
قاضی کو اُدھر کیا روانا
لڑکا یہ نہین ہی وہ مقرر
سلطان یہ سنکے ہو گیا دنگ
پوشیدہ کچھ اسمین مدعا ہی
رخصت کا یقین ہی دعوی کیسا
رخصت تب عروس کو کراؤ
دختر کو مری ہو کرتے بدنام
ٹھنڈے ٹھنڈے یہان سے ہو دور
غصہ سے جلا ہوا بگولا
تیار سلاح ہو پہن کر
یا چشمۂ خون بہاؤنگا مین
کرنے لگی جنگ کی تیاری
آمادہ تھے دل سے بہر پیکار
شاہ عالم کو آگے گھبرا
آتا تھا بڑھا مچی تھی ہل چل
پیکار کا حکم اُنھین سنایا

یہ حکم دیا کہ روک لو راہ — آنے پاوے یہان نہ بدخواہ

سنتے ہی ہوئی سپاہ تیار — عالم نے لگائے تن پہ ہتھیار

سلطان نے فوج کو بڑھایا — میدان مین قرینہ سے جمایا

پروا نہ رہی کسی کو جان کی — آتی تھی نظر نہ جا امان کی

دونون جانب سے فوج قہّار — جان دینے پہ ہو رہی تھین تیّار

ہتھیار سنبھال کر دلاور — کرنے کو مقابلہ تھے مضطر

نزدیک یہ تھا کہ جنگ ہو جاے — سب عیش و نشاط بھنگ ہو جاے

سلطان کے محل مین کچھ خواصین — کوٹھے پہ چڑھی تھین بدحواسین

سامان لڑائی کا جو دیکھا — دل مین بہت اپنے خوف کھایا

بیٹھی جس جا پہ تھی جواہر — گھبرا کے وہان ہوئی اک حاضر

کی عرض غضب ہے شاہزادی — کرنے آئے تھے جو کہ شادی

آمادۂ حرب ہین وہ اے حور — خونریزی ہی اُنکو کیا ہے منظور

بولی قاصد جو کوئی پاتی — پیغام اُسے مین اک سناتی

انصاف جو سنکے اُسکو کرتے — غالب ہے عدو کبھی نہ لڑتے

اُسنے سنتے ہی کی یہ تدبیر — شہزادی کی وہ تمام تقریر

کہلا بھیجا کسی سے شہ پاس — جس سے عالم کو کچھ ہوئی آس

بھیجا فوراً وزیر اُسنے — شہزادی سے پوچھا آکے جسنے

جو بات ہو مجھکو جلد بتلاؤ — تدبیر جو سوچی ہو وہ سکھلاؤ

کہنے لگی اُس سے شاہزادی — پوچھو اُنسے کہ روز شادی

دولھا جو تھا پاس میرے آیا — کھانا اُسنے تھا کون کھایا

کیا کیا باتین ہوئی تھین سب مجھسے — لی کون سی چیز مین نے اُنسے

تبلائے اگر وہ سارے اسرار — جانے مین نہین ہر مجکو انکار

اور گر نہ بتا سکے تو پھر کیون — کرتے ہین وہ خون لوگونکا یون

تقریر ہوئی یہ ختم جسدم — آیا وہ وزیر نزد عالم

احوال سنا تو شاہ بولا — جاؤ جلدی سے سوے بھولا

پیغام کہو یہ جا کے اُس سے — ہو ختم یہ حرب و جنگ جس سے

آیا بھولا کے پاس وہ شیر — کہتا رہا حال اُس سے تا دیر

بھولا نے سُنا تو ہو کے مضطر — دنیور سے یون کہا بلا کر

معلوم جو ہو تمھین بتاؤ — کچھ حال نہ اب ذرا چھپاؤ

رو کر بولا کہ راست یہ ہی — سچ پوچھیے گر تو بات یہ ہی

آندھی آئی تھی رات کو جب — ہو درج سے کسی نے مجکو لے تب

جنگل مین کہین پہ جا بٹھایا — پھر وقت سحر محل مین لایا

آتے ہی مرے جگی جو اہر — صورت مری دیکھکر گئی ڈر

اتنے مین خواصین اُسکی آئین — باتین سب مجھے دیکھکر سُنائین

تھا حسن پہ اُسکے گو مین شیدا | دل مین ہوا میرے خوف پیدا
گھبرا کے وہان سے بھاگ آیا | تقدیر نے رنگ یہ دکھایا
جب اُس سے سنا یہ ساتھیون نے | اسطرح کہا براتیون نے
وہ حسن عجیب تر تھا واللہ | آتا نہین کچھ سمجھ مین ای شاہ
اُسوقت نہ آپ نے بھی سوچا | نوشاہ سے بھی تو کچھ نہ پوچھا
تقدیر مین جو تھا پیش آیا | لشکر یہ ہوا خفیف بھولا
پوچھا کہ بتاؤ کیا کرون مین | خاموش رہون کہ یا لڑون مین
انصاف تو صلح چاہتا ہی | جان دینے مین کون فائدا ہی
کی عرض وزیرون نے کہ ای شاہ | ہوتا ہی وہی جو چاہے اللہ
چاہو کرو صلح چاہے پیکار | ہین کام کے اپنے آپ مختار
پر جنگ نہین صلاح ہرگز | ہی اسمین نہین فلاح ہرگز
پیکار مین جان دیجیے گا | عقبے کا عذاب لیجیے گا
بھولا جو سپاہ پر تھا مغرور | میدان سے پلٹا ہوکے مجبور
کچھ بھی دیکھا نہ پیچھا آگا | اکدم سے وہ دُم دبا کے بھاگا
چین کا سلطان شاہ عالم | دشمن کے فرار سے تھا خرم

اللہ نے بات یہ بنائی
خونریزی سے مملکت بچائی

مردود رقیب ہو چکا ہے ۔ انظار نے مگر پکارتا ہے

ہارا ہے مقابلہ مین بازی ۔ ہے ورپے فکر حیلہ سازی

بھولا نے جو ملک چین چھوڑا ۔ میدان سے سب نے منہ کو موڑا

دینور ہوا ملول خاطر ۔ دیکھا نہ ملیگی اب جواہر

کپڑے تو بدن کے پھاڑ ڈالے ۔ ہتھیار بھی تن سے سب نکالے

چہرہ کی گئی تمام رونق ۔ پہنی کہنہ سی لے کوئی دلق

چھوڑا سارا وہ جاہ و ثروت ۔ احباب پہ بھیجی دل سے لعنت

اک سمت چلا فقیر بن کر ۔ حیران ہوا تمام لشکر

سمجھایا سبھون نے اُسکو ہر چند ۔ عقلا حکما نے کین بہت پند

کیون ہو گے فقیر کیا ملیگا ۔ ہان مفت مین جان و دل جلیگا

سلطان ہو تم کمی نہین ہے ۔ خالی عورت سے کیا زمین ہے

بہتیری ملینگی خوبصورت ۔ بولا وہ کہ بس کرو عنایت

آیا تھا بیاہنے یہان پر ۔ ہارا بازی مگر گمان پر

عورت کے مقابلہ مین جو کا ۔ اب عیش کا مین نہین ہون بھوکا

تم عیش کرو مکان جا کے ۔ مجھ سے نہین کام باپ مان سے

جھوٹھا ہے تمام کارخانہ ۔ خالی ہے وفا سے سب زمانہ

مجبور یہ کھلا یہاں پہ عقدا ساتھی نہیں کوئی ہے کسی کا
جب تک ملتا نہیں ہے محبوب ہر بستر خاک مجکو مرغوب
یہ کہکے وہ ہوگیا روانا کھانا نہ کسی کا ایک دانا
یار اور عزیز مال و لشکر سب چھوڑ دیا فقیر بنکر
گیرو مین رنگا لباس سارا جوگی بن اک طرف سدھارا
سب عیش و خوشی پہ پڑگئی اوس رونے لگا کر کے بھولا افسوس
آگے کو قدم نہین تھا اُٹھتا رو رو کے یہ اپنے دلمین کہتا
کس طرح مکان کو مین جاؤن کیا ملک مین اپنے منہ دکھاؤن
ودن جان ہین یہ اُسنے سوچا سمجھانے لگے وزیر و اُمرا
بچھڑے ملجائینگے کسی دن ملنا جان کا نہین ہے ممکن
پلٹا مجبور ملک کو شاہ دینور نے ایک سمت لی راہ
دینور نے اک پہاڑ پایا چڑھ کر ہمت سے اوپر آیا
تھا مرجع ساحران مشہور جوگی وان بیر ناتھ مشہور
تھے بھوت و پلید پیر اُسکے قبضہ مین ہزارون بیر اُسکے
اکدم کو جو شیطنت پہ آئے کہسار کے بھی دھوئین اُڑائے
سوچا دینور سحر سیکھون پھر خطۂ چین جا کے دیکھون
بڑھکر جوگی کے پاس آیا اور پاس ادب سے سر جھکایا

پوچھا یون بیرنا نظر نے حال — سادھا کیون جوگ کا ہی جنجال
ہو کون یہان پہ کیون ہو آئے — کیون چہرہ پہ خاک ہو لگائے
دشوار بہت ہی جوگ کا کام — گھر جاؤ کرو مزہ سے آرام
کی عرض یہ اُسنے ای گوشا مین — گھیرے ہین مجھے بہت بلا مین
لڑکا بھولا کا ہون مین مضطر — شاہ عالم کی ہی جو دختر
میری اُس سے ہوئی تھی نسبت — آئی یہ نکاح کر کے آفت
رخصت دولھن نہ کی اُنھون نے — کچھ فکر بھی کی نہ سائقیون نے
اُسکی الفت مین ہون بروگی — آیا ہون یہان پہ بنکے جوگی
چیلا ہون تمھارا مین گروجی — کر دو پوری تم آس میری
جوگی نے کہا کہ باؤلا ہے — بے حکم خدا بھی کچھ ملا ہے
سلطان بڑا ہے شاہ عالم — کیا تاب رکھے ہی کوئی آدم
جو اُسکے مقابلے مین جائے — بیفایدہ جان کو گنوائے
قصر اُسکے بنے ہین ایسے اُونچے — وان طائر وہم بھی نہ پہونچے
پاتے نہین بار ہین فرشتے — مین تم تو بھلا کہان ہین رہتے
دنیور نے رو کے پھر کہا یون — باتین مین بھی یہ جانتا ہون
مرتا ہون مگر برا اسے دیدار — چھوڑا ہی اسی غرض سے گھربار
تدبیر چلی نہ جبکہ میری — آیا خدمت مین تب ہون تیری

مرشد ہو بناؤ تم مرا کام — ممکن جیسے ہو ویسے بجیے انجام
اب چھوڑ تمھین کہانکو جاؤن — ہادی ایسا کہان مین پاؤن
جب تک ہوگا نہ کام میرا — دامن چھوڑونگا مین نہ تیرا
کوئی میرے نہین رہا ساتھ — پکڑا مین نے ہی آپ کا ہاتھ
یا کام دل اپنا پاؤنگا مین — یا جان یہین گنواؤنگا مین
بولا جوگی نہین کچھ آسان — مطلوب جو چاہی ہو تو دو جان
پہلے اپنے کو تم مٹاؤ — صورت اُسکی تو دیکھ پاؤ
کھانا سونا کلام چھوڑو — عیش و عشرت سے منھ کو موڑو
ہر وقت کرو اُسی کا بس ذکر — بھولو اپنی تمام تر فکر
دھیان اُسکا بندھیگا اسطرح جب — دل مین اُسے اپنے پاؤگے تب
مرشد کا جو حکم اُسنے پایا — سجادہ کو ایک جا بچھایا
جوگی کے لگا وہ پاس رہنے — اور یار کا اپنے نام جپنے
بھیجے جوگی نے چین کو بیر — لیکن نہ چلی کوئی بھی تدبیر
یان پر تو ہوا فقیر دنیور — بھولا پہونچا مکان کو رنجور
جب شہر مین پھر برات آئی — لوگون نے خوشی بہت منائی
پھر حال ہوا جو اُنکو معلوم — سنتے ہی ہوئے تمام مغموم
شادی کا سنا جو ایسا انجام — تھا شہر مین اک عجیب کہرام

تھے جو کہ خوشی مین مست سارے
دینور کی مان مکان سے نکلی
لعنت ہی شمسہ یار تمپر
ایسی شادی کو آگ لگجاے
کسواسطے آئے تم یہان پر
آفت مجھپر پڑی ہی لوگو
افسوس کہان نکل مین جاؤن
سمجھایا وزیر دن نے کہ بانو
تیار تھا شہ کہ جان دیدین
تقدیر سے ہوگئے ہین مجبور
دس دن گھر مین تم اپنے بیٹھو
شاید تری بات مان جاوین
اُسوقت یہ کام ہی ہمارا
اسطرح ہوئی جو اُسکی تسکین
کہتی یہ بہن سے دشمنی کی
مسرور ہی اپنے گھر مین وہ تو
اپنا بدلا ضرور لونگی

روتے تھے وہ پھوٹ کر بچارے
شوہر کو یہ دیکھکر کے بولی
فرزند کو گم کیا کہان پر
کھویا اب جسنے پسر مرا ہاے
جاؤ لڑکا گیا جہان پر
تکلیف مجھے بڑی ہے لوگو
جو لخت جگر کو اپنے پاؤن
کچھ بات ہماری بھی تو مانو
لائے سمجھا بجھا کے ہم ہین
لیکن اچھا ہی تیرا دینور
پھر چین سے جا بہو کو لاؤ
رخصت لڑکی خوشی سے کردین
لادین فرزند ہم تمھارا
بیٹھی خاموش دل مین غمگین
ناحق کو رچی تھی مین نے شادی
لڑکے کا دیا ہی داغ مجکو
بے اسکے کبھی نہ مین رہونگی

اپنے دل مین یہ کر کے تقریر
سوچی اُسنے دغا کی تدبیر

کچھ ساحرہ عورتین بلائین
باتین اُنھین راز کی بتائین

آمادہ زور تھی وہ مکار
پڑھنے لگین سحر سب ستمگار

ہنس مہجور

محبوب کے ہجر کا جو غم ہی
یون گریہ کنان نئے قلم ہی

جسوقت سحر ہوئی نمایان
وہ باعث وصل لئے پریان

گھر اپنے گئین تو باپ اُنکا
غصہ وغضب سے اُنسے بولا

چلائین کہان گئی تھین تم رات
بتلاؤ صحیح ہووے جو بات

پریون سے جواب بن نہ آیا
یون باپ نے حکم تب سنایا

خاموشی مین اُنکی ہی کوئی بھید
لو چھین لباس اور کرو قید

سلطان سے پاکے یہ اشارا
لوگون نے لباس سب اُتارا

چارون بہنین ہوئین جو محبوس
بولین آپسمین کرکے افسوس

کیا ہنس کا آہ حال ہوگا
شہزادی کو بھی ملال ہوگا

ہم سے یہ ہوئی بڑی بُرائی
ناحق دونون مین کی جدائی

یان ہنس کی تھی عجیب حالت
نازل دل پر تھی اک مصیبت

کہتا کہ کہان ہے وہ سمن بر
وہ گھر وہ خواصین ہین کہان پر

وہ شیرین دہن وہ اُسکی گفتار
وہ اُسکی جبین وہ اُسکی رفتار

کھانا وہ لطیف اور وہ پانی — یارب ہی کہان کہان وہ جانی
اتنے مین تمام اہل لشکر — پانے سے نہ باز کے پلٹ کر
آئے اُسے ڈھونڈھتے جو اُس جا — گھوڑے پہ پہلے تو خالی دیکھا
چلائے الٰہی ہٹس کی خیر — فوراً چڑھے کوہ پہ نہ کی دیر
اُسکو روتا وہان پہ پایا — یارون نے زمین سے اُٹھایا
کی عرض سوار جلد ہو جے — اب شہر کی اپنے راہ لیجے
آخر دل مین تمھارے کیا ہی — کیا حال تمھارا ہو گیا ہی
مان باپ کا ملک تمنے چھوڑا — اب روم سے بھی ہی منھ کو موڑا
کیا مان کی نہین تمھین محبت — کیا ہم سے نہین ذرا بھی الفت
کسواسطے آپ ہین پریشان — کیا غم ہی بتایئے تو سلطان
دیوانون کی طرح سن کے رویا — بولا کہ نہین ہی کوئی میرا
مان باپ عزیز تخت اور تاج — مین ایمین نہین کسی کا محتاج
جھوٹھی یہ کہا وہین ہین ساری — کرنے کا نہین ہے کوئی یاری
ہی مجکو تو ملک چین جانا — دلدار کا ہے وہی ٹھکانا
مالک مری جان کی ہی جو آکر — اُسکے ہی لیے ہی رنج خاطر
رہتی ہی وہ چین مین پیاری — جاتی اُسپر ہی جان ہماری
جان اپنی کرونگا اُسپہ قربان — مٹ جاؤنگا یا ملیگی جانان

یہ کہکے اُٹھا چلا وہ آگے
بولے کہ اگر یہی ہے دل مین
پھر شوق سے چاہو تم جہان جاؤ
سلطان کے پاس روم چلیے
منظور اگر نہین ہے یہ بھی
وعدہ کیا چین کا اُٹھایا
ہمراہ لیے اُسکو روم آئے
سلطان سے حال سب بتایا
سُن شاہ نے ہنس سے یہ پوچھا
سُن نام ہوئے کسی سے ماہر
معشوقہ کا نام سُن کے ردیا
ایسا وہ کون دوست آوے
شب بھر تو رہا مین پاس اُسکے
جان میری وہان ہے مین یہان ہون
ہمراہ کسی کو بھی نہ لونگا
قبضے مین نہین ہے اب مرا دل
سلطان نے کہا کہ تم کہان ہو

حضّار نے اُسکے پیر پکڑے
دو ہمکو ملا تم آب و گل مین
ہم پر یہ کرم و گرنہ فرماؤ
پھر یار کی فکر مین نکلیے
اچھّا چلیے چلینگے پہ چین ہی
دھوکے سے میانہ پر بٹھایا
سلطان کے پاس لیکے آئے
جنگل کا وہ ماجرا اُسنایا
کیا خواب مین تمنے چین دیکھا
دیکھی تمنے ہے یا جو آہر
حسرت سے ہوا یہ ہنس گویا
دے ساتھ مرا اُسے ملا دے
کیا جانون یہان پہ آیا کیسے
چھوڑو بے مجھے پہ چین کو سدھارون
اس راہ مین اپنی جان دونگا
کیا تمکو جلا کے ہوگا حاصل
کیا عقل نہین جو کچھ عیان ہو

ہجر روم کہاں کہاں پہ ہے چلبن | پہونچی کی کر رہے ہو باتین

اک شب مین وہان کو کیسے پہونچے | کیسے ہوا عقدہ یہ نہ سوچے

معلوم اگر ہو حال چلبن کا | کر دون ابھی قصد مین وہین کا

مین ساتھ تمھارے آپ جاؤن | اور ساتھ عروس لیکے آؤن

بعد اسکے کہا یہ خادمون سے | بے حال بہت ہے یہ جنون سے

ہر وقت خیال اسکا رکھنا | اکدم کو نہ پاس سے سرکنا

پیدا ہوئی سارے روم کو فکر | ہر ایک جگہ تھا ہنس کا ذکر

آتا جو کہین سے تھا مسافر | کرتے اُسے پیش شاہ حاضر

سلطان نے بہت پتہ لگایا | کچھ چلبن کا حال پر نہ پایا

قاصد گئے ہر طرف روانا | سب فکر مین تھے وزیر و دانا

مطلب کا پتہ مگر نہ پایا | تن ہجر مین ہنس نے گھلایا

اس فکر مین تھا کہ راہ پاؤن | تو روم سے چلبن بھاگ جاؤن

تدبیر مگر نہ ایک چلتی | جانے کی نہ کوئی راہ ملتی

کرتا دن رات زار و نالے | جینے کے پڑے تھے اُسکے لالے

تاثیر یہ عشق کی تھی ظاہر | ہڑبے تھی چلبن مین جو اہر

رو رو کے بیان یون وہ کرتی | کب تک مین اُٹھاؤن دل پہ سختی

شوہر کے نہ ساتھ کیون گئی مین | جلنے کو یہان پہ کیون رہی مین

باری نہ رہی نہ ہوں سہاگن ہوویگا نباہ کیسے اُس بن
رہتی یہ بیان کرکے غمناک اور جامۂ ہوش و صبر تھا چاک
پوچھا کرتی نہیں حال ہمسن بتلاؤ کہ گذری کیا تھی اُس دن
خاموش تھی پر وہ غم کی ماری آنسو آنکھوں سے رہتے جاری
افسوس وہ ماہ عالم افروز سوکھا کرتی تھی غم سے ہر روز
تھا رنج جو اُس پری کے جی کو بھاتی نہ خوشی ذرا کسی کو
بہیترے ہوئے علاج لیکن تدبیر سے کب شفا تھی ممکن
تھا اُسکو تو درد ہجر جاناں کرتے تھے عبث علاج ناداں

نیرنگ سحر

آمادہ سرکشی ہو خناس لازم ہو ورد سورۂ ناس[1]
کیا تمنے سنا نہیں ہو مکروا[2] سننا کیسا ہو آؤ دیکھو
جب چین چلی وہ مایۂ شر ڈیوڑھی میں کی یعنے مادر
شیرینی لباس پان ورد غن سب سحر دمیدہ وہ پُرفن
آئی چل کرکے جانب چھین ہمراہ بہت سی ساحرہ تھین
پڑھتی سحر اور کرتی ٹوٹکے بیرون بھوتوں کو دیتی دونے
کرتی ابلیس کی خوشامد پہونچی نزدیک چین وہ بد
بیگم شہ چین کی سن کے یہ حال غصہ سے بھڑک کے ہوگئی لال

[1] اشارہ طرف سورۂ ناس یعنی قل اعوذ برب الناس الآیۃ ۱۲ منہ
[2] اشارہ تا بہ واقعہ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۱۲ منہ

سمجھی کہ فساد کو ہے آئی
کچھ دیر ابھی نہین تھی گذری
تکتا ہر مہتاب دونون ہمشیر
مہتاب لگی یہ روکے کہنے
سب لطف وخوشی گئی مری لٹ
بولی بیگم یہ شاہ چین کی
شوہر سے نہ اپنے حال پوچھا
کیون بھاگ گیا تھا تیرا شوہر
لونگی نہ کبھی مین تیری سوغات
بولی مہتاب واہ باجی
کیون پہلے کیا نکاح تم نے
پہلے خود تمنے کی تھی نسبت
فرزند بنا فقید میرا
شہزادی کی مان لگی یہ کہنے
ڈالو سر جیب مین تم اپنا
دنیور کی جب برات آئی
دی مین نے بیاہ اُس سے دختر

پھر ہوگی کوئی نئی برائی
دنیور کی مان بھی آکے اُتری
روئین باہم ملین جو دلگیر
میرا کیا گل چراغ تمنے
دنیور بھی اُف گیا مرا چھٹ
کچھ تمکو خبر بھی ہے کہین کی
ہمکو دینے کو آئین طعنا
لڑکا کیون چپ رہا تھا سنکر
باقی رشتہ کی جب نہین بات
تمنے ہی جلایا ہے مرا جی
رخصت جو نہ کی صباح تمنے
اُلٹی اب لائین مجھپہ آفت
کیسا ہی سخت قلب تیرا
قصہ یہ بکا کہان کا تم نے
لازم نہین تمکو ایسا کہنا
نوشاہ تھا اُسمین اور کوئی
اسکا ہی گواہ تیرا شوہر

لڑکا نہ جو صبح کو وہ پایا | سب لوگون نے شور وغل مچایا
ترخیص ہوئی نہ ہمکو منظور | چپ بھاگ گیا تمھارا دیور
بیٹی بیٹھی ہے اب جو گھر مین | آگ اُٹھتی ہے دیکھکر جگر مین
تمکو کیا رنج ہے جو بیکار | طعنے دیتی ہو مجھکو ہر بار
خود تمنے یہ جال تھا بنایا | بس جاؤ سدھارو تم خدارا
جب رنگ وہان کا ایسا پایا | مہتاب نے سحر تب پڑھایا
بیگم پہ اثر ہوا جو اُس کا | ہمشیر کا آکے ہاتھ پکڑا
بولی کہ نہین ہے لاگ میری | منکر تو ہوہے خود ہی تیری
مانے وہ اگر تو اُسکو سمجھاؤ | رخصت کر دون مین ساتھ لیجاؤ
یہ سُنکے اُٹھی وہ مست و مغرور | سمجھی کہ لونگی اُسکو مسحور
بیٹھی جس جا پہ تھی جواہر | آئی مہتاب وان پہ بے ڈر
شہزادی سے پرسبا ہو یہ بولی | چپکے سے زبان اپنی کھولی
مہتاب سے چیز تم جو پانا | ہرگز ہرگز اُسے نہ کھانا
سب سحر کا ہے یہ کارخانا | دیکھو کہین مکر مین نہ آنا
مہتاب بھی آئی اتنے مین وان | شہزادی کا دیکھا روے تابان
اسطرح سے رعب حسن چھایا | مکارون نے سحر سب بھلایا
مہتاب نے اُسکی لین بلائین | باتین اسطرح پھر سُنائین

گر رحم تو مجھ پہ ای پیاری — اتنی کر دے خوشی ہماری
ہمراہ مرے چلو مکان کو — تا چین ملے ترے میان کو
بولی یون رو کے شاہزادی — گھر پر تیرے پڑے تباہی
وہ دل بھی جلین یون ہی خدایا — دل میرا جنھون نے ہی جلایا
میرا تو مکان بس وہان ہے — رہنا مالک مرا جہان ہے
مین اُسکی ہون اور وہ ہی میرا — رشتہ مجھ سے ہے کون تیرا
باتین ایسی نہ اب بناؤ — جلتے ہوئے دل کو مت جلاؤ
مہتاب یہ سن جواب روکھا — بولی بیٹی نہ کھاؤ دھوکھا
آفت یہ تم آپ لائین سر پر — لڑکا میرا ہی تیرا شوہر
گھر سے جتنے اُسے نکالا — ہے کام ترا ہر اک نرالا
لایا جو برات وہ خصم ہے — تو اور کا نام کیا ستم ہے
اتنی مری بات مان جاؤ — پیر اپنے مکان مین پھیر آؤ
غصہ ہوئی سنکے شاہزادی — بولی بس بس نہ اب دو گالی
کمبخت مرے پسر وہ تیرا — شوہر ہے بنائی جسکو میرا
شوہر میرا ہی مہر تابان — فرزند ترا ہی ابن شیطان
اپنے شوہر پہ مین ہون واری — بھاتی نہین گفتگو تمھاری
اب بات تری نہ مین سنونگی — دق ہونگی تو اپنی جان دونگی

مہتاب یہ بولی دوگی کیون جان
ہوں مان کی جگہ پہ مین تمہاری
کپڑے تیل اور پان مٹھائی
لو اُسکو تو خوش ہون مین پیاری
بولی یہ جواہر اب چلو جاؤ
یہ پان یہ تیل یہ مٹھائی
بے صحبت یار سب ہے بیکار
کھاؤ پہنو تم آپ اُسکو
تقدیر نہ کام جبکہ آئی
بیٹی ہو جاؤن تم پہ قربان
تب ہاتھ مین پان لے جواہر
چپکے سے سپرد ہو کے ہاتھ رکھا
مسحور ہوئی وہ پان کھاکر
غصہ مین جو آگئین کنیزین
خاموش وہان سے چلدی مہتاب
شہزادی کی مان نے یون بہن سے
کی ہم پہ تو تمنے مہربانی

دو دن کو تو آئی ہون مین مہمان
تمکو نہین مانتا ہماری
تیرے لیے ہون مین ساتھ لائی
دکھ درد بلا سے تمہاری
دلگی نہ لگی کو میری بھڑکاؤ
پوشاک جو آپ لے ہین آئی
بیفایدہ ہے تمہاری تکرار
یا دو اُسے چاہتی ہو جسکو
مہتاب نے بات یہ بنائی
ارمان سے میرے کھالو اک پان
بولی اچھا تمہاری خاطر
اور اُسنے کنیز کو کھلایا
اُٹھی مہتاب تب لجاکر
سیدھی الٹی سنائین باتین
رنجیدہ ملول و چشم پُر آب
کی بات بڑے غم و محن سے
منظور اگر ہو جان بچانی

بس بھاگو یہانسے رات ہی رات | معلوم نہ ہو کسی کو تا بات

کرتی مہتاب آہ وزاری | غمگین مکان کو سدھاری

تھی چھوڑ گئی جو وہ مٹھائی | دریا مین بحکم شہ بہائی

تاثیر ہوئی یہ اُسکی ظاہر | مچھلی پانی سے نکلین باہر

معلوم ہوا فریب سب کو | سجدہ کیا شہ نے اپنے رب کو

بولا کہ خدا نے کی حفاظت | رکھ لی دختر کی میری عزت

سچی ہی ضرور میری دختر | کام آئی سچائی اُسکی یان پر

سچائی ہی کامیاب لاریب | سچ پر غالب نہین کوئی عیب

سچائی سے سرد ہوتی ہے نار | ہو جاتا ہی خار اس سے گلزار

سچائی عجب صفت ہی اے یار | سچائی کو کچھ نہین ہے آزار

سمجھو نہ اسے کلام وحشی | آیا ہے خبر مین صدق ینجی[۱]

بارہ ماسہ فراق

شبدیز قلم نہ کیجو تندی | ہی پیش بیان ظنِّ عبدی[۲]

دل ہی جو کباب سوز غم سے | کرتا ہے یہ خامہ رو کے نالے

کہتی تھی جو آہ اپنے دلمین | مجکو تو پھنسا کے آب وگل مین

خود بھاگ گیا نہ پھر کے آیا | خط بھی کوئی نہ اُسنے بھیجا

باز نہین آڑ کے دان جو پہونچون | طائر نہین جو پیام پہونچون

[۱] اشارہ بحدیث شریف الصدق ینجی ۱۲ [۲] اشارہ بحدیث قدسی انا عند ظن عبدی ۱۲

رہتی ہر وقت یار کی آس — باقی تھی فقط امید سے سانس
تن سوکھ کے ہو گیا تھا پتا — دریا آنکھون سے جاری رہتا
سمجھاتین بہت اُسے خواصین — تسکین دیتین بہت انیسین
کہتین رونے سے کیا ہے حاصل — اللہ آسان کریگا مشکل
تھی لجۂ عشق مین وہ غلطان — تھا پیش نظر خیال جانان
موجین اٹھی تھین دلمین غم کی — چھائی تھی گھٹا غم والم کی
قاصد کوئی مگر نہ آیا — محبوب کا کچھ پتا نہ پایا
گھٹتی یونہین وہ نازنین تھی — کل دل کو کسی طرح نہین تھی
برسات کی رت جو سر پہ آئی — آفت غم ہجر نے مچائی

اساڑھ

آیا جو اساڑھ کا مہینا — مشکل ہوا اس حسین کا جینا
بادل کا وہ جھوم جھوم آنا — نقارے وہ رعد کا بجانا
کالی کالی گھٹائین اٹھنا — بجلی کا کبھی کبھی چمکنا
سبزہ کا زمین سے نکلنا — بن مین وہ پپیہے کا چہکنا
دل پر نشتر لگا رہا تھا — بیچاری کی جان جلا رہا تھا

ساون

ساون نے کیا عمل جو اپنا — اور مینھ شروع ہوا برسنا
ٹھنڈے جھونکے ہوا کے چلتے — کس ناز سے چلنے مین مچلتے
سبزہ ہر سمت لہلہاتا — ساون کوئی جھوم جھوم گاتا

رنگین نفیس پہنے کپڑے		چاہیئے کا اپنے ہاتھو پکڑے
گلزار کی سیر کوئی کرتا		غم میں مہجور آہ مرتا
بھادون میں وہ زور مینھ کا ہونا	بھادون	ظلمت کا حواس و ہوش کھونا
چھوٹی چھوٹی وہ بوندیں پڑنا		بجلی کا وہ غصہ سے تڑپنا
جھڑیاں لگنا کئی کئی دن		راتیں کالی سیہ سیہ دن
آفت ڈھاتا دل حزین پر		لیتا نہ تھا چین قلب مضطر
ہتھیا کا کنوار میں برسنا	کنوار	پھولوں کا سرور سے ہنسنا
متھو کا وہ برسنے میں مچلنا		وہ سرد ہوا کے جھونکے چلنا
اک قہر تھا جان نازنین پر		تڑپے تھی پڑی ہوئی زمین پر
کاتک میں وہ ابر نیسان اٹھنا	کاتک	ہلکی ہلکی وہ سردی پڑنا
اکبارگی رت کا وہ بدلنا		لوگوں کا نکھر نکھر نکلنا
شب میں وہ نکلنا چاندنی کا		سونا وہ گلے سے لگ کسی کا
تھا کوئی تو مست اور خوشی میں		کڑھتی پر نازنین یہ جی میں
ٹھنڈی اگھن کی گرمیاں وہ	اگھن	کرنا جاڑے کی سردیاں وہ
سورج کی وہ زرد زرد کرنیں		لمبی لمبی سیاہ راتیں
بھرنا فراٹے وہ ہوا کے		ہونا سردی سے ہونٹھ نیلے
آغوش میں یار کی کوئی تھا		اور درد سے کوئی جان کھوتا

وہ پوس مین سردی زور ہونا	پوس	وہ برف کا زور شور ہونا
سردی سے بدن لرزنا تھرتھر		لگنا جاڑے کا تیر دل پر
جاڑے سے کسی کا وہ ٹھٹھرنا		مجبورون کا سرد آہ بھرنا
کرتا کوئی مزے خوشی سے		ناخوش تھی جو آہ اپنے جی سے
پالا لگا ماگھ مین جو پڑنے	ماگھ	سردی سے لگے بدن سکڑنے
جاڑے کا وہ چھیڑنا کسی کا		سردی سے وہ چیخنا کسی کا
ٹھنڈی ہونا زمین ساری		ہونا کوئی پہ زیست بھاری
کرتا کوئی آگ سے محبت		طاری تھا کسی پہ سوز فرقت
پھاگن مین ہوا کا خاک اڑانا	پھاگن	لوگون کا خوشی کے راگ گانا
پچکاری بسم کہین پہ چلنا		چاچر کا کسی طرف نکلنا
پڑنا جاڑے کا وہ گلابی		لاتا دل زار پر خرابی
وہ چیت مین کونپلین نکلنا	چیت	اشجار کو برگ سبز ملنا
سردی کا کہین کو بھاگ جانا		گرمی کا وہ پیش خیمہ آنا
ہونا جنگل کا سرخ ہر سو		وہ ڈھاک کے پھول یعنی ٹیسو
چینین تھین نصیب ہر کسی کو		لیکن تھا ملال اسکے جی کو
بیساکھ مین وہ غضب کی گرمی	بیساکھ	ابلا کرتا ہے جس سے پانی
وہ لوہ کا ظلم دھوپ وہ گرم		پتھر جس سے پگھل کے ہون نرم

نہروں چشموں کا سوکھ جانا
کمھلانا وہ گل کی پتوں کا
یہ دیکھکے آتی غم کی جو یاد
وہ جیٹھ کے دن پہاڑ ایسے
خسخانہ کسی کا وہ بنانا
وہ رات مین فرش چاندنی کا
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم سحری
گزری یون ہی غرضکہ مدت
دلپر تھا ہجوم یاس و غم کا
بیمار و حزین ملول و بیہوش
تکتی ہر وقت یار کی راہ
ہر وقت اُسی کی یاد رہتی
غم نے جو بری طرح ستایا
شرم اور حیا سے ہوگے آزاد
لب پر آہین جگر مین ناسور
ہمراہ ہوئین سہیلیان بھی
دیکھی اُسکی جو ایسی حالت

پانی انہار کا بہانا
رونا وہ چمن مین بلبلوں کا
رویا کرتی وہ سرو آزاد
وہ لو کے شعلے آگ جیسے
وہ برف کی قفلیان جمانا
سونا بریار رہین کسی کا
اک تیر جگر پہ تھی لگاتی
شہزادی کو سہتے رنج فرقت
بادل تھا امنڈ رہا الم کا
رہتی بیچاری خود فراموش
لے ہمدم کا نام کھینچتی آہ
امید پہ اُسکی زندگی تھی
بھیس اُسنے فقیر کا بنایا
گھر سے نکلی وہ خانہ برباد
بیجان بدن اور آنکھین بے نور
بولین ہم دینگے اپنی جان بھی
مان روئی کہ کیا ہوئی یہ آفت

شہزادی ہوئی تھی غم سے مجنون
جاری آنکھون سے اشک پرخون

کپڑے لتّے سے کام کیا تھا
شوہر کا فقط دھیان رہتا

سب میٹ دیا سہاگ اپنا
بھولی بالکل تھی کھانا پینا

تھی سوزش ہجر سے جو غمناک
ڈالا سر پر وہ کرتی تھی خاک

رٹتی ہر وقت یار کا نام
بس تہ نفس سے ایک رہگیا کام

ماں باپ ہوئے بہت پریشان
کہتا امرا سے یون تھا سلطان

افسوس نہین ہے حال ملتا
دختر کے ہے غم سے قلب جلتا

جو کوئی پتہ اُسکا کے لادے
انعام مین مجھ سے لے جو چاہے

لیکن راضی ہوا نہ کوئی
کام آئی نہ کوئی چارہ جوئی

بیگم کہتی جو حال پاؤن
لڑکی کو مین لے کے آپ جاؤن

ہر وقت یہی غم و الم تھا
سب چین پہ اک عجب ستم تھا

پیغام

ہاں بلبل فکر پھر چہکنا
دلدار کا جلد حال کہنا

بیتاب دل اب بہت ہوا ہے
قاصد کوئی بھیجئے صبا سے

پہونچا ایسا تو کوئی پیغام
تا ہو دل غمزدہ کو آرام

بے حال جو اُدھر اس طرح تھی
روتی دن رات اور کڑھتی

ماں اُسکی لگی جو سر کو ڈھکنے
پاس آکے بستر ہوگئی یہ کہنے

پوشاک مری تھی کیون اُتاری
کپڑے اپنے جواب بھی پاؤن
بیگم نے کہا کہ کیا ہو کہتی
معلوم جو ہووے حال سارا
بولی یہ بسندہ کہ مین پری ہون
شہزادی سے قول ہون جو ہاری
کپڑونکے بغیر پر ہون مجبور
جاؤن داماد پاس تیرے
بیگم نے سُنا جو یہ تو بولی
ہو ایک جواہر ایک تم ہو
پوشاک یہ کہکے اُسکی لائی
کپڑے پاکر پری خوشی سے
دیکھو جاتی ہون اے پیاری
کہنا منظور ہو جو اُن کو
سنکر بولی یہ وہ سمن بر
پہلے تو قدم تم اُنکے لینا
کہنا کرتے ہین یون ہی الفت

ہو وا پنے کلہاڑی تمنے ماری
اور اگر مین اُسکے پاس جاؤن
مین کچھ بھی اسے نہین سمجھتی
لاؤن مین لباس ابھی تمہارا
شہزادی کے پاس رہ پڑی ہون
لونڈی اس سے بنی تمہاری
پوشاک دو گر تو رنج ہو دور
دیجے کپڑے جو آپ میرے
تم بھی ہو بسندہ ہماری لڑکی
کرنا بیٹی معاف مجھکو
اپنے ہاتھون آسے پنہائی
بولی شہزادی پاس آکے
پوری ہو امید تا تمہاری
بے شرم و لحاظ مجھسے کہدو
تم خود ہو بسندہ مری جگہ پر
پھر حال مرا تمام کہنا
اک لمحہ کو مل کے دی یہ فرقت

کیا مجھسے خطا ہوئی تمھاری — جو جان جلاتے ہو ہماری
چلتی ہمراہ پر ہون مجبور — ہون بے پر و بال آہ معذور
خط مین نہ تمام حال ہوگا — اور پڑھکے اُنھین ملال ہوگا
اس سے بہتر ہے خط نہ لکھنا — موقع جو ہو زبانی کہنا
یہ سن کے پری بشکل طائر — چلدی فوراً وہان سے اُڑکر
تکلیف سفر کی سب اُٹھا کے — پہونچی وہ روم جلد آکے
یان ہنس جو قیس ہو رہا تھا — جان ہجر کے غم سے کھو رہا تھا
موقع نہ فرار کا تھا پاتا — اک جم غفیر ساتھ رہتا
سلطان نے دیا تھا حکم ایسا — ہر دم رہتا تھا اُسپہ پہرا
بیٹھا تھا مکان مین اپنے مضطر — آئی اُڑتی ہُدہُد وہان پر
آہ ہنس کے ہاتھ پہ وہ بیٹھی — اور ہنس نے اپنی آنکھ کھولی
دیکھا آیا ہے قاصد یار — مسرور بہت ہوا وہ بیمار
ہم جلسہ جو تھے بہم یہ بولے — آئی چڑیا ہے یہ کہان سے
یون ہنس نے اُس پری سے پوچھا — کیون اُنکا مزاج تو ہے اچھا
خوش تو ہے ہُدہُد مری جواہر — مجنون مین ہوا ہون جسکی خاطر
شادی تھی کہ خواب تھا وہ کمبیر — جس سے ہوا حال ایسا ابتر
بولی وہ کہ راست سب تھا اے شاہ — پایا نہ تمھین مگر سحر گاہ

رخصت پہ ہوئی بہت ہی تکرار
شہزادی نے مانگی وہ نشانی
دنیور نے دی نہ جب انگوٹھی
پر حال تباہ اب بہت ہی
صورت بالکل بدل گئی ہے
پژمردہ ہوئے ہین گل سے رخسار
ہے یاد مین محو وہ تمھاری
ایسا جو سنا پری سے پیغام
رو کر یہ کہا کہ کیا بتاؤن
ہو مین تو نثار اُس پری پر
کھانا اُس پاس جیسا کھایا
تھا جانتے کون دشمن جان
الزام نہین کسی پہ اسمین
تم مجھکو سبب وہ بتاؤ گر راہ
مجکو تو فقط اُسی کی دھن ہے
پھر پہونچون کسی طرح سے اب ان
بولی بتلاؤن کیا مین تمکو

بھولا ہوا بھر حرب تیار
تمسے جو رات کو بھی بدلی
باتین ہوئین اُسکی ساری جھوٹی
بیمار وہ ماہ اب بہت ہے
بالکل دیوانی ہو رہی ہے
بیچاری ہے زندگی سے بیزار
آنکھون سے ہے جوے اشک جاری
اکبارگی چیخ اُٹھا وہ ناکام
حالِ دلِ خود کسے سناؤن
اک تہمد ہوا ہے میرے جی پر
اُسکا یہ مزہ ہے مین نے پایا
جسنے کہ دیا فراق جانان
کرتوت نصیب کے یہ سب ہین
چلتا ہون ابھی تمھارے ہمراہ
دنزرات یہی اُدھیڑ بن ہے
حاصل ہو دوبارہ دید جانان
عاقل عالم تم آپ خود ہو

اور مذہب عشق کی تو ای شاہ
تبلاؤن تمھین ہے جسطرح راہ

ہوتے نہین کامیاب امرا
پاتے ہین اسے فقیر و فقرا

یہ راہ تو ہے بہت ہی دشوار
جان دینے پہ آوے جب تو ہو پار

مشغول ہو سلطنت مین تم تو
بیگانون مین دل سے ملتفت ہو

دشمن کرتے ہین اپنی تدبیر
پھیلائے ہوئے ہین دام تزویر

اب بھی کہین کھول آنکھ غافل
ہو سوئے دیار یار مائل

جو دم ہی غنیمت اِسکو سمجھو
ہشیار ذرا ہو جیتو جاگو

سنتے ہی نصیحت اُس پری کی
بس ہنس نے ایک آہ کھینچی

بولا افسوس مین کہان تھا
غفلت کرکے کہان پہ آیا

وہ گلبدن اور وہ حسن اُسکا
پروانہ ہون جان و دل سے جسکا

معلوم نہین کہان پہ چھوٹی
کی مین نے خود اپنی راہ کھوٹی

اب اُسکی تلاش مین کرونگا
یا پاؤنگا اُسکو یا مرونگا

باز اُس سے نہ آؤنگا مین تب تک
ہوگا نہ وصال یار جب تک

چین کا سفر

ہو عزم سفر جو سوئے دلدار
یون کاتب بیان ہے گھر بار

سب چھوڑ کے ہنس نے دورنگی
بے رنگی مین دلق اپنی رنگی

خرقہ سجادہ اور تسبیح
لی چھوڑ دوئی کی ساری تفضیح

الفت کا مزہ جو دل مین آیا
دولت حشمت پہ لات ماری
جھوٹا سمجھا زمانہ کا کار
دیکھا جو اسے فقیر سب نے
کس ملک سے ہے یہ آیا طائر
جاتا پردیس کو جو ہے شاہ
کی جسکے سبب ہی عیش وراحت
دشوار ضرور یہ سفر ہے
ہم ہانس کا ساتھ دینگے لیکن
سچے جو لوگ دل سے تھے یار
پہلے تو بلخ سے روم آئے
گھر بار کو اُن سبھون نے چھوڑا
صورت درویشون کی بنائی
مان ہانس کی سُنکے روتی آئی
گیا مجھ سے ہوئے پیارے بیزار
امید فقط ہے ایک تیری
دنیا مین نہین کوئی سہارا

ہر مومن اُسی کا ذکر پایا
دُھن سر مین کچھ اور ہی سمائی
ہمراہ لیا نہ کوئی بھی یار
جو صاحب عزم تھے وہ بولے
کیا جانیئے کون ہے جواہر
لازم ہمکو ہے جانا ہمراہ
اب اُسکی کرینگے ہم رفاقت
منزل ہر ایک پُرخطر ہے
رہجائین یہان یہ غیر ممکن
وہ جان سے ہوئے سفر پہ تیار
اب روم سے چین کو سدھارے
لڑکے بالون سے منھ کو موڑا
لیکن نہ قبول کی جدائی
فرزند کو بات یہ سنائی
چھوڑے جاتے ہو یان جو ہمیار
مٹی ہے خراب ورنہ میری
تیرے ہی لیے چھٹا بخارا

اب چین کو تم اگر سدھارے
تلوار سے مجکو مار ڈالو
بولا اسطرح تب وہ مضطر
ساتھی نہین کوئی ہے کسی کا
لڑکا اپنا نہ مجکو جانو
میرا نہین کوئی اس جہان مین
مین حضرت عشق کا ہون بندہ
آیا دنیا مین تھا اکیلا
بیکار ہے آپ کی یہ فریاد
روتی ہوئی چھوڑ اسنے دی مان
بولا نہ فقیر بن پیارے
ہمراہ لو اپنے مال و لشکر
کرنے کو چلون بیاہ مین بھی
اسطرح فقیر جاوگے گر
لو جاہ و حشم سب اپنے ہمراہ
کی عرض یہ اسنے ای کرم
اس راہ مین آپ کی یہ دولت

مر جاؤنگی مین بغیر مارے
پھر پیر یہان سے تم نکالو
کسواسطے رو رہی ہو مادر
ہے صرف سمجھ کا اپنی دھوکا
مین اب ہون فقیر کہنا مانو
باقی نہین کوئی خاندان مین
مجھ سے تم سے ہے کون رشتہ
جانا لازم ہوا اکیلا
سننے کا نہین مین داد بیداد
آیا اتنے مین سنکے سلطان
کس بات کی ہے کمی تمھارے
خوش خوش جاؤ بیاہنے وان پر
منظور خوشی مجھے ہے تیری
سب دیکھ کے ہو وینگے مکدر
پھر چین کی لو خوشی سے تم راہ
کچھ آپ نہ اسکا کیجیے غم
یہ ملک یہ مال و جاہ و ثروت

بیکار رہی سو وکچھ نہین ہے ‌ ‌ اس سے بہبود کچھ نہین ہے
یکہ تنہا چلیگا سب کام ‌ ‌ اللہ کرے بخیر انجام
ہمراہ مرا ہی ایک ہادی ‌ ‌ مجھکو نہین فکر رنج وشادی
مین فوج جو ساتھ لیکے جاؤن ‌ ‌ مطلب کیا جان بھی گنواؤن
اب دیر ذرا نہ آپ کیجے ‌ ‌ رخصت مجھکو خوشی سے دیجے
دشوار گزار ہے یہ منزل ‌ ‌ ساتھی کا نباہ بس ہی مشکل
سمجھانے سے ہنس جب نہ مانا ‌ ‌ شہ نے انور کو تب بلایا
یہ حکم دیا کہ فوج ودولت ‌ ‌ ہمراہ تم اپنے لو بہ کثرت
ہمراہ یہان سے اسکے جاؤ ‌ ‌ اور چین سے اسے بیاہ لاؤ
فرزند اسے کیا ہی مین نے ‌ ‌ وارث اپنا کیا ہی مین نے
شہزادہ اسے سمجھ کے اپنا ‌ ‌ کوشش ہر ایک طرح کرنا
دیکھین تو تمھاری خیر خواہی ‌ ‌ لاؤ تو بجا یہ حکم شاہی
تم جاتے ہو میری جا پہ انور ‌ ‌ ناکام نہ آئیو پلٹ کر
انور نے دیا زمین کو بوسہ ‌ ‌ اور پھر سفر وہان سے اٹھا
مال ودولت بھی اور لشکر ‌ ‌ ساتھ اپنے وہ بیقیا بس لیکر
دوڑا ہوا ہنس پاس آیا ‌ ‌ ظاہر کیا ساتھ کا ارادا
بولا یون ہنس تم ہو دانا ‌ ‌ رمز عشق کا پر نہین ہی جانا

عاشق کو نہین ہے عقل اور ہوش
ہو جاتا ہے اسکو سب فراموش

مین جان سے سیر ہو چکا ہون
سب ہوش و حواس کھو چکا ہون

ساتھی کی نہین مجھے ضرورت
کیون لوگے تم اپنے سر پہ آفت

تم چین سے اپنے گھر مین بیٹھو
مجکو میرے خدا پہ چھوڑ دو

تمسے نہ نبھے گا ساتھ میرا
ناحق ہو پکڑتے ہاتھ میرا

بے راہ یہان سے جاؤنگا مین
جان اسمین کہین گنواؤنگا مین

کیا ساتھ بھلا مرا تمھارا
بیکار ہو کھوتے لطف سارا

یہ کہکے وہ چلدیا مکان سے
ہمراہ لیا نہ کوئی اپنے

روتے رہے لوگ اپنی جا پر
لیکن نہ رکا ذرا وہ مضطر

لوگون نے دعا یہ کی خدا سے
یا رب یہ خوشی سے پھر گھر آوے

بولے یہ نجومی اور رمال
ہوگا انشاءاللہ خوشحال

لی ہنس نے راہ آگے آگے
اور فوج چلی وہ پیچھے پیچھے

ساتھ اسنے لیا نہ تھا کسی کو
چھوڑا لشکر نے پر نہ اسکو

تبلاتی جدھر سدھ تھی رستا
بے عذر ادھر تھا ہنس چلتا

جو وہ راہ نہ لوگ جانتے تھے
پر ہادی کے ساتھ جا رہے تھے

چلتے چلتے ملا دوراہا
تب ہنس نے یہ سدھ سے پوچھا

سیدھی تبلاؤ راہ چین کی
تا دیدہ ہو جلد مہ جبین کی

بولی یہ سبدھ چلو مین کو — پہونچو تا جلد ملک چین کو
بائین پہ نہین ہے کوئی چلتا — جانے والا ہے جان کھوتا
ہے داہنی راہ چین کی سیدھی — پُر خوف و بلا مگر ہے یہ بھی
ہین سات پہاڑ اور سمندر — خطرہ جان کا ہے ہر جگہ پر
قزاق پلید دیو اور جن — رہتے نہین باز دُکھ دیے بن
بعد اسکے ہے چین کا سنر خطّا — اول آخر ہی میرا دیکھا
بس آگے چلو یہ راستا ہے — جینے مرنے کا سوچ کیا ہے

کوہ سموہ

اے طوطی طبع اب نہ کر دیر — منظور ہے ملک یار کی سیر
کچھ حال سفر کا تو بیان کر — کیا ہنس پہ گذری یہ عیان کر
وہ منزل عشق کا مسافر — ہوتا نہ ذرا ملول خاطر
رہتا ہر وقت جادہ پیما — دم بھر نہ کسی جگہ ٹھہرتا
فوج اسکے جو ساتھ جا رہی تھی — رُکتی چلنے سے تھی نہ وہ بھی
گذرے نو ماہ جب کہ چلتے — تب کوہ سموہ پاس پہونچے
ایسا تھا پہاڑ کچھ وہ اُونچا — اندیشہ نہ جسکے پار پہونچا
گھاٹی چڑھنے کی اُسپہ اک تھی — لیکن تاریک و تنگ وہ بھی
بولا یہ سبدھ کہ ہنس دیکھو — چلنا گر پار ہو تو اٹھو

چلنے کو ہوا جو ہنس تیار | اک مخمصہ سے ہوا وہ دوچار
رہتا سر کوہ تھا جو راجا | تھا نام بھوجبل راے جسکا
تیار ہوا مقابلے کو | چاہا کہ وے روک راستے کو
لشکر تیار کر کے اپنا | قاصد اک سوے ہنس بھیجا
کہنے لگا ہنس سے وہ آکر | کیون آئے ہو ساتھ لیکے لشکر
بیکار کو کشت وخون ہوگا | احوال ترا زبون ہوگا
بولا یون ہنس ہون مسافر | ہون طاعت شہ کو تیرے حاضر
ہون مین تو فقیر مجکو بھائی | کیا کام ہے جو کرون لڑائی
قاصد نے کہا کہ واہ صاحب | ہم سے کرتے ہو چال و کرتب
چلنے کا نہین ہے مکر سے کام | اچھا ہوگا نہ اسکا انجام
ذوالقرن و قباد جیسے سلطان | پلٹے ہین یہان سے ہو کے حیران
کہنے لگا ہنس اے مہربان | وہ ملک و مال کے تھے خواہان
مین ایک فقیر بے نوا ہون | رہ دیجے اگر تو چین جاؤن
حاضر ہے عذر سر ہی میرا | راجہ خوش ہووے جیمین تیرا
قاصد گیا الٹ پیش راجا | سب ہنس کا حال اسسے بتایا
کی عرض کہ اسکو جانے دیجے | درویش ہے اسپہ رحم کیجے
راجہ بولا کہ ہین بھی فقرا | رکھتے ہین سپاہ مثل امرا

اُنکو دنیا سے کام ہے کیا — وہ تو کسی اور کے ہین شیدا
شہوت غصہ طمع کے دشمن — ہوتے اور روتے ہین وہ رن بن
رہتے ہین اُسی کی یاد مین وہ — درویش نہین ہے یہ تو بے شہ
جبتک رکھیگا فوج ہمراہ — دینے کا نہین ہون مین اُسے راہ
قاصد نے جو ہنس سے کہا حال — رویا کہ ہوئے ہین ساتھی جنجال
انور سے کہا کہ بھائی میرا — بھنے کا نہین ہے ساتھ تیرا
انور بولا کہ ای شہنشاہ — چلتا ہون فقیر بنکے ہمراہ
لشکر جہان چاہے وانکو جائے — لوگون نے یہ سن قدم اُٹھائے
آیا کئی لاکھ تھا جو لشکر — سب چلدیا اُسکو چھوڑ مضطر
کچھ تھوڑے سے جان نثار بچے — رہ ساتھ گئے فقیر بن کے
تب ہنس وہانسے اوپہ آیا — فرمان راجہ نے یہ سنایا
پہلے سب امتحان کر لو — پورا ہو فقیر آنے تب دو
لوگون نے طبیعت آزمائی — ذاکر بن ہو ہر ایک پائی
راجہ نے سنا تو دوڑا آیا — سر اُسکے قدم پہ آ جھکایا
بولا کہ نہین خطا تھی میری — حالت جا بچون تھا صرف تیری
اب حال پہ میرے لطف کیجئے — موقع خدمت کا مجکو دیجئے
کہنے لگا ہنس ای برادر — رہتے ہین فقیر بھی کہین پہ

ہمکو تو بہت سفر ہے کرنا
ممکن نہین اس جگہ ٹھہرنا

شب کوہ پہ ہنس نے گزاری
چلنے کی سویرے کی تیاری

راجہ پہ نذر زر جو لایا
یون ہنس نے تب اُسے سنایا

جب تک دولت تھی پاس میرے
کھٹکا نذرون مین کی وہ تیرے

اب اِسکو مین لیکے کیا کرونگا
البتہ یہ بات تو کہو لنگا

رہبر کوئی اپنے پاس سے دیجے
اتنا الطاف مجھپر کیجے

راجہ نے کہا کہ ہمنے حضرت
دیکھی نہین راہ کی ہے صورت

تب ہنس دعائین دیکے بولا
رہبر کامل ہے میرا مولا

یہ کہکے روان ہوا وہان سے
آگے تھی سبدھ وہ سب تھے پیچھے

ساون گڑھ

طے اُسنے جو منزلین بہت کین
تکلیفین ہزارون دل پہ جھیلین

آگے ملا اک پہاڑ ایسا
آیا نہ خیال مین تھا جیسا

مشہور تھا گڑھ بنام ساون
چوٹی پہ فقیر کا تھا مسکن

چڑھکر اُسپر جو ہنس آیا
درویش کو حبس دم مین پایا

تھے گرد مرید اُسکے حاضر
پہونچا جب پاس یہ مسافر

درویش نے سر اُٹھا کے پوچھا
کیون اکیلے اور کہان سے آیا

کسواسطے لی ہے یہ فقیری
کس پیر نے کی ہے دستگیری

تسبیح و دلق و فقر و فاقا
کس واسطے آپ کو ہی بھایا

آگے ایسا ہی سخت رستا
کوئی نہین بھول کر بھی چلتا

بولا یہ ادب سے پیر مرشد
بندہ تو ہے ملک چین کا قاصد

شہزادہ تھا پر گدا ہوا ہون
شہ چین کی دخت پر فدا ہون

ہی پیر وہی ہماری حضرت
اُسکے ہی لیے ہوئی یہ حالت

ہی یاد مجھے اُسی کی ہر دم
جینے مرنے کا کچھ نہین غم

درویش نے کی یہ پھر نصیحت
اللہ کی کچھ کرو عبادت

باقی ہی جسے نہین فنا ہی
فانی ہی وہ جسپہ تو فدا ہی

جب بند تمھاری آنکھ ہوگی
ہرگز نہ کبھی وہ ساتھ ہوگی

کیا اُسکے بھی عشق سے ہو حاصل
گرداب فنا ہے جسکو حائل

پاسخ دیا ہنس نے یہ اُسکو
حضرت دیکھین تو آپ مجکو

تن من مین مرے بسا وہی ہے
معلوم نہین مجھے دوئی ہے

معشوقہ کے رخ مین مینے باللہ
دیکھی ہی شعاع نور اللہ

مین اُسکو ہر ایک جا ہون پاتا
کچھ اور نظر نہین ہے آتا

دریا و درخت و پھول و پتا
ہر ایک مین ہے اُسی کا جلوا

خود جلوہ کنان وہی ہی ہر سو
ہے درد دل اینما تولوا

بھولا نہین مین نفخت روحی
ہے چین مین بھی وہی صبوحی

یون شیخ نے ہنس سے کہا پھر — ہے قول ترا فقط بظاہر

پھرتا ہی وگرنہ کیون تو مارا — کرتا نہین اُسکا کیون نظارا

صیقل دل مین جو اپنے کر لے — بیشک جانان کو اُسمین دیکھے

مین خوب نہ رہا نہ گھوم آیا — پر شیخ نے آپ مین دکھایا

ہی آپ مین سب نہین ہی کچھ غیر — افہام کا اپنے ہے مگر پھیر

جب آپ مین تو نہ ڈھونڈھ پایا — کیون چین کو پھر قدم اُٹھایا

درویش سے ہنس پھر یہ بولا — اسطرح سے راز دل کو کھولا

حضرت مین نے جب اُسکو پایا — تب اُسنے یہ راستہ بتایا

جب ایک نظر اُسے ہی دیکھا — تب طرز تلاش کو ہے سیکھا

قبضہ مین ہے اُسکے باگ میری — بھڑکی ہے اُسی سے آگ میری

اب تو دریا مین دیدیا پیر — یا ڈوبونگا یا تو جاؤنگا تیر

جو اُسکی رضا وہ مجھکو منظور — پر ترک خیال جو بہت دور

اسطرح فقیر نے کہا سُن — پختہ لاریب ہے تری دھن

تو بادۂ عشق سے ہے مدہوش — مرنا جینا ہے سب فراموش

اسواسطے بندگی مین نے — دشوار بہت ہے راہ آگے

ہے کوہ جو آگے دیوگڑھ نام — ہوتے پردیسی وان ہین ناکام

رہتے ہین وہان پہ دیو کمبخت — کھا لیتے ہین آدمی کو یکلخت

وان کون تری مدد کریگا | اندیشہ نہ مجھے لگا رہیگا
اخلاص تمھارا آئیگا کام | ہو ویگا بخیر و خوبی انجام

دیوگڑھ

شب بھر تو رہا وہان بہ مشکل | تڑکے سے چلا وہ اگلی منزل
مانا نہین ہنس نے ذرا ڈر | کہتا جاتا تھا یا جواہر
منزل پوری ہوئی وہ جب طے | پہونچا نزدیک دیوگڑھ کے
جنگل تاریک پایا کالا | جسمین نہ تھا نام کو اجالا
ہر سمت تھے ہڈیون کے وان ڈھیر | چھایا ہوا چار سو تھا اندھیر
آہستہ چلے وہان سے جھٹ پٹ | تا دیو لعین نہ پاوے آہٹ
کچھ دور جو چل کے ہوگئی شام | دیکھا اک دیو وان سیہ فام
سب خوف سے کانپے دیکھ تھر تھر | کہنے لگا ہنس مت ہو مضطر
دشمن سے قوی ہے یار اپنا | بیڑا وہ کریگا پار اپنا
انسان کی بو سے دیو آیا | اور ہنس کو دیکھ مسکرایا
بولا مطلب جو جان پاؤن | مین راستہ پر تمھین لگاؤن
بولی یہ شیدھو کہ ہنس سن لو | دشمن ہے نہ اسکی بات مانو
کر لیگا تمھین فریب سے قید | ایک ایک کو پھر بنائیگا صید
ساتھی کہتے تھے سب کے بیکار | مر جائیے یا تو لیجیے مار

یون ہنس نے حکم پھر سنایا — مرنے کا نہین تمھارا مارا
دی جان ہے اپنی جسکی خاطر — یعنے وہ سرور دل جو اہر
اخلاص سے اسکا نام لیجے — میدان کو جلد ختم کیجے
ای میرے رفیقو کیون ڈروگے — کیا اَینما تُولّو تم کروگے
موجود ہے اپنے پاس جب وہ — کر سکتا نہین ہے دیو کچھ یہ
یہ کہکے قدم کو جو اٹھایا — اس دیو نے راستہ کو روکا
اتنے مین بحکم غیب اسپر — برسے پانی کی طرح پتھر
مغز اسکا زمین پہ گر کے بکھرا — تھا پیش نگاہ حال مطرا
سچ ہے کہ کہا جنھون نے جنتی — حامی انکا ہے فضل ربی

شیام گڑھ

جب زحمت دیو سے بچے وہ — آگے کو وہان سے تب چلے وہ
تکیہ ذات خدا پہ کر کے — جاتے تھے چلے بغیر ڈر کے
جس جا پہ وہ لوگ جاکے پہونچے — تھے کوہ شیام گڑھ کے نیچے
ایسا لق ودق پہاڑ پایا — دل جس سے بہت کا ہچکچایا
اشجار وہان پہ تھے نہ باقی — بولی یہ سبدھ نہ ٹھہرو یان بھی
آتی آندھی ہے اک غضب یان — دشوار بچانا جس سے ہے جان
عجلت کرو یان سے جلد اٹھو — تکلیف نہ اسکی تاکہ پاؤ

پایا ایسا جو حسب حکم رہبر
پیچھے چلا اُسکے ہنس اُٹھکر

ہمراہ سبھ ہو کے جو اُٹھے تھے
با امن وہ جا کے پار پہونچے

سستی غفلت جنھون نے کی تھی
آ پہونچی عقب سے مُنہہ آندھی

رو کے نہ کسی کا پیر رُکتا
اُڑتے جیسے کہ خشک پتا

لنڈھکے گوے چوٹ سب نے کھائی
غفلت کی سزا اُنھون نے پائی

پہونچا جب ہنس جا کے اوپر
دیکھے احباب اپنے مضطر

ہر ایک کو دوڑ کر اُٹھایا
ہمراہ جگہ پہ اپنی لایا

جو بیچ کے ملے تھے یار و یاور
ساتھ اُنکے رہا وہانپہ شب بھر

بھوپ گڑھو

جب ہنس چلا وہانسے آگے
پہونچا نزدیک بھوپ گڑھ کے

دریا سے وہان تھی موج آتی
تھے شاخ و شجر نہ جس سے باقی

سیلاب تو دم مین کوہ ہوتا
کچھ دیر مین پھر وہ سوکھ جاتا

جلتا تھا مثال آگ پانی
پر اُسنے نہ ایک بات مانی

جلتے تھے پڑے ہوے جو پتھر
چلنے لگا اُنپہ پیر رکھکر

تھا سوزش عشق سے جو جلتا
صدمہ نہ اُسے کوئی پہونچتا

ہمراہ چلے تمام ساتھی
آگے ملی ایک ایسی گھاٹی

تلوار کی طرح تھی بنی راہ
خندق نیچے تھا ایک بے تھاہ

بولی پری راہ پر خطر ہی ہلکے پھلکے کا یان گزر ہے

پیر ہنس نے آگے کو اٹھایا پیچھے ہوئے یار سب روانا

رکھتا طاقت تھا جسطرح جو پہونچا اُسطرح پار وہ ہو

یون پار چلے وہ سب جلوریز جون برق و ہوا خیال و شبدیز

اور جسکا قدم ذرا بھی چوکا وہ قعر بلا مین جاکے پہونچا

رتن گڑھ

جب ہنس گیا وہانسے بھی بڑھ پہونچا سر قلۂ رتن گڑھ

اک جائے نفیس اُسنے پائی سامان خوشی دیے دکھائی

گلزار تھا کوہسار بالکل گل کوئی جگہ کہین تھی بلبل

درویش وہان پہ ایک دیکھا ہنس اُسکے حضور جلد آیا

تسلیم کو اُسنے سر جھکایا درویش نے دیکھتے ہی پوچھا

رہتے ہو کہان چلے کدھر کو بولا وہ کہ چین کے سفر کو

بولا اُس سے فقیر پھر یون دشمن اپنے ہوئے ہو تم کیون

آگے جو ملیگی تمکو منزل راہ اُسکی میان ہی سخت مشکل

پاتا نہین رہ خیال بھی وان انسان کا گذر محال ہی وان

اُس راہ کا ہی وظیفہ ہو ہو بیکار نہ جان اپنی کھو تو

جاتا بھی ہے کوئی دیکھے گر جان وہ دیکھتے ہی جمال جانان

ع اشارہ گذشتہ بجا المخففون دہیک المنقلون ۱۲

۴۹

کر جاتا ہے آپ کو فراموش — رہتا مبہوت سا ہے خاموش
جب خود کو کمند مین بندھاوے — تب کوئی یہان سے پار جاوے
چھوٹی جو کہین کمند لیکن — بچنا ہی جان غیر ممکن
رو کر وہ اسیر زلف جانان — بولا نہین میرے تن مین ہی جان
دنیا سے نہین مجھے سروکار — جانا ہے ضرور چین ناچار
ہون اسکی کمند مین گرفتار — لیجائے جہان کو وہ ہی مختار
اب آپ کرم یہ مجھپہ فرمائین — پھندے مین کرین وہانکو پہونچائین
تیار جو ہر طرح سے پایا — درویش نے منس کو سنایا
سچی ہے جو دل مین تیرے الفت — ہوجائیگا پار بے مشقت
ہمت سے یہان پہ جیسے آئے — دریا سے ہوا گلے پار ویسے
تم شہر ہمیر جاؤ یان سے — کشتی راجہ سے لو وہان کے
اُس راجہ کا نام ہے ہمیت — آیا گر پیش وہ بہ شفقت
آسانی سے پھر لگوگے تم پار — اُس پار ملیگا ملک دلدار
ہے بحر عشق سخت تھار — خوش بخت ہین ایسے جو ہوئے پار

ہمیر

ہفتم بھی پہاڑ جب کیا طے — تب شہر ہمیر آکے پہونچے
منظور تھا پار کو جو جانا — سیدھا ہوا گھاٹ کو روانا

معبد تھے بنے کنار دریا — انمین سے کسی مین ہنس ٹھہرا
ایسا ہوا اتفاق لیکن — دختر راجہ کی دوسرے دن
دریا پہ نہانے کو جو آئی — دیکھ ہنس کو اپنی جان گنوائی
تھی دیکھ کے ہوگئی جو شیدا — آئی اُس پاس آپ تنہا
چاہا کہ گلے مین ہار ڈالے — حسرت دل کی ذرا نکالے
غصہ سے یہ بولا ہنس ناکام — کمبخت ہو دور مجھسے کیا کام
یون رو کے لگی مگر وہ کہنے — کی جان خدا ہے تمہین نے
سن بہر خدا یہ عرض میری — لونڈی بنکر رہونگی تیری
کرتی یون ہی کھڑی تھی باتین — آئین استنے مین سب خواصین
چاہا کہ چلین مکان لیکر — وہ لوٹ گئی مگر زمین پر
ہمراہ تھین اُسکے جو کنیزین — گھبرائی ہوئی وہ شہر آئین
راجہ سے کہا کہ ایک درویش — رانی ہوئی دیکھکر ہی دلریش
شاید کہ کیا ہے سحر اُسنے — رنجیدہ ہوا یہ راجہ سنکے
کی فوج روانہ سوے دریا — درویش کو قتل تا کرے جا
جب ہنس پہ آئی فوج اعدا — بگڑے اُسکے بھی سارے رفقا
سمجھایا یہ ہنس نے کہ زنہار — اس راہ مین کیجیو نہ پیکار
منظور جو اُسکو ہے بھلائی — ہونے کی نہین ذرا برائی

لڑکی کو کسی نے آ اُٹھایا   اک ہنس پہ لیکے تیغ آیا

کہنے لگا ہنس سر ہے حاضر   لو کاٹ اگر ہے بار خاطر

تلوار کا کر سکا نہ وہ وار   غصہ سے مگر گیا گرفتار

لے ہنس کو راجہ پاس آئے   مفتون ہوا دیکھا حسن جسنے

راجہ نے کہا کہ قتل کر دو   آگے نہ ہمارے اسکو لاؤ

بولے وزرا کہ رحم کیجے   بیچارے کی جان چھوڑ دیجے

راجہ لگا غیظ سے یہ کہنے   پہچانا اسے نہیں ہے تمنے

درویش بنا ہے مکر کو یہ   چلتا پھرتا ہے سحر کو یہ

قزاق ہے یہ فقیر لاریب   یہ بھیس کیا ہے تا کرے عیب

لوگون نے جواب تب دیا یون   مارو اسے جان سے بھلا کیون

گر یہ نہ رہا تو کون جادو   لڑکی سے اُتاریگا بتاؤ

بہتر اس سے ہے کیجیے قید   کھلجائیگا آپ ہوگا جو بھید

پوچھا راجہ نے اے مسافر   بیشک تو بہت بڑا ہے ساحر

کیون سحر کیا ہے تونے تبلا   سنتے ہی یہ رو کے ہنس بولا

لڑکی بد راہ ہے تمھاری   کیون مارتے جان ہو ہماری

اسمین ہی جو فائدہ ہو تیرا   موجود ہے کاٹ سر لے میرا

تاخیر ذرا نہ اسمین کیجے   کر ذبح رہائی غم سے دیجے

آیا رہِ ظلم پر جو راجا بیچارے کو قید خانہ بھیجا
دھمکی اُسے قتل کی جو دیتا مضبوطی دل سے ہنس کہتا
بے ڈر ہون مجھے نہین خطر ہی حافظ مرا میرے زیر پر ہی
باتین چاہے جو تم بنالو جس طرح بنے مجھے ستالو
پر بال نہ کر سکو گے بیکا کچھ خوف نہین مجھے کسی کا
مشہور ہوئی جو ہنس کی قید لرزے سُنکر سے لوگ جون بید
درویش وہان تھے جتنے رہتے دربار مین راجہ کے وہ آئے
راجہ نے کیا بہت مدارا آنے کا سبب بھی اُنسے پوچھا
بولے یہ قصہ سُن تو راجا کرتا ہی گدا پہ ظلم کیسا
دینا مین نہین یہ رسم دیکھی تکلیف گدا کو دے جو کوئی
اپنی جو بھلائی چاہتے ہو درویش کی قید جلد کھولو
درویشون کی بد دعا سے ڈریے للہ ذرا خدا سے ڈریے
درویش کی بد دعا بُری ہے تقدیر تمھاری کیا پھری ہے
بچنے کے نہین ہو بد دعا سے ڈرتے رہو اپنے تم خدا سے
راجہ نے کہا نہین گدا یہ بیشک قزّاق ہے چھپا یہ
درویش کہین ہین ہوتے ساحر حالت سے نہین تم اُسکی ماہر
ہے نفس پرست اور رہزن پھرتا ہی گدا کے بھیس مین بن

جھنجھلا کے فقیر پھر یہ بولے
دنیا نہین اہل دل سے خالی
اُنکے نہین رمز کوئی پاتا
بیچارے فقیرون کو ستا کر
کرتا ہے خراب بات اپنی
راجہ نے کہا کہ مین ہون حاکم
جو چاہون کرون روا ہے مجکو
پہچانتا ہون ولی و شیطان
درویشی کا دل سے ہے تعلق
فقرا نے دیا جواب پھر یون
یکسان ہے جہان مین پانی ہوتا
سبزہ لاتا نہین ہے اوسر
گلزار مین ہے بہار ہوتی
ہر ایک کو جاننا برابر
راجہ بولا کہ مین ہون ماہر
پہچانے ہے غزال مشک کا حال
حاکم انصاف جانتا ہے

جا بیجا پر کہا نہین ہے تو نے
درویشون کے مرتبے ہین عالی
کسواسطے اُنکو ہے ستاتا
کیون لیگا عذاب اپنے سر پر
کیا یاد نہین ہے لا تذر[1] کی
جب تک اورنگ پر ہون قائم
تکرار کا حق نہین ہے تمکو
بے عقل نہین بنا ہون سلطان
ظاہر سے عبث ہے یہ تعشق
افسوس نہین سمجھتا تو کیون
ہر جا پہ اثر نیا ہے کرتا
رہتا کھاری ہے سب سمندر
ہوتے ہین صدف مین پیدا موتی
نقصان ہے عقل کا سراسر
باطن کیسا ہے کیسا ظاہر
رنجیدہ ہی جانے دُکھ کا جنجال
لشکر ہی مصاف جانتا ہے

[1] اشارہ بآیۂ قول نوح علیہ السلام رب لا تذر علی الارض الآیۃ

پایا مین نے ہے اُسکو مکار
غصہ سے فقیر پھر پکارے
دنیا مین رہیگا نام بدنام
مردان خدا کو چھیڑتا ہے
یہ کہکے فقیر چلدیے سب
اب فکر ہوئی ضرور مجکو
تدبیر کرنے کی جو رہنمائی
راجہ جو پے عبادت آیا
لڑکی تیری بڑی ہے مکار
بدنام فقیر کو کیا ہے
ناداں ہوئے مگر ہو تم بھی
سمجھے نہ کہ اسمین ہے کوئی بھید
منظور جو اپنی تجکو ہو خیر
ہو جائیگا ورنہ ملک غارت
ہشیار ذرا ہو عورتون سے
راجہ نے سنا تو گھر کو آیا
کی اُس سے بہت ہی عذر خواہی

چھوڑونگا نہین یہ ہے گنہگار
ناحق درویش کو ہے مارے
عقبےٰ مین ہوگا خیر انجام
جڑ اپنی تو خود اُکھیڑتا ہے
سوچا دل مین ہنس نے یون تب
راجہ سے چھڑاؤن تا کہ اُسکو
معبد مین وہ ایک جلد آئی
یون چھپ کے اُسے سخن سنایا
بدذات ہے اور ہے ستمگار
کمبخت نے آپ دل دیا ہے
کچھ بات ذرا نہ دل مین سوچی
بھولے ہوئے عورتون کے ہو کید
وہ چھوڑ فقیر کو نہ کر دیر
تجھپر آویگی سخت آفت
بچنا چاہیے جو آفتون سے
اور ہنس کو قید سے نکالا
دینے لگا ہنس تب تسلی

بولا کہ نہین تری خطا ہے | پیشانی مین دُکھ مری لکھا ہے

تسلیم مین سر یہ خم ہمارا | چاہے جو کچھ کرے پیارا

کشتی جو ملے تو پار جاؤن | محبوب کو اپنے تا کہ پاؤن

ہر دم مجھے فکر ہے اُسی کی | از بہر خدا منگا دُ کشتی

راجہ نے کہا کہ اے خردور | دشوار گزار ہے سمندر

گر کوئی ہزار جان لائے | ایک اُنسے نہ پار لیکے جائے

کچھ عذر نہین مجھے ہے لیکن | ہونا نہین پار اس سے ممکن

سن ہنس ہنسا کہا کہ اے یار | چھوڑا ہے اسی لیے تو گھر بار

ڈرتا نہین لاکھ گو ہو طوفان | دینا منظور مجکو ہے جان

عبور سمندر

کام آئی نہ جب کوئی نصیحت | تدبیر مین تب لگا مہینت

لڑکی کو رکھا محل مین لا کے | اور گھاٹ پہ کشتیان منگا کے

رخصت کو وہ ہنس کی خود آیا | مال و دولت بہت لٹایا

خیرات عجیب چیز ہے یار | بیڑا ہوتا اسی سے ہے پار

دارین مین نفع اس سے حاصل | اک دانہ مین سبع ہین سنابل

ہر راز عجیب اسمین مستور | گو تنالو و تُنفِقُون سے مشہور

دے لیکے جو ہو سکی فراغت | راجہ سے تب ہنس ہوکے رخصت

الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل الآیۃ

کشتی پہ چڑھا ہوا روانہ
دریا مین روان ہوا سفینہ

چلتے تھے ہوا کے ایسے جھونکے
لوگون کے حواس جنسے اڑتے

لہرین پانی کی قعر دریا
گرداب و نگر آپ چھلنے ہرجا

دیکھا تو ہوے حواس پران
کچھوا ہوا اتنے مین نمایان

جانا لوگون نے ہے کنارا
ملاح نے زور سے پکارا

واقف دریا سے تم نہین ہو
کچھوا ہے زمین نہ اسکو سمجھو

ہے ناو پڑی تمھاری منجدھار
یاد اسکی کرو لگائے جو پار

ملتی نیکی کی یان جزا ہے
خاطی کو گناہ کی سزا ہی

اللہ ہی رحم ہمپہ فرمائے
دریا سے بخیر پار ہو نکلائے

کہنے لگا ہنس ناخدا سے
غفار و کریم کبریا ہی

مین شکل گناہ ہون مجسم
بخشش پہ ہے اعتماد ہردم

بدنیک سے مین نہین ہون ماہر
ہے یاد فقط مجھے خدا ہر

پھرنا نہین یان سے میرا ممکن
رہتا نہین پار تک گرے بن

یا پار لگائیگا وہ مجھکو
یا اسمین ڈوبائیگا وہ مجھکو

اتنے مین لہر جو ایک آئی
طوفان کو اپنے ساتھ لائی

ہلتیھے کشتی نے کھائے صدہا
دل کانپ رہا تھا راکبون کا

اکبار ہوا جو زور اٹھی
گرداب مین کشتی جاکے الٹی

ڈوبے مرے ابھرے پار آئے — کرنی کے مزے سبھوں نے پائے
دم بھر میں پلٹ گئی یہ کایا — ما من نہ کسی نے کوئی پایا
جو عزم و ارادہ کے تھے پکے — طوفان سے وہ بچکے پار پہونچے
وحشی الفت کا بحر زخار — بے عزم صحیح کے نہ ہو پار

دیار دلدار

پہونچا ہے جو آگے ملک دلدار — اُچھلا پڑتا ہے خامہ ہر بار
ہے طوطی طبع یون چہکتا — جب بحر کے پار ہنس پہونچا
مسرور ہوا بہت وہ پاکر — ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا معطر
پوچھا یہ ہدہد سے وجہ بتلا — کیون آج ہے شاد قلب میرا
بولی یہ ہدہد کہ اے شہنشاہ — اب ختم ہوئی حضور کی راہ
خالق نے کیا بخیر انجام — بن آپ کا سب گیا ہے اب کام
یہ شہر حبیب کی ہوا ہے — نزدیک بہت وہ آگیا ہی
اب آپ یہان یہ کیجیے آرام — لونڈی جاتی ہے لیکے پیغام
شہزادی کو حال تا بتاؤن — سامان بھی اور ساتھ لاؤن
تب آپ خوشی سے چین چلیے — محبوب سے اپنے چلکے ملیے
بولا یہ ہنس جلد جاؤ — اور لوٹ بھی وانسے جلد آؤ
منظور نہین کہین ٹھہرنا — ہے قہر مجھے تو دیر کرنا

بعد اسکے یہ چلی پری تو آگے
سنتا تھا بیان اپنا ہر جا
پردیسی اسے جو دیکھتے تھے
کچھ ہنس کا حال بھی ہی معلوم
کہتا مین فقیر ہون مسافر
جب سے کہ سبدھ گئی تھی باہر
ہر وقت جو فکر یار رہتی
تھی ہجر کی اُسیہ سخت مشکل
اتنے مین سبدھ پلٹ کے آئی
شہزادی سے جب ملی وہ آکر
پوچھا کہ کہان رہین پیاری
تن جل کے سبدھ مرا ہوا خاک
روتی تھی سبدھ بھی اور کہتی
مان باپ کو اپنے مین نے چھوڑا
شہزادی کی مان بھی سنکے آئی
نزدیک ہے ہنس آکے پہونچا
شہزادۂ روم ہے وہ ذیجاہ
اور ہنس ہو اردوا نہ پہچھے
ہر شخص اُسی کا کرتا چرچا
سب لوگ یہ اس سے پوچھتے تھے
کس ملک مین رہتا ہو وہ مخدوم
حالت سے نہین کسی کی ماہر
بیمار تھی بیطرح جو آہر
بیچاری وہ اشکبار رہتی
تڑپا کرتی وہ نیم بسمل
گلزار مین شکل طیر آئی
روئی اُس سے بہت وہ مل کر
سبدھ تمنے تو کچھ نہ لی ہماری
کیا جانے کہ زندہ کیون ہون غمناک
شہزادی ہون مین تو تیری لونڈی
رشتہ تجھ سے مگر نہ توڑا
پھر بات سبدھ نے یون سنائی
دو چند ہے درد تم سے اسکا
آتی تھی بہت سی فوج ہمراہ

لیکن وہ بنا فقیر ایسا
لایا نہ کسی کو ساتھ اپنے
ہین پانچ ہزار سے زیادہ
ہے پار اُتر چکا سمندر
سامان یہان سے لیکے جاوین
سنتے ہی وہ نازنین یہ مژدہ
سلطان سے کہا کسی نے یہ جا
بھیجو لشکر کو جلد جائے
سلطان نے دیا یہ حکم سب کو
پایا امیا تو سارا لشکر
نکلا چلا بہر پیشوائی
اُترے سب لوگ بہر تعظیم
کی عرض کہ دلق یہ اُتارو
حاضر ہو فیل اُسپہ چڑھیے
بولا کہ فقیر و بے نوا ہون
خرقہ پہنایا ہے یہ جس نے
بولے وہ کہ ہم اُسی نے بھیجا
حق فقر کا چاہیے بجا جیسا
تاہم سردار و یار اُسکے
جان دینے کا آئے کر ارادہ
مین آئی خبر کو آگے بڑھکر
ہمرہ آسے اپنے لوگ لاوین
دوبارہ ہوئی خوشی سے زندہ
شہزادہ ہمارا آن پہونچا
اور ہنس کو اپنے ساتھ لائے
تیار ہو جلد لینے جاؤ
سامان سے اپنے لیس ہوکر
آگے دیا ہنس اُنھین دکھائی
جھک جھک کے ادا کی رسم تسلیم
نشاہی سے کر لباس پہنو
خوش خوش یان سے مکانکو چلیے
الفت مین گدا بنا ہوا ہون
وہ خود ہی اُتارے تب تو اُترے
ہمکو ملا حکم ہے اُسی کا

جسو اسطے تم ہوئے تھے درویش
جب کام تمام ہوگیا ہے
ہین روم کے آپ شاہزادے
ورنہ یہ دیکھ آپ کا جوگ
کہنے لگا ہنس کوئی مجھکو
جب سے کہ لگا ہی عشق کا زخم
جسکا ہون گدا جب اُسکو پاؤن
شفقت سے وہ غم کو دور فرماے
کھانا پانی بھی آپ ہی دے
ہی ورنہ عزیز غیر ممکن
یہ کہکے روان ہوا وہ مضطر
تھے دیکھنے والے آپ شیدا
اس حسن پہ اور یہ تماہی
ہے صاحب بخت پر جو آہر
ہمراہ ہزارون شہر والے
آئے شاہی حرم سرا تک
سلطان نے اُٹھ گلے لگایا

اُسکی ہی طرف سے سب ہی یہ پیش
تب فقر مین کون فائدا ہے
شاہی عزت سے شہر پہ چلیے
طعنہ دیوینگے ہم کو سب لوگ
ہنسنا چاہے اگر تو کیا ہو
سب چھوڑ دیا لحاظ اور شرم
اور حال فراق کہہ سناؤن
اور خود ہی لباس بھی اتروا کے
تب قلب مرا قرار پاوے
لے اِسکو اُتار کوئی اُس.ن
پہونچا آ شہر چین کے اندر
اندیشہ تھا سب کے دلمین پیدا
دی چھوڑ فقیر بن کے شاہی
گھر چھوڑ ہوا ہی یہ جو حاضر
نظارہ حُسن اُسکا کرتے
ننھے بوڑھے غنی گدا تک
پاس اپنے بٹھا کے حال پوچھا

اے بخت جگر تباہ مجھ سے
بولا وہ کہ اس سے پہلے او شاہ
یہ صبح کو یان تو رہتے پایا
موجود نشانی کو ہے خاتم
پہچان لیا سبھون نے اسکو
سلطان لگا کرنے اسکی تعریف
جان تجھ سے کہ یہان تو ابھی آیا
عاشق کو نہین خیال کوئی
مجھکو نہین اعتبار تب تک
معلوم نہین کہ وہ کہان ہے
آیا ہون یہان فقیر بنکر
خواہان جمال ہو نہین ناکام
سمجھانے سے اسنے جب نہ مانا
بیگم سے جو حال سب بتایا
ہے کوکب بخت یار تیرا
بلوائی ہون مین تم اسکو سمجھاؤ
روئی سنتے ہی یہ جو آ بھر

پہلے بھی کبھی یہان تھے آئے
آیا تھا برات کے مین ہمراہ
دوبارہ خدا ہواب کی لایا
شادان ہوا اسکو دیکھ عالم
باقی رہا شک ذرا نہ انکو
ہے ہنس تو اہل بہر توصیف
سنکر یہ کلام ہنس بولا
جب ہجر نہین ملال کوئی
دلدار کو دیکھ لون نہ جب تک
پھر تو نہ یہ غم کہین ستا دے
دیدار مگر نہین میسر
اکلیل و بخت سے نہین کام
سلطان محل مین اٹھ کے آیا
شہزادی کو اسنے جا سنایا
دولھا جو فقیر ہو کے آیا
درویشی کا بھیس اسکا بدلاؤ
بولی افسوس میری خاطر

درویش بناہو یہ سلطان
آوے سر وچشم پر بٹھاؤن
اتنے مین مکان مین ہنس آیا
یک جا عاشق ہوئے جو دو نو
دیکھا تمنے بھایا کہ سن کر
معلوم ہوا ہو جیسے تمکو
بولا یون ہنس اے پیاری
کچھ یاد ہے اور کچھ ہون بھولا
وہ عقد کی شب وہ میہمانی
سب کر کے بیان کہا جواہر
جب باتین سنین یہ اُسنے ساری
باہم جو ہوئی نظارہ بازی
پھر بولی وہ نازنین کہ تم نے
بے دام کنیز اِک خریدی
محنت کے عوض مین وون تمھاری
تکلیف بہت اُٹھائی تم نے
خرقہ یہ بدن سے اب اُتارو

مین جان کرونگی اُسپہ قربان
خدمت کرون اُسکی ناز اُٹھاؤن
خلوت مین خواصون نے بٹھایا
پوچھا شہزادی نے کہ مجھکو
آئے ہو یہان فقیر بن کر
سچ سچ وہ بتاؤ جلد ہمکو
ہے طول بہت کتھا ہماری
موقع پاؤنگا تب کہونگا
دینا لینا ہے ہم نشانی
لو دیکھو نشانی بھی ہے حاضر
چہرہ سے نقاب تب ہٹائی
حالت ہوئی اک عجیب طاری
یہ بھیس گدائی کا بنا کے
زوجہ کہہ کے بنائی لونڈی
لائق نہین اسکے جان ہماری
نیچی آنکھین ہین میری تمسے
کہنا اتنا مرا تو مانو

آخر ہنس وہاں سے باہر آیا
سب لوگ اُسے دیکھکے تھے فرحان
شادی سلطان نے رچی پھر
اندر دولھن بنی جو آ ہر
سامان جو روز عقد مین تھا
محفل سامان اور جلسے
خدام وہان واہی پھر آئے
چھوٹے بڑے سب وزیر دانا
کھانے سے ہوئی تھی جو جدائی
سمجھا کہ جو ایک بار کھایا
اب کی کھانا نہ کھاؤنگا مین
اتنے مین یہ خادمون نے پوچھا
فرماؤ خطا جو ہو ہماری
دس ماہ نے جب سے ہو کھلایا
اور عہد کیا ہے مین نے جی سے
پہونچا جب یہ محل مین چرچا
باہر کوئی آگے خواص آئی

کر غسل لباس عمدہ پہنا
چھوٹے بڑے سبکے دل تھے شادان
گھر گھر مین وہی خوشی مچی پھر
دولھا بنا ہنس آ کے باہر
پھر سب وہ کیا گیا مہیا
بالکل سے تھے برات والے جیسے
سب لوگون کے ہاتھ بھی دھلائے
بیٹھے کھانے براتی کھانا
وہ ہنس کے دل مین پھر سمائی
اُسکا تو مزہ یہ مین نے پایا
لقمہ نہ کبھی اُٹھاؤنگا مین
سلطان نہین کسلیے ہے کھاتا
بولا نہین لاگ کچھ تمھاری
تب سے نہین مین نے کھانا کھایا
کھاؤنگا تو ہاتھ سے اسی کے
تب ہنس کو قصر مین بلایا
بے ہنس کو ساتھ اندر آئی

شہزادی کے پاس لا بچھایا | ہاتھ ایک کنیز نے دھلایا
اُس حور کو شرمگین جو پایا | کچھ سوچ کے جلد پردہ ڈالا
تھی نازنین وہ بہت لجاتی | مجبور رہی مگر کھلاتی
جب یار کے ہاتھون لقمانہ پایا | لقمہ تب ہنس نے اٹھایا
منہ پھیر کے مسکرا کے اکبار | آہستہ سے بولی ماہ رخسار
مت کھائیو سیر ہوگے ای گل | سونے دونگی نہ آج بالکل
ایسا جب ہنس نے یہ پایا | روکا کھانے سے ہاتھ اپنا
شہزادی نے پان پھر لگایا | اور ناز سے ہنس کو کھلایا

وصل

اک رات کا ہے سماں نظر مین | مشتاق بہت دل و جگر مین
مستی بھری رات وہ خوشی کی | وہ اُسکی ادایئن اور شوخی
تھی آمد شب کی وہ سیاہی | زلف مشکین تھی یا کسی کی
مہ چاندنی کو بچھا رہا تھا | تارون کا پرا جما ہوا تھا
ہلکی ہلکی ہوا تھی چلتی | تھی چھائی ہوئی کسی پہ مستی
کلیان رہ رہ کے مسکراتین | اور کھا کے شکست گہ لجاتین
سے ہنس کو اک کنیزہ آئی | جس جا پہ مسہری تھی بچھائی
پوچھا یہ کنیز سے کہ وہ حور | آئی ہنین مین رہونگا رنجور

بولی وہ ذرا سا صبر کیجے — دل کو تسکین اپنے دیجیے
آتی ہے ابھی وہ ماہ پارا — ہی کھول کے کیجیو نظارا
جب ہنس نے امکان کو دیکھا — بالکل شب اولین سا پایا
نازک نازک تھی اک مسہری — رکھنے سے جو پر کے لچکتی
پھولوں کا بچھا تھا اُسپہ بستر — بیٹھا خوش ہوکے ہنس تسپر
مشتاق یہ تھا کہ ہو نظارا — اُس بدر کو سب نے وان سنوارا
کنگھی چوٹی سے کر فراغت — پوشاک سے کی دوبالا زینت
عمدہ انمول اعلے زیور — اُس غیرت ماہ کو پنھاکر
انسان کو اسطرح بنایا — غیرت سے قمر نے داغ کھایا
تھا حسن عجیب بلا کا اُسکا — سکتہ جسے دیکھکر کے ہوتا
بعد اسکے خدا سے دلتجا کی — عزت رکھنا الٰہی میری
پیدا ہوئی اُسکے سر مین یہ دھن — جا پہنچے شوہر نہ عقل اور گن
تھی بت سی کھڑی کہ یار آوے — خلوت مین یہاں اُسے لیکے جاوے
آ سن بولین نہ دیر کیجے — اب جلد اُدھر کی راہ لیجے
تنہا ایسا کیسے ہے شوہر — جیسا پایا ہے تمنے دلبر
بولی کہ نہین مین دیر کرتی — پر بولتے اُنسے ہو نمین ڈرتی
پھر جھنگلے پکڑ کے ہاتھ وہ جب — کیا دونگی جواب مین بھلا تب

سمجھایا اُنھون نے ڈر ہو تب تک — ہوتا نہین وصل یار جب تک

اُٹھ جائیگا جب دوئی کا پردا — تب خوف و حجاب کچھ نہ ہوگا

بل کھاتی ہوئی وہ نازک اندام — کس ناز و ادا سے بصد آرام

محبوب کے پاس اپنے آئی — صورت اپنی اُسے دکھائی

دونون اندیشہ کر رہے تھے — پھر خواب نہو یہ ڈر رہے تھے

جب ہنس نے اُسکا ہاتھ پکڑا — شہزادی نے مسکرا کے پوچھا

صاحب تمھین رحم کچھ نہین ہے — مرنے کا کسی کے غم نہین ہے

کرتے ہو جفا نڈر رہو کتنے — دُکھ درد سے بےخبر ہو کتنے

شب کو تو مجھے گلے لگایا — چلنے لگے تو نہین جگایا

قاصد جب مین نے آپ بھیجا — سمجھا کے تب آپ کو وہ لایا

بےموت مری مین ہجر مین آہ — معلوم ہوئی حضور کی چاہ

بیچاری جو جان کو جلاوے — دل اپنا وہ آپ سے لگاوے

بولا وہ کیا تو ظلم تم نے — صدمے کتنے اُٹھائے ہمنے

تم قصر مین اپنے تھین مزے سے — ہم اپنی گذر گئے تھے جان سے

دن رات فراق و سوز رہتا — آنسو کے بجاے خون بہتا

اُسدن سے نہین طعام کھاتا — اللہ نے پھر تمھین دکھایا

اور ننگ دمکان و جاہ ثروت — سب چھوڑ بنا فقیر صورت

دکھ درد اُٹھائے مین نے جیسے
تیسے وہ کرون بیان کیسے

جب جان سے اپنی ہاتھ اُٹھایا
تب چین مین مین نے بار پایا

کہنے لگی پھر وہ اک ادا سے
آئے جو فقیر آپ بن کے

دیکھی ہونگی بہت پریرو
امید نہین وفا کی مجھکو

اُس بس بار ہی تم یہان نہ ٹھہرے
اور اب تو ہو خوب کھائے کھیلے

درویش کا دل ہی مثل بلبل
جو سونگھتی پھرتی ہی ہر اک گل

درویش ہین جس کسی سے ملتے
الفت کا اُسی کی دم ہین بھرتے

بلبل نہین ایک گل پہ رہتی
مسکن نہ گدا کا ایک بستی

ایسون کی بھلا ہو کیا محبت
ملتا جن سے ہے رنج و کلفت

بولا یون ہنس کے اے پریرو
بس بس نہ ستاؤ اب تو مجکو

تیرے لیے مین نے سبکو چھوڑا
جاہ و ثروت سے منہ کو موڑا

عاشق ہون فقط مین ایک تیرا
تم جھوٹ نہین کچھ خیال میرا

بلبل ہر گل سے رس ہی لیتی
پر جان ہی ایک ہی پہ دیتی

درویش جہان مین ہی پھرتا
دل سے مگر ایک کا ہے رہتا

مجھکو تو دھیان اک تھا تیرا
مقصود نہین کچھ اور میرا

الفت تری نقش کالحجر ہے
جسکو نہین موج سے خطر ہے

بولی کہ اُٹھائی ہے جو فرقت
گھبراتی ہے اس سے بس طبیعت

ڈرتی ہون کہ پھر نہو جدائی — جس سے آفت تھی مجھپہ آئی
بہتر ہے کہ آج کھیلین شطرنج — جگتے رہین رات بھر بلا رنج
تمکو جو کہین مین مات کردون — جانے نہ دون اپنے پاس رکھون
قسمت سے جو بازی خود مین ہاری — لونڈی ہی بے عذر ہون تمھاری
شطرنج یہ کہہ اُٹھا وہ لائی — بستر پہ بساط پھر بچھائی
چلتے تھے وہ سوچ سوچ چالین — ڈھونڈھین دونون نے اپنی گھاتین
یہ چاہے کہ اُسپہ مات ہوجاے — وہ چاہے کہ میری بات رہجاے
دلداری جو ہنس کو تھی منظور — دیتا تھا اپنے مہرے مجبور
تا دیر اسی طرح سے کھیلا — پر مات کسی پہ بھی نہ آیا
دونون مین پڑی جو تھی لڑائی — کی مہرون نے جنگ آزمائی
شہ کشت کی چوٹ چل رہی تھی — جان پر مہرون کی بن رہی تھی
تھا ہنس بہت بڑا جو شاطر — بازی باقی نہ تھی جو آخر
ہوتی اُسے نیم مات ہر بار — تھا ہنس کو جو خیال دلدار
کرتا نہ تھا مات گھات پاکر — دیتا تھا بچا اُسے بتا کر
کہتی شہزادی اسے پیارے — رہتی ہون نظارے مین تمھارے
چہرہ پہ مجھے تو ہو لبھاتے — بازی اپنی ہو تم بناتے
گذری اسطرح جب بہت رات — تب ہنس نے اُسکو کردیا مات

دیدار مین یار کی جو بھولی
عاشق نے پری کا ہاتھ پکڑا
کیون منہ سے نہین ہو اپنے کہتین
بولی شرما کے نازنین یون
لونڈی ہون حضور مین تمھاری
خوش ہو کے لگے بہم گلے وہ
مستی پہ بہت طبیعت آئی
پاتے ہی نسیم لطف غنچہ
کہتی گھبرا کے شاہزادی
مقدار سے نوش جان کیجے
ہنس ہنس کے یہ تحسن اُس سے کہتا
جب جام ملے تو سوچ کیسا
چھٹے بادۂ شوق سے جو مدہوش
متوالی ہوئی وہ ماہ ایسی
گستاخیِ عاشقِ خوش انجام
زلفین ہوئین آپ کو پریشان
سوسن سے ہوئے وہ اُسکے رخسار

جب بات ہوئی تو آنکھ کھولی
اسطرح سے مسکرا کے پوچھا
بازی بتلاؤ اب تو ہارین
شرمندہ زیادہ کرتے ہو کیون
پہلے ہی سے مین ہون بازی ہاری
مدت کے چھٹے ہوئے ملے وہ
صورت یہ وصل نے دکھائی
اکبارگی ہو گیا شگفتہ
کرتے نہین رحم تم ذرا بھی
متوالے زیادہ تا نہ ہوجے
شائق کو کہین ہے صبر رہتا
کیا جانیئے ہونا کیا ہے فردا
دونون ہوئے وہ بخود فراموش
بیہوش ہوئی ذرا نہ سنبھلی
برداشت نہ کر سکی گل اندام
جاتی رہی سر پہ تھی جو افشان
چولی مسکی رہا نہ اک تار

متوالے رہے وہ دونون مخمور ظاہر ہوئی اسمین صبح کافور
خلوت مین خواصین ساری آئین شہزادی کو دیکھ مسکرائین
ساتھ اُنکے وہ ماہ باہر آئی ہم عمر دن کو دیکھ کر لجائی
حمام گئی لباس بدلا ہمجولیون نے یہ اُس سے پوچھا
اے نازنین ہم سے تم بتاؤ گذری جو ہو رات کو سناؤ
نازک تو ہو برگ گل سی ایجان کسطرح نکالے رات ارمان
شوہر سے گلے لگی تھین کیسے یہ بار اُٹھا سکی تھین کیسے
شرما کے کہا کہ کیا بتاؤن کسطرح وہ ذائقہ چکھاؤن
اُسنے مجھے ہاتھ جو لگایا دل میرا مزے مین ایسا آیا
پیتے ہی پیالہ ہو کے مدہوش خود آپ کو کر گئی فراموش
عقدہ یہ کھلا ہے رات مجھپر محبوب سے کچھ نہین ہے بہتر
پہلے تو بہت ہی مین تھی ڈرتی ملنے پہ مگر ذرا نہ جھجکی
الفاظ کہان سے لیکے آؤن جو وصل کا مین مزہ بتاؤن
سننے سے نہین سمجھ مین آتا چکھنے والا مزہ ہے پاتا
جب ہنس نکل کے باہر آیا سلطان نے خوشی سے یہ سنایا
لو چین کی سلطنت پیارے وارث گھر کے ہو تم ہمارے
یہ ہنس نے عرض کی کہ حضرت قائم رہین آپ بر سر تخت

لڑکا ہون جناب کا مین نادان
کچھ دن تو ہنسی خوشی سے گزرین
اللہ رکھے آپ کو سلامت
اک روز بہار اور فضا تھی
عاشق سے کہا یہ اُسنے اپنے
ہمراہ خواصین مین چلون لے
پھولون کی ہو مار ہم سے تم سے
یہ کہ کے وہ مہ چمن مین آئی
قتالہ تھی خود وہ حسن افروز
بانکی ترچھی رنگیلی تمکین
گلزار مین آئے مہر اور ماہ
ہونے لگی پھولون کی بہم مار
میدان رہا ہنس کے مگر ہاتھ
کرنے لگا ہنس عیش وعشرت
سچ ہے اپنے کو جو مٹا وے
احباب سے تھے جتنے ساتھ آئے
رہنے لگے لوگ سب بآرام

دل مین ہے ابھی یہ میرے ارمان
بفکری سے کھائین اور کھیلین
ہم کرتے رہین حضور خدمت
شہزادی کو دل لگی جو سوجھی
گلزار کو چلیے سیر کرنے
احباب بلائین آپ اپنے
دیکھین تو بھلا کہ کون جیتے
ہمراہ خواصین اپنی لائی
گلچہرہ کنیزین بھی جہا لسنوز
جنکی ہر اک ادا تھی شیرین
انجم کی طرح خواصین ہمراہ
تھا ناز وادا کا گرم بازار
پکڑا اُس مہ کا دوڑ کر ہاتھ
حاصل تھا سرور قلب ہر وقت
وہ عیش خلوٗ واجد با وے
عقد اُنکے بھی چین مین کرائے
چلتا تھا سرور ولطف کا جام

حاصل ہوئی سلطنت جو چین کی	صحبت ہوئی اور مہ جبین کی
اسطرح خوشی سے ہنس بھولا	روم اور بلخ سبھی کو بھولا

عیش و عشرت

مدت مین ہوا ہے خوش جو دلگیر	یون نغمہ سرا ہے کلک تحریر
پوری ہوئی دل کی جو تمنا	لایا بجا ہنس شکر مولا
پورے بیٹی کے دیکھ ارمان	شہزادی کی مان بہت تھی شادان
نذرین مانی تھین اُسنے جتنی	اخلاص سے کین وہ ساری پوری
اور مست تھی عیش مین جواہر	سامان نشاط رہتا حاضر
ہر وقت مناتی رنگ رلیان	حاصل رہتی تھی دید جانان
ہمراہ خواصین اُسکے ہرتین	چہلین آپس مین ہوتی رہتی ہین
ہر روز نیا سنگھار کرتی	بن ٹھن کے عجب نکھار کرتی
پوشاک نئی نئی بدلتی	ہر رت مین نرالا رنگ رنگتی
تیر مژگان جگر پہ لگتا	جوبن کا اُبھار قہر کرتا
کاتک و کنوار کے وہ ایام	وہ رت وہ سمان وہ یار خوش کام
وہ مینہ جوانی کی کسی کی	چولی وہ جگہ جگہ سے مسکی
ابر نیسان کا وہ برسنا	وہ گوجری بھیرون کا گاتا
اٹکھیلیان کرتی مسکراتی	دن رات خوشی کے راگ گاتی

وہ اگہن و پوس کی بہارین
راتون کو بہم وہ جنگ ہونا
وہ آکے خواصون کا جگانا
اُٹھنا وہ کسی کا ناز کرکے
ہمسن ٹور آگئی بجھاس گائین
ماگہہ و پھاگن کے دن بسنتی
ہر سمت پڑے ہوئے ہنڈولے
ہنستے نازک وہ پھول ہر سو
پوشاک وہ ہلکی ہلکی رنگین
مستی سے کسی کا جھومنا وہ
موجود جو یار تھا بغل مین
چیت و بیساکھ کا زمانا
وہ رات کو چاندنی نکلنا
ٹھنڈھی ٹھنڈھی ہوا سحر کی
رہنا وہ کسی کا یار کے ساتھ
تھا ہنس جو دلربا سے ہمدوش
جیٹھ اور اساڑھ کا وہ تپنا

گانا کسی شوخ کا ملارن
اور صبح کو وہ کسی کا سونا
ہاتھون کو پکڑ پکڑ ہلانا
وہ دیکھنا دیدے باز کرکے
ہر دم اُسے چھیڑتین ستائین
رنگین پر جوش رت وہ ہنستی
چلنا وہ نسیم کے جھکولے
بھینی بھینی وہ اُنکی خوشبو
سرسون پھولی ہوئی وہ انکھین
رخسارے کسی کا چومنا وہ
جلسے رہتے عجب محل مین
اس رت کا نیا مزہ دکھانا
چلنے مین کسی کا وہ مچانا
کرنا وہ چوریان نظر کی
رکھنا وہ کمر پہ ناز سے ہاتھ
دنیا عقبے تھی سب فراموش
اور جلتے دلون کا وہ تڑپنا

سورج کا کبھی وہ گرمی کرنا　پانی کا کبھی کبھی برسنا
آنا وہ عرق کسی جبین پر　مرنا عشاق کا حسین پر
ملتی جو جواہر اپنے گل سے　ہوتی مخمور حب کی مل سے
ساون بھادون کی وہ گھٹائین　اور ٹھنڈھی ہوا کی وہ ادائین
جلسے لوگون کے وہ رنگیلے　ہونا ہر سو وہ میلے ٹھیلے
کالے کالے وہ بادل آنا　ساون کسی مہ جبین گانا
کپڑے رنگین وہ پہننا　زلفون کا کسی کی وہ مہکنا
سبزہ ہر سو وہ لہلہاتا　چڑیون کا چمن مین چہچہانا
اسباب طرب مدام رہتے　دونون کے خوشی سے دن گذرتے
رہتی مسرور و خوش جواہر　تھی فکر نہ کوئی بار خاطر
والد کا دیار وصل دلدار　سامان نشاط و عیش تیار
ایسی وہ خوشی سے دلمین پھولی　سسرال کا بھی خیال بھولی
بیفکری ہوئی نہ ڈر یہ مانا　سسرال کو بھی پڑیگا جانا

ساون بھادون

الوداع

اسٹیج بیان پہ پھر مین آؤن　اک بار ٹینا لکھین دکھاؤن
ہے مد نظر جو انقلاب ایک　لکھتا ہون بڑے مزے کا خواب ایک
اک دن سوتا تھا ہنس نویجاہ　دیکھا یہ خواب اسنے ناگاہ

ہر رہ و ہم پڑا تمام ویران — چھوٹے بڑے لوگ سب ہین حیران

مرد و عورت امیر و فقرا — سلطان و گدا رذیل و شرفا

گریان حیران تباہ سب ہین — کرتے ہوے ہاے و آہ سب ہین

بے حال ہوا ہے سارا لشکر — اندھی و مریض و پیر مادر

کرتی ہے جگر خراش نالے — جینے کے پڑے ہوے ہین لالے

اک تیر لگا یہ دیکھ دلبر — بیچارہ تڑپ اُٹھا سہم کر

اُسکو جو اُداس سب نے دیکھا — اندیشہ سے دل ہر اک کا کھٹکا

انور نے یہ عرض کی کہ ای شاہ — کر پوری چکا امید اللہ

مان سے ہے تمھاری میرا اقرار — دکھلاؤنگا یعنے تیری دیدار

چلنے کو نہین ہین تمسے کہتا — ہان عرض ضرور ہون یہ کرتا

اب ہمسے نہ اُٹھ سکیگی فرقت — کیجے ہمین آہ جلد رخصت

کہنے لگا ہنس ہو کے مغموم — تمکو نہین حال میرا معلوم

مین بھی نہ یہان کبھی رہونگا — رخصت ہو کر مکان چلونگا

یہ کہکے وہ قصر مین جو آیا — شہزادی نے دیکھ حال پوچھا

رنجیدہ ہو کسلیے بتاؤ — میرا ہو قصور تو جتاؤ

بولا وہ کہ مین نے خواب دیکھا — مضطر مان کو ہے اپنی پایا

رہتے رفقا بھی اب نہین یان — کل پرسون سدھارینگے ہم ایجان

سنکر ہوئی نازنین بسمل　　رونے لگین سب کنیزین بیدل
کہتی رو کر وہ حور افسوس　　عشرت پہ ہماری پڑ گئی اوس
خاقان بھی اور اُسکی بیگم　　یہ سنکے ہوئے بہت ہی پر غم
بولے وہ ہنس سے پیارے　　گھر کے ہو چراغ تم ہمارے
کشتی کو ہماری پار کر دو　　دو داغ فراق کا نہ ہمکو
فغفور سے ہنس نے کہا یون　　ہون آپ کا مین بہت ہی ممنون
درویش وذلیل یان تھا آیا　　تمنے رتبہ مرا بڑھایا
عزت دولت سبھی دیا ہے　　بندہ اپنا بنا لیا ہے
لیکن مجبور ہون مین حضرت　　بچپن سے اُٹھائی ہے مصیبت
قبضہ مین عدو نے سلطنت کی　　مادر مری لیکے مجھکو بھاگی
پردیس مین چھوڑ اُس حزین کو　　بنکر مین مہتر آیا چین کو
دیکھا اُسے خواب مین ہی جب سے　　قابو مین نہین کلیجہ تب سے
فرمائین یہ آپ اب عنایت　　کیجے مجھے جلد یان سے رخصت
بولے یہ وزیر پیش سلطان　　بیکار حضور ہین پریشان
شہزادہ کا دل اُچاٹ جب ہو　　کیا فائدہ روکنے مین تب ہی
ہوویگا ملول اور بیزار　　رہنے کا مگر نہین ہے زنہار
آخر دیا شاہ نے یہ فرمان　　رخصت کا ہوا سکے جلد سامان

شہزادی کو پہونچی یہ خبر جب ‏— دل مین گئی اپنے سوکھ وہ تب

سوچی جی مین وہ ہوکے مضطر ‏— چھوٹ جائینگے اب پدر و مادر

جی امڈا اور اشک خون بھر آئے ‏— جاتی ہون مین دیس اب پرائے

یہ بھید تو آج مین نے جانا ‏— فرقت ہی بیاہ کرکے پانا

تقدیر نے ہجر مین ہی ڈالا ‏— سارے میکے کو ہے چھڑایا

چھوٹے مرے باپ ماں و بھائی ‏— رکھ کون سکے کہون پرائی

افسوس ہوئی تھی کیون مین دختر ‏— صدمہ جو ہوا یہ اپنے دل پر

کرتی وہ بہت تھی دل پہ گو جبر ‏— آتا نہ کسیطرح مگر صبر

آئین ہمسرین جب کہ ملنے ‏— رو کر یہ لگی وہ اُنسے کہنے

پیدا ہوئی جس طرح اکیلی ‏— جاتی ہون اُسی طرح اکیلی

مان باپ کا کام ہے نرالا ‏— خود ہاتھ پکڑ کے مجھے نکالا

شوہر نہ ہے نہ کوئی رکھتا ‏— ہر ایک چلو چلو ہے کرتا

میکے کا ہوا یہ حال ظاہر ‏— ہو جیسے سرائے مین مسافر

جانا ہے ضرور مجھکو بہنو ‏— بے عقل ہون بات کچھ بتاؤ

سمجھانے لگین سب اُسکو رو کر ‏— جانا ہے ہر ایک کو مقرر

کیون روتی ہو اس طرح پیاری ‏— تم جاتی ہو ہم ہین جانیوالی

مہمان میکے مین لڑکیان ہین ‏— دو دن کی یہ صحبتین یہان ہین

ہوتا نہ فراق گر مقدر — پیدا کرتا خدا نہ دختر

ہو عقل وہنر مین تم تو یکتا — شوہر ہے عزیز تمکو رکھتا

جاتی شوہر کے ہو جو ہمراہ — خاطر کرنا تم حسب دلخواہ

خدمت کرنا خوشی سے دن رات — طاعت کے سوا نہ اور ہو بات

طاعت شوہر کی ہے جو کرتی — عورت خوشدل وہی ہے رہتی

مغرور جو سرو سربسر ہے — آتا نہین شاخ مین ثمر ہے

گردن جو انار نے جھکائی — یہ شکل ولطافت اُسنے پائی

میکے کا نہ اُسکو سوچ آوے — سسرال مین عیش جو کہ پاوے

رخصت کا زمانہ جبکہ آیا — رمالون کو شاہ نے بُلایا

یون حکم دیا کہ فال دیکھو — اچھا کوئی دن بتاؤ مجھکو

ہنس آیا تھا بن کے یان بھکاری — سامان ہے اب کی ساتھ بھاری

کس راہ سے اُسکو رہم بھیجون — بتلاؤ جو تم وہ ٹھیک بھیجون

کہنے لگے وہ براہ دریا — واادکو اُسکے بھیجیے روانا

کوئی نہ پہاڑ آدھر پڑیگا — پار انکو بخیر حق کریگا

یہ کہکے قرعہ اُنھون نے ڈالا — اور غور سے زائچہ بنایا

سب خانون کی کرکے پھر رعایت — تاریخ ودن گھڑی وساعت

رمالون نے شاہ سے بتایا — چلنا اُسدن قرار پایا

جب صبح روانگی کی آئی | کی ہنس نے چلنے کی تیاری
خود رخش پہ ہو سوار نکلا | دولھن کے لیے میانہ آیا
ہمجولیان اسکی روکے کہتین | شہزادی ہمین ہو چھوڑے جاتین
مان باپ و عزیز رو رہے تھے | سب درد سے جان کھو رہے تھے
کہتے کہ تھا خوف ہمکو جسکا | دن آج غرض وہ پیش آیا
روتے تھے مگر نہ تھی یہ ہمت | دولھا کو جو روک لیوین اک وقت
سنسان ہوا وہ شہر سارا | دولھن لیے ہنس جب سدھارا
چالین نہ چلین رہا نہ گھر ہاتھ | گن اپنے پہ چلے مکان سے ساتھ
کچھ دور تو لوگ ساتھ آئے | روئے چیخے بھی بلبلائے
آخر ہوئے سب کے سب وہ رخصت | پلٹے لیے دل پہ داغ فرقت
شہزادی یہ کہکے خوب روئی | جز زوج نہیں ہے یار کوئی
کیا جوہری کو گھر سے نسبت | مالک ہے وہی جو دیوے قسمت
سلطان نے دیا جہیز ایسا | آوے نہ قیاس مین بھی جیسا
ہمرہ تھین سہیلیان بھی ساری | مال و زر و اسپ اور عماری
اس ٹھاٹھ سے گھاٹ پر وہ آیا | صدقہ دیا مال کو لٹایا
دیکھین تھے کھڑے یہ خضر آسا | لالچ ہے اسے کہ یا دموڑلا
دریوزہ گرون نے آن گھیرا | بولے کہ دلے ہو پار بیڑا

بے صدقہ نہین عبور ممکن | صدقہ کر دو پڑھو لو ملین احسن
صدقہ سے خدا کے ہووین افضال | کر یا دیجبا ہدون اموال
صدقہ دیا جسنے ہو گیا پار | ڈوبی نہین ناؤ اُسکی منجدہار
کہنے لگا ہنس مال و دولت | دنیا کی حیات مین ہی زینت
جو خواہش دل ہو وہ کرے کام | ہو اس سے ہر ایک مشکل انجام
ہون خواجۂ خضر کا مین پیرو | لازم تقلید اُنکی مجھکو
چالیس سے پہلے ایک دونگا | اب پار یہان سے مین چلونگا
کیا باک ہی مجکو دینے مین مال | جب نفع ملیگا عشر امثال
تقسیم زکوۃ کر دہ دانا | کشتی پہ چڑھا ہوا روانا
لوگون کو سفینون پر بٹھا کے | اک کشتی بڑی سی خود منگا کے
شہزادہ ہوا سوار مع پیر | ہمراہ خواصین اور دلبر
لہرین لیتا تھا جب سمندر | کشتی ہوتی تلے اور اوپر
گھڑیال و نگر کو دیکھ اُچھلتے | دل زہرہ جبینون کے دہلتے

پھر جدائی ہوئی

آ پہونچا ہی امتحان کا حال | لکھتا ہون بیان نقص اموال
ہین فکر مین لطفئون کی دشمن | بیٹھے ہوئے تاک مین ہین رہزن
جب ہنس ہوا روان وہان سے | آفت ہوئی نازل آسمان سے

اشارہ بآیہ احسن کما احسن اللہ الیک ۱۲
اشارہ بآیہ الذین یجاہدون باموالہم الایۃ
اشارہ بآیہ المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا الایۃ ۱۲
اشارہ بآیہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ۱۲
اشارہ بآیہ ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس الایۃ ۱۲
اشارہ بآیہ یریدون ان یطفئوا نور اللہ

چیلا کوئی بیرناتھ کا تھا — آیا کرنے تھا سیر دریا
بھاگا ہوا سوے کوہ آیا — دینور سے حال کہ سنایا
بولا یہ سن وہ روگرو سے — بے موت کے مارا مجکو تونے
جسواسطے مین بنا بھکاری — خدمت وزرات کی تمھاری
وہ کام نہ تونے کچھ بنایا — منجدھار مین لاکے ہے ڈبویا
امید نہین کہ اُسکو دیکھون — لا زہر کہ کھا کے جان دیدون
حاصل نہوئی امید میری — صحبت مین رہونگا اب نہ تیری
پہلے کیا کسیلیے تھا اقرار — بیڑا جو نہین لگا تا اب پار
بولا جوگی یہ تلخ کامی — محنت مین تری ابھی ہے خامی
ہو خام جو ذات کیا ہی تدبیر — کیا کام بنا سکیگی اکسیر
چیلا اپنے کو جب جلادے — اکسیر گردسے تب تو پاوے
ہے جوگ مین تو ابھی تو کچا — جل جاے جو ہوے سوز بیجا
محنت خود ہی نہین جو کرتے — الزام گرد پہ کیون ہو رکھتے
منظور مگر ہے تیری خاطر — دیتا ہون منگا تجھے جو آہر
افسون کوئی پڑھا پھر اُسنے — حاضر ہوئے بیر آکے اُسکے
یہ حکم دیا کہ جلد حاضر — دریا سے یہان کرد جو آہر
دریا مین جو بیر آکے پہونچے — ہنس اور جو آہر ایک جا تھے

ہوتے نہ جدا اسکے وہ کسی وقت
مجبور تھے اس سے ہیر کمبخت

ہر وقت وہ ٹوہ تھے لگاتے
موقع لیکن نہین تھے پاتے

تاریکی تھی ایک رات چھائی
آفت گرمی نے تھی مچائی

دشوار ہوا تھا سانس لینا
جاری بدنون سے تھا پسینا

گھبرایا بہت تو ہنس اُٹھا
محبوبہ سے ہوا الگ وہ لیٹا

موقع. جو ہیر ڈھونڈھتے تھے
اس حور کو لے اُڑے وہان سے

ومیوہ تھا جس جگہ پہ بیٹھا
اس بت کا پلنگ وان اُتارا

رکھتے ہی پلنگ جگ پڑی وہ
دیکھا جو جنگل لرز گئی وہ

کشتی دخواصین یار و دریا
موجود وہان پہ کچھ نہ پایا

جوگی ہوئے دیکھ اسکو بیہوش
سب سحر و فسون ہوا فراموش

روئی پہ چیخی وہ ماہ پارا
مٹی مین ملا سہاگ سارا

گر خاک پہ اک پچھاڑ کھائی
رو رو دینے لگی دوہائی

فریاد کو جب نہ کوئی پہونچا
اللہ کو اُسنے تب پکارا

ای حافظ جان و مال و عصمت
ظالم سے بچا تو میری عزت

صحرا مین پڑی ہون با دل زار
جز تیرے نہین ہے کوئی غمخوار

مجبور ہو مین ملول و مضطر
مالک میرے مری مدد کر

دشمن نہ پکڑ سکے مرا ہاتھ
اے میرے خدا تو رہ مرے ساتھ

شوہر سے مجھے تو یا ملا دے | یا مار کے رنج سے چھڑا دے
کرتی تھی ادھر تو یہ مناجات | پہنچے اتنے مین جوگی بدذات
دیکھا اُسکا جو روے تابان | بھولے سب جوگ وجاپ شیطان
دنیور بھی اور جوگی سارے | گھیرے تھے اُسے کھڑے کنارے
کرنے پہ بدی جو آئے جوگی | اللہ نے مار غیب سے دی
عورت پہ جو نقد تج ہو شیدا | کرتا ہے خدا سے بَیر پیدا
یہ مکر کا پھل اُنھون نے پایا | اللہ کے قہر نے جلایا
بے جان ہوئے سب ایکدم سے | مردہ ہو کر گرے وہ دھم سے
سچ ہے کہ نہین نتیجہ انجام | پورا نہین جھوٹ کا کوئی کام
ہے مکر و دغا دیا ہے مہلک | آیا ہے خبر مین کذب مہلک[1]
جلتے ہوئے وہ پہاڑ و پتھر | دیکھے تو کبھی وہ حور تھر تھر
گھومی دوڑی چلی پھری لنک | انسان نہ نظر پڑا کوئی ایک
کمھلا گئے ورق گل سے رخسار | کہتی تھی پکار کر یہ ہر بار
سسرال نہین ہے اور نہ میکا | رکھون اب آسرا مین کسکا
یارب مین کہان یہ آپڑی ہون | لایا ہے مجھے کون ہے یہان کیون
کیون ڈوبی اکھی ناؤ منجدھار | پہونچایا مجھے نہ تونے کیون پار
مولا میرے کہان مین جاؤن | اپنا یہ دکھ کسے سناؤن

[1] اشارہ بحدیث الکذب مہلک ۱۲

قاصد کوئی نہین خدایا — لیجائیگا کون گھر سندیسا
مان باپ نے جسکے کر دیا ساتھ — چھٹ اُس سے پڑی مین غیر کے ہاتھ
روتی اسطرح تھی وہ مضطر — ہوتے جسے دیکھ موم پتھر
تھا سوز بھرا جو کالبد مین — اک آگ لگی ہوئی تھی بن مین
آتی جو ہوا تو سوز اُسکا — کردیتا جلاکے اُسکو تو کا
آہونکے دھوئین کی تھی یہ تاثیر — بادل ہوئے مثل زلف شبگیر
باقی نہ درختون مین تھے پتے — دریا و پہاڑ سب تھے جلتے
آنکھونسے بہائے اتنے آنسو — چشمے جاری ہوئے تھے ہرسو
دریا و درخت وکوہ وطائر — سب رو دئیے تھے دیکھ اُسکو مضطر
یونہین وہ حسین غم کی ماری — کرتی سحر کو آہ وزاری
ایسا ہوا اتفاق اکدن — آئین اُس جا پہ چند جوگن
گھبرائین کہ کون جوگی آیا — جسنے ہے لگائی آگ اسجا
اتنے مین نظر وہ بت جو آئی — جان دیکھنے والون نے گنوائی
کچھ دیر تلک وہ خود فراموش — تکتی رہین اُسکو ہوکے خاموش
نزدیک پھر اُسکے ایک نے آ — ہو کون کہان سے آئین پوچھا
یہ سنکے زبان اُسنے کھولی — اشک خونین بہاکے بولی
کی مجھ سے دغا ہی جوگیون نے — شوہر سے چھڑایا ظالمون نے

ہون والی چین کی مین دختر
شہزادہ روم میرا شوہر

معلوم نہین مجھے کہ کیسے
کمبخت یہان اُٹھا کے لائے

جوگن غمگین ہوئی یہ سُنکے
بولی اسطرح سر کو دھن کے

جیسا کیا ظلم جوگیون نے
چکھا اُسکا مزہ اُنھون نے

عصمت رکھی تری خدا نے
ناپید کیا اُنھین جلا کے

معبد ہے اسی جگہ پہ میرا
اُٹھو یہان سے چلو تم اُس جا

آوے جبتک نہ تیرا شوہر
رہیئے بے فکر آپ وان پر

حاضر خدمت کو ہون تمھاری
لو بات یہ مان تم ہماری

سمجھا کے اُسے وہ ساتھ لائی
روتی ہوئی گلعذار آئی

جوگن کو ہوئی کچھ ایسی الفت
حاضر خدمت مین رہتی ہر وقت

مضطر رہتی جو شاہزادی
وہ بھی رو رو کے جان دیتی

الفت سے ہوئی جو اُسکی سرشار
اپنا گئی بھول سب وہ گھربار

ہے آتش عشق وہ شرربار
وحشی بچنا ہے جس سے دشوار

تلاش دلدار

پھر ہجر کا آیا جو بیاں ہے
یون خامہ مرا شرر فشان ہے

جب ہنس اُٹھا دہان سحرگاہ
دیکھا تو نہین ہے پاس وہ ماہ

یہ گل دیکھا جو اُسنے پھولا
سب عیش و سرور و لطف بھولا

پھرتا کشتی مین اور روتا
رنج فرقت مین جان کھوتا

حیرت زدہ دیکھتا تھا ہر سو
ہر ایک سے پوچھتا تھا رو رو

کہتا کہ الٰہی کس سے پوچھون
کس سے کہون اور کہان کو جاؤن

اتنے مین جگی بسندھ پری بھی
یہ حال سنا تو خوب روئی

روتی پھرتی تھین سب خواصین
پھر تین روز روکے سرد آہین

کرتی کوئی چاک تھی گریبان
سر پیٹتی تھی کوئی پریشان

پائی یہ خبر تو سارے رفقا
حاضر ہوئے پاس ہنس کے آ

دیکھا کہ ہوئی ہین آنکھین پرخون
کرتا ہے رو رو بیان ہے یون

اپنا دلبر کہان مین ڈھونڈھون
گر کر دریا مین جان دیدون

افسوس ہے کیا کرون مین لوگو
دو زہر کہ کھا مرون مین لوگو

سمجھانے لگے تمام ساتھی
کس واسطے آپ دیتے ہین جی

سب ڈو ہین جو ڈوبے سے پاوین
کچھ سوچ ذرا نہ دل مین لاوین

بولی یہ بسندھ ہو کے ہو نادان
بیفایدہ اپنی دیتے ہو جان

اب میری سمجھ مین آئی یہ بات
آیا تھا برات لے جو بدذات

بعد اُسکے لیا ہے جوگ اُسنے
ہمکو یہ دیا ہے روگ اُسنے

بیشک اُسنے ہی کی دغا ہے
شہزادی کو وہ ہی لے گیا ہے

لازم ہے کہ بھیس پھر بدلیے
اُس گل کی تلاش مین نکلیے

کوشش تا حد مین کرونگی | اس کام مین اپنی جان دونگی

سب لوگ بنین فقیر جایئن | اسکا ہر جا پتہ لگایئن

اور آپ بھی اب فقیر بنجایئن | دلدار کو خود تلاش فرمایئن

دن بھر تو مین ڈھونڈھتی رہونگی | اور شام کو آپ سے ملونگی

لیکن جہان آپ جایئے گا | اپنے کو بہت چھپایئے گا

ہرگز نہ کسی سے بھید کہنا | ہشیار ہر اک طرح سے رہنا

دشمن پہ جو کھلگیا کہین راز | لینے سے نہ جان رہینگے وہ باز

بولا وہ فقیر مین بنونگا | مارے جو کوئی تو جان دونگا

ڈھونڈھ ڈھونڈھونگا مگر ضرور اسکو | پہونچے آسیب چاہے مجھکو

یہ کہکے بنا فقیر وہ شاہ | اور لیکے چلا سبدھ کو ہمراہ

کشتی لائی گئی کنارے | شہزادہ و ساتھی اسکے اُترے

احباب ہوئے فقیر سارے | ایک ایک طرف کو سب سدہارے

اُس ایک کے ڈھونڈھنے کو اتنے | نکلے کھو کر حواس اپنے

اک چیز کے ہین ہزار دن مفتون | تفسیرین بہت ہین ایک مضمون

بہتیری گئین کتا ہین لکھی | ہے ایک ہی صرف کنز مخفی[1]

طالب لاکھون ہین پیر اکیلا | مجنون صدہا ہین ایک لیلا

درویش کی طرح سیر کرتا | اک شہر مین تنہا جاکے نکلا

[1] اشارہ بحدیث قدسی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف

طنبورہ وہ مست تھا بجاتا — مرشد کی صفت مین راگ گاتا

مرشد کا ہر ایک سمت ہے نور — مرشد سے جہان سب ہے معمور

غافل کو وہ سوتے سے جگاوے — فردوس برین وہی دلاوے

الفت وہ بھرے دل و جگو مین — موجود رہے سفر حضر مین

ازبس ہین دقیق اُسکے اسرار — ہے جنکے بیان مین نطق ناچار

دیکھ اسکا جمال در روے تابان — ہوجاتے تھے اہل شہر حیران

وہ حسن وہ رخ وہ خوشخرامی — سب دیکھ کے کرتے تھے غلامی

جو نازنین دیکھتی تھی اکبار — ہوجاتی وہ مست و محو دیدار

مہ پارہ حسین و گلعذارین — کرتی تھین نثار اپنی جانین

گھر چھوڑ ہوئین ہزارون ہمراہ — کرتا نہ نظر کسی پہ وہ شاہ

خاطر کرکے وہ پوچھتین یون — درویش ہوے بھلا ہو تم کیون

روتا سنکر یہ تہنس تقدیر — رہجاتا تھا کہکے ہاے تقدیر

چرچا ہر ایک تھا یہ کرتا — بیشک ہے کسی حسین پہ مرتا

محبوب ضرور کھو گیا ہے — غم مین یہ اُسی کے باولا ہے

خاک تہنس نے گو بہت اُڑائی — محبوبہ مگر کہین نپائی

دلدار کا جب پتہ نپایا — دروازے پہ شاہ کے تب آیا

بھیکھ ایک کنیز لے کے آئی — دیکھ اُسکو ہوئی مگر فدائی

بولی کہ ذرا جو ٹھہرو حضرت
گو اُسنے کیا بہت بہانا
گھبرایا کچھ ایسا اس بیان سے
پلٹی وہ کنیز ہو کے مضطر
دیکھ اسکو یہ بولی شاہزادی
یا اُسنے کیا مذاق تجھ سے
یا اُسنے کیا ہی تجھپہ جادو
کہ حال کہ باپ سے بتاؤن
کی عرض کہ سُنیے ماہ پارا
صورت نے غضب یہ اسکی ڈھایا
مجبور و کنیز ہون تمھاری
سنتے ہی گدا کا حسن و صورت
اللہ ذرا مجھے دکھادے
بیچین بہت ہون بہر دیدار
کہنے لگی یون کنیز اے ماہ
آجاتی ہے دل مین جب محبت
شرم اور حیا نہین ہے رہتی

لو دن لاکے بہت سی تمکو دولت
پر ایک بھی ہنس نے نہ مانا
ٹھہرا نہ وہ چل دیا وہان سے
آئی جس جا تھی شہ کی دختر
کیا بھیکھ نہین فقیر کو دی
جو کچھ ہو بتا وہ حال مجھسے
دیوانی جو ہو رہی ہے یون تو
درویش کو بھی مزہ چکھاؤن
درویش نے کچھ نہین ستایا
اُس حسن نے باؤلا بنایا
ساتھ اُسکے نہین ضرور جاتی
بولی وہ کنیز سے بمنت
ہان اور کوئی نہ جان پاوے
بن دیکھے مین ہو رہی ہون بیمار
دشوار بہت ہے عشق کی راہ
کھو دیتی ہے جان بلائے فرقت
یُعْمِی[لہ] ویُصِمّ یہی ہے کرتی

لہ اشارہ بحدیث حبک الشی یعمی و یصم ۱۲

اک تخت پہ رہ سکیں نہ دو ماہ — اک دل سے نہ دو کی ہو سکے چاہ
جب تک ہی دوئی نہیں ہی کامل — فلیین[1] نہیں کسی کو حاصل
ہے عشق جہاں نہیں وہاں عقل — گر عقل ہوئی تو جب سے ہی فصل
عاشق کو نہیں ہے جان کی فکر — ہے لو بہ تو عشق کا ہے کیا ذکر
جس دل مین لگی ہی عشق کی شاخ — طے کرتا ہی آسمان کے وہ کاخ
یا ایسے گھر مین عیش و عشرت — یا یار کو لو یہ چھوڑو علت
چھپتا نہین عشق سے چھپائے — بچتی نہین جان بغیر جائے
بیتاب بہ بولی تم دکھادو — بدنامی کا وسوسہ نکالو
کوٹھے پہ اُسے کنیز لائی — صورت وہ چاند سی دکھائی
دیکھا کہ جھکائے سر ہے جاتا — نظرین اوپر نہین اُٹھاتا
جلد اپنے گلے کا ہار پھینکا — اُسوقت گدا نے پھر کے دیکھا
چہرہ دیکھا تو شاہزادی — اک آہ جگر سے کھینچ بولی
صاحب یہ ہار آپ لیجے — بولا وہ کہ بس معاف کیجے
اللہ کی ہے ہمنے لی فقیری — کیا لیکے کرینگے چیز تیری
یہ کام نہین فقیر کا ہے — جو چیز گری پڑی اُٹھاوے
لذت جو حسین نے جب کی پائی — اُتری کوٹھے سے باہر آئی
دامن کو پکڑ کے بولی حضرت — دی آپ نے مجکو کیسی زحمت

[1] اشارہ ہے بآیہ حمل الامانۃ کان ظلوماً جہولاً

کیا سحر کیا ہے میرے اوپر
دیوانہ کیا ہے تمنے مجھکو
کہنے لگا ہنس باؤلی ہے
بہتیرے سٹے ہین اس ہوس مین
جسوقت سے مین ہوا ہون پیدا
گھر بار چھٹا ہوا بروگی
مشہور جو راجہ ہے مہیپت
تقدیر سے اپنی ہو مین مجبور
رہتا ہے حبیب میرا حیران
کر دل سے خیال دور اسکا
مضبوط پکڑ کے اور بگڑ کر
اب جان سے مین نے ہاتھ دھویا
گر باپ سنے تو مار ڈالے
ہمسن جو سنین تجھے لگا کر
اب چھوڑ کے تجھے کہان مین جاؤن
معلوم ہے جو ہے ہونے والا
ہامت نہین اس جہان مین میرا

کچھ جانا کہ کسکی ہون مین دختر
جانے دونگی نہ مین بھی تمکو
کسواسطے میرے سر ہوئی ہے
آنے کا نہین مین تیرے بس مین
آرام کبھی نہین ہے دیکھا
احباب ملک ہوئے ہین جوگی
حاصل اسکو ہوئی ہے خفت
شاہی پا کر بنا ہون رنجور
دینے پہ لگی ہے اپنی کیون جان
بس چھوڑ دے مجھ گدا کا پیچھا
کہنے لگی یون وہ زار و مضطر
گھر سے نکلی لحاظ کھویا
مان جانے تو زہر ہی کھلا دے
گالی دیجایئن میرے منھ پر
مین بھی یہی بھیس اب بناؤن
پر عشق نے تیرے مار ڈالا
چھوڑونگی نہ اب مین ہاتھ تیرا

بیچارہ کھڑا تھا ہنس مضطر
دامن پکڑے وہ ماہ پیکر

اصرار یہ کر رہا تھا جیون جیون
یہ محلی جاتی وہ اور تیون تیون

اتنے مین وہان خواصین آئین
مشکل سے اُسے محل مین لائین

لاکر جو مکان مین بٹھایا
بے حال اُسے بہت ہی پایا

چڑھتا جاتا تھا عشق کا زہر
تھا دل یہ فراق سے عجب قہر

پایاب سمجھ کے پیر رکھا
قہار مگر وہ بحر پایا

شیرینی سمجھ چکھا تھا جسکو
پایا آخر مین زہر اُسکو

سلطان نے سنا تو اندر آیا
احوال کنیزون نے سنایا

سن اُسنے دیا یہ حکم کھاتاؤ
درویش کو بس ابھی پکڑ لاؤ

فوراً ہی گئے جو لوگ دو چار
بیچارے کو کر لیا گرفتار

حاضر کیا لاکے آگے شہ کے
دیکھ اُسکو بہم یہ لوگ بولے

دیکھا اُسکو کہین یہ ہے اور
کچھ اسکا نہین گداؤن کا طور

سلطان نے بھی دلمین اپنے سوچا
جوگی نہین یہ ہے شاہزادا

بہتر نہین یہ کہ جان ماردن
ہے کون یہی نہ پہلے پوچھون

یہ سوچ کے اسطرح سے پوچھا
کس جاسے یہان یہ کیون ہے آیا

جب بھیکھ ہی تم نہین ہو لیتے
پھر کہو مت کیون ہو پھیری دیتے

صورت تو فقیر سے ہے بنائی
کرتے پردہ مین ہو برائی

جو راز ہوا اسمین وہ بتاؤ حال اپنا صحیح تم سناؤ
سلطان سے وہ بولا صاحب تاج دولت کے نہین فقیر محتاج
ہین وہ تو کسی کے طالب دید دیدار سے ہوتی ہے اُنھین عید
دینا ہے مقام دیدہ بازی کچھ اسمین نہین ہے حیلہ سازی
ہے سب کو اک آرزوے دیدار سب لوگ اِسی کے ہین طلبگار
مرشد کی اسی لیے ہے خدمت مرغوب اسی لیے ہے خلوت
عُبّاد کو ہے یہی تمنا یرہ جو آئین اسی کا ہے اشارا
سیر ین قدرت کی ہین وہ کرتے کچھ پاس گدا نہین ہین آتے
دولت سے رکھے فقیر گر کام دارین مین وہ رہیگا بدنام
ہوتی ہے تلاش جسکی اُنکو پھرتے ہین طلب مین اُسکی ہر سو
سلطان نے کہا فقیر وہ کیا جو شہر مین ہے قیام رکھتا
جو دل مین طمع ہین اپنے رکھتے در در پھرتے وہی ہین رہتے
اور طالب دید جو ہین ہوتے اوقات نہین وہ اپنی کھوتے
دلدل دنیا کا ہے یہ ایسا پھنس جاتے ہین جسمین سب کوئی آ
دوشیزہ حسین کا گر نظارا رہتا نہین صبر کا ہے یارا
اولاد و مال کی تمنّا دیتی ہے بھلا فقیری کرنا
تسبیح و خرقہ اور دستار کرنا پڑتا ہے ترک ناچار

ناصح جو شفیق یان بہت آیا
طالب نہین چار دن اور پھرتے
کر لیتے ہین ایک جا قناعت
بولا وہ نہین ہے تو نے سمجھا
دو آنکھون سے دیکھتا ہی دینا
موجود نہین بھلا کہان ہے
خلوت ہی بدن فقیر ہی دل
دیکھا نہین تمنے کچھ کرشما
حسن اور ادا ہین ہی وہی نور
موجود ہے ہر طرف وہ دلدار
غصہ سے لگا یہ کہنے پھر شاہ
اسرار کسی سے سن ہین پائے
مرشد کا کرم نہووے جبتک
تو نے مجکو بہت ستایا
سنتے ہی یہ ہنس اُٹھا وہ سنکے

لا تُلہیہم[1] اُسنے ہے سنایا
ہر وقت دھیان مین ہین رہتے
وحدت[2] مین سمجھتے ہین سلامت
پایا نہین حال کچھ بھی اسکا
وہ ایک کہان ہے دیکھ پایا
ڈھونڈھون دلمین وہ کیا نہان ہی
دل یاد مین تن شریک محفل
ہر ایک مین ہے اُسی کا جلوا
ذرّہ ذرّہ ہے اُس سے معمور
آنکھین ہین براے دید درکار
معلوم ہوا کہ تم ہو گمراہ
ملتا نہین بھید بے بتائے
کھلنے کا نہین ہے راز تب تک
اب شہر سے جام سے خدارا
روتا ہوا چل دیا وہان سے

بچھڑون کی ملاقات

عرصہ سے جو یار دو جدا ہین
یون بھرتا قلم ہے سر وا ہین

[1] اشارہ بآیہ لا تلہیہم اموالہم ولا اولادہم عن ذکر اللہ الآیہ
[2] اشارہ بحدیث السلامتہ فی الوحدت الحدیث ۱۲

ہر شہر تبہ ہو بھی ڈھونڈھ آئی | پر چھانون کہین نہ اسکی پائی

نومیدی سے حوصلہ تھا قاصر | ملتی نہ اسے کہین جو آہر

دل مین سوچا یہ اسنے اپنے | جوگی کے پہاڑ پر بھی چلیے

روتی صحرا مین تھی جو آہر | کہتی کہ الٰہی کیا ہے یہ سر

شوہر کو نہ میری یاد آئی | اور چاہ بیکر ہونے بھی بھلائی

کس طور سے اسکا حال پوچھون | قاصد کسکو بنا کے بھیجون

لوٹا کرتی تھی خاک پہ وہ | رویا کرتی تھی آہ کر وہ

آنکھونسے تھی جو سے خون جاری | مضطر طائر تھے سنکے زاری

کہتے کہ کہان کو بھاگ جائین | آہون سے. جو اسکی امن پائین

بیٹھے طائر کچھ اسکے پاس آ | کیا رنج ہے تجکو اس سے پوچھا

بیتی نہین چین ہے جو دن رات | مشکل ہے پیش کونسی بات

یہ رو کے دیا جواب اسنے | سامع کو کیا کباب جسنے

دریا مین تھی اپنے یار کے ساتھ | دشمن کے مین پڑ گئی مگر ہاتھ

شوہر سے مرے مجھے چھڑایا | لائے ہین یہان دغا سے اعدا

مرتی ہون مین ہجر کی ستائی | کچھ یار کی بھی خبر نہ پائی

معلوم نہین کہ ہے کہان وہ | ہے کون جو جائے ہر جہان وہ

سمجھایا یہ سن انھون نے اسکو | اڑ آپ چلے وہ جستجو کو

دریا و پہاڑ و شہر و جنگل — سب ڈھونڈھتے پھرتے تھے وہ بیکل
ہر سمت اسی کا راگ گاتے — ہر ایک جگہ پتہ لگاتے
بے تھاہ جو عشق کا ہے دریا — بیچارون نے کچھ پتہ نہ پایا
اتنے مین کوئی فقیہہ آیا — سجادہ جبل پہ آ بچھایا
کھینچے تھا جگر سے اپنے نالے — رہتے نہین ہوش تھے سنبھالے
بیٹھا اتنے مین ایک طائر — نزدیک فقیہ آ شجر پر
اس درد سے کچھ وہ طیر رویا — درویش نے سر اُٹھا کے پوچھا
ہے درد تجھے لگا ہے یا تیر — کیون کرتا ہے نالہ ہائے شبگیر
بولا وہ جویان سے آگے جاؤ — تپتا ہوا سب پہاڑ پاؤ
عورت ہے یہان پہ ایک آئی — یہ آگ اُسی نے ہے لگائی
کم سن و حسین وہ صنم ہے — لیکن دل پُر غم و الم ہے
روتی ہے وہ ہائے وائے کرکے — کرتا ٹکڑے ہے جو جگر کے
یون رو کے فقیر اُس سے بولا — اے مرغ یہ راز تو نے کھولا
عاشق ہون مین اُس پری کے اوپر — دلدادہ وہ مہ جبین ہے مجھ پر
فرقت مین ہون اُسکی جان سے تنگ — سب کھیل مرا گیا ہے ہو بھنگ
طائر بولا کہ غم نہ کیجے — ہے کوہ پہ اُس سے جا کے ملیے
ہمراہ سبھو بھی ہنس کے تھی — چوٹی پہ یہ سن کے آ وہ پہونچی

خالی جو پلنگ آ کے دیکھا
گر خاک پہ شور و غل مچایا

آواز پری کی سن جو آہر
حجرہ سے نکل کے آئی باہر

جی چھوڑ پری سے مل کے روئی
رو رو دونون نے جان کھوئی

بولی یہ جو آہر اسے پیاری
تقدیر بگڑ گئی ہماری

گھر بار مکان و عیش چھوٹا
قزاقون نے مجکو آہ لوٹا

رو کے یہ کہا پری نے اے حور
تقدیر سے اپنی ہون مین مجبور

مان باپ نے کس خوشی سے پالا
تقدیر نے تیرے پاس ڈالا

غم دیکھ کے ہون تمھارا جلتی
اس رنج سے رات دن ہون کڑھتی

پوچھا اُس بت نے پھر پری سے
کچھ ہنس کی بھی ملی خبر ہے

کیسا ہی کہان ہے خیر سے ہے
بتلاؤ ملونگی اُس سے کیسے

بولی یہ پری کہ شاہزادہ
جان دینے کا کرتا تھا ارادہ

سمجھا کے فقیر پھر بنایا
ہے ڈھونڈھتا سوے کوہ آیا

نزدیک بہت وہ آگیا ہے
پہونچا کوئی دم مین چاہتا ہے

حالت اپنی ذرا سنبھالو
کپڑے پہنو سنگار کر لو

شہزادی سنبھلنے بھی نہ پائی
اتنے مین وہ گل دیا دکھائی

شرمائی بہت وہ ماہ رخسار
سمجھی کہ کہیگا دل مین کیا یار

معشوقہ کو دیکھ ہنس دوڑا
کس جوش سے اُسکا ہاتھ پکڑا

شرمندہ ہو کیوں یہ پوچھا اُس سے ۔ یہ سنکے لگی وہ ماہ رونے
بولی کہ پیارے کیا بتاؤں ۔ کس طرح سے منہ تمہیں دکھاؤں
ٹیکا یہ کلنگ کا لگا ہے ۔ تقدیر نے داغ یہ دیا ہے
دشمن نے تو گھات تھی لگائی ۔ اللہ نے آبرو بچائی
آنے نہیں پاس کوئی پایا ۔ ظالم نے نہیں ہے قابو پایا
اللہ نے کی مری حفاظت ۔ محفوظ ہے آپ کی امانت
کچھ اور خیال تم نہ کرنا ۔ ہے ورنہ قبول مجھکو مرنا
عاشق نے کہا کہ ای پیاری ۔ ہے عقل گئی کدھر تمھاری
ایسا نہ خیال دلمیں لاؤ ۔ بیہودہ یہ وہم ہے بھلاؤ
مدت کے بچھڑے ملے وہ دونوں ۔ خوش ہوکے لگے گلے وہ دونوں
چلنے کا مکان کیا ارادہ ۔ ٹھانا کہ چلیں گے پاپیادہ
نازک معشوقہ کو جو دیکھا ۔ اس طرح پری سے ہنس بولا
اب دیر کرو نہ جلد جاؤ ۔ احباب کو میرے ڈھونڈھ لاؤ
یہ سنکے بدھو ہوئی روانا ۔ اور کوہ پہ ایک جوگی آیا
چیلا وہ بیرناتھ کا تھا ۔ حال اُسنے پہاڑ کا جو دیکھا
بھاگا ہوا سوے شہر آیا ۔ اور چار طرف یہ غل مچایا
آئے ہیں فقیر دو کہیں سے ۔ جوگی جتنے پہاڑ پر تھے

اُن سب کو اُنھون نے مار ڈالا
دینور کو خاک مین ملایا

دینور کی مان نے جب سنا حال
غم سے ہوا اُسکا قلب پامال

بولی کہ مین جان اپنی دونگی
فرزند کی قبر پر مرونگی

یہ کہکے چلی وہ جانبِ کوہ
بھولا کو ہوا یہ سُن کے اندوہ

ہمراہ تمام لیکے لشکر
نکلا گھر سے وہ ہوکے مضطر

جب قلۂ کوہ پر وہ آیا
دینور کا لاشہ سوکھا پایا

دیکھ ہنس کو غصہ مین سب آئے
ہتھیار قتال پر اُٹھائے

بھولا نے کچھ اپنے دلمین سوچا
یون ہنس سے اُسنے حال پوچھا

کس واسطے جوگیون کو مارا
بیچارون کو کس لیے ستایا

صدمہ اسکا بہت ہے مجکو
لاریب کرونگا قتل تجھکو

بولا وہ کہ ہون فقیر اے شاہ
جینے کی نہین مجھے ہے کچھ چاہ

مین آپ ہون اپنی جان سے بیزار
کیون ظلم کریگا تو ستمگار

ہمین نہین کچھ مری خطا ہے
مین پاک ہون مجکو خوف کیا ہے

چاہی جو بدی تھی جوگیون نے
پائی اُسکی سزا انھون نے

آیا اس کوہ پر ہون جب سے
دیکھا یون ہی ہے انکو تب سے

دیکھی جو جواہر اُس جگہ پر
دینور کی مان نے پوچھا رو کر

تجکو اس جا یہ کون لایا
فرزند کو میرے کس نے مارا

درویش بھلا ہے کون تیرا — گھر تو نے کیا تباہ میرا
درویش سے کہ ہمارے جادو — لڑکا لیجائے میرا مجھکو
سے تجکو مکان پھر چلونگی — خدمت دل سے تری کرونگی
بولی وہ نہین ہے کوئی ایسا — ہے جان کو کر سکے جو زندا
سسری اسمین خطا نہین ہے — شوہر ہے مرا گدا نہین ہے
جاتی میکے سے تھی مین سسرال — لڑکے نے ترے کیا مگر چھل
جادو سے مجھے یہان پہ لایا — لینا عصمت کو میری چاہا
اللہ نے بار غیب سے دی — کمبخت نے اپنی جان کھوئی
یہ سُن کے وہ آئی نزد بھولا — معلوم جو تھا وہ راز کھولا
کی عرض نہ اسکی جان لیجے — دختر اپنی بیاہ دیجے
تقدیر کا حرف پیش آیا — اب اُسکو بیٹا تُو وارث اپنا
پکڑا بھولا نے ہنس کا ہاتھ — لایا اپنے مکان کو ساتھ
دختر بھولا کی نورمہ نام — بیمار تھی مبتلاے آلام
یہ سن کے کہ ہنس وہ گدا ہی — جیسے مری جان ہوئی فدا ہے
پھولوں نہ خوشی سے تھی سماتی — باتوں باتوں مین مسکراتی
استنے مین جو اُہر اندر آئی — بانازو ادائے دلربائی
دیکھا اُسکا جو رُوے تابان — مہ نور ہوئی بہت پشیمان

مہ نور کی تھی نہتین خواہمین
کرتین یونہا چھیڑ چھیڑ باتین

ونہور کی تمنے اسے جو ابہر
نی جان دیا ہمکو رنج خاطر

تمنے جو بگاڑا گھر ہمارا
ہم پھینتے یار ہین تمھارا

خاموش رہی وہ بت نہ بولی
لایعنی زبان نہ اپنی کھولی

کہتا جو لا یہ ماہنس سے تھا
کرلو اب یان بیاہ اپنا

تو عقد مین تم ہماری دختر
تاج شاہی کو رکھو سر پر

اسوقت تو ماہنس کچھ نہ بولا
بیوی سے یہ راز شب کو کھولا

کہنے لگی سن وہ ماہ طلعت
تجھ سے ہے مری خوشی و راحت

گر جان بھی تیرے کام آوے
کچھ عذر نہین مجھے پیارے

پر عقد کروگے اور جسوقت
مجھپر نہ رہیگی ایسی شفقت

سب بھی مگر ہون دل سے راضی
کرلیجے خوشی سے آپ شادی

مطلب پہ نگاہ اپنے رکھیے
بعد عقد یہان سے جلد چلیے

کیجے نہ ذرا بھی پیش و پس اب
کرلیجے یا دختر عمہ حرب

دوسری دولھن

منظور جو عقد دوسرا ہی
یون بلبل فکر نغمہ زا ہی

منظور ہی جو ماہنس نے سنائی
شادی بھجولا نے تب رچائی

تھا داغ پسر سے چونکہ مغموم
کی کوئی نہین تھی اسلیے دھوم

گر عقد دیا فقط بھا سادا — بہتیروں نے جان بھی تپسایا

کچھ خاص جو لوگ آگئے تھے — کھانا کیا بیٹھ اُنکے آگے

محفل ہوئی ختم بس اسی پر — نوشاہ گیا محل کے اندر

دولہن کو خواصوں نے سنوارا — بن ٹھن وہ چلی پئے نظارا

خلوت کی ہوئی بہم جو صحبت — دولھا کو ہوئی کمال وحشت

دل میں تھی بسی جو اہر اُسکے — چہرے پہ تھا بیخ ظاہر اُسکے

بولی دولہن کہ اے پیارے — صدقے ہو جاؤں میں تمہارے

خاموش ہو کسلیے بتاؤ — جو دل میں ملال ہو سناؤ

بولا کہ وطن ہے جانا منظور — والد نے کیا ہے تیرے مجبور

یہ بھید ہی مجھپہ ای ستم کیش — بھاتا نہیں اس سبب سے ہی عیش

بولی کہ نہیں ہے کچھ یہ دشوار — تم صبح کو ہو سفر پہ تیار

لونڈی ہوں تمھاری میں تو ایشاہ — جاؤگے جہاں رہونگی ہمراہ

یہ سنکے ہوا بہت وہ محظوظ — پارہ کیا قفل گنج محفوظ

مہ نور نے تشنگی بجھائی — مدت کی دلی مراد پائی

جب صبح کو ہنس باہر آیا — لو تہنت لگا یہ کہنے بھولا

سوچے ہوئے دلمیں تھا جو حکمت — رہنا نہ کی ذرا بھی حجت

منظور کیا خوشی سے اُسنے — شاہی لگا ہنس وا پہ کرنے

مہ نور نے کی تھی فکر ایسی | ملتی نہ جواہر منش کو تھی
رہتی تھی کبیدہ اس سے وہ حور | اک دن گئی پاس اسکے مہ نور
ہوئی مغموم کس لیئے ہو | آؤ چوسر تو مجھ سے کھیلو
بازی شوہر کی ہم لگائین | تقدیر کو اپنی آزمائین
جیتے جو کوئی خوشی مناوے | دلدار کو وہ گلے لگاوے
رو کر کہنے لگی وہ گل رو | سوجھے ہے خوشی و کھیل تجکو
شوہر کی تمھین لگاؤ بازی | ہاروگی تو دوسرا کروگی
رستہ مین لیا ہے جین مجھسے | کیا غم ہے تجھے جو ہار جاوے
پایا ہے اٹھا کے رنج مین نے | چھوڑا انھین جائیگا وہ مجھسے
محبوب جو اپنا ہار جاؤن | پھر دوسرا مین کہانسے لاؤن
جانی تو مرا ہے ایک اکیلا | شیدا دل ہے فقط اسی کا
یون مست ہوئی تو رہ کے اک رات | کیا جانے ابھی تو چاہ کی بات
پھر ہو کے خفیف بولی مہ نور | کہتی تھی ہنسی مین مین تو اے حور
مجھکو لونڈی تم اپنی سمجھو | میری خاطر سے اب تو کھیلو
یہ کہکے منگائی اسنے چوسر | اور ٹل گیئن دونون کھیلنے پر
مہ نور کو اسکی سب کنیزین | دیتی تھین مدد بتاتی چالین
شہزادی مگر کچھ ایسی کھیلی | بھاری ہوئی سب پہ وہ اکیلی

جب ہارتی دیکھی اپنی بازی
خود تو غیبارہ وانسے چاندی
جی جان سے اسکی کیجو خدمت
اسکی صحبت جو ہو گئی اُسکو
کہتی تھی جو آہ اپنے دل مین
رویا ہر وقت کرتی رنجور
رہتی تھین خواصین اُسکے ہمراہ
دن رات تڑپ تڑپ کے رہتی
اک روز وہ ہنس پاس آئی
بولا وہ کہ صبر کر تو تب تک
سُن ہنس سے دلدہی کی تقریر
اتنے مین بندہ پری بھی آئی
شہزادی کی آگئین خواصین
ہنس اور تمام اُسکے سردار

چو سرمہ نور نے اُٹھالی
تا گیسہ کنیزون پہ یہ کردی
البتہ نہ ہنس سے ہو خلوت
پوچھیگا نہ پھر کبھی وہ مجکو
افسوس پھنسی مین آب وگل مین
تھا یار بغل مین پہ تھی مہجور
باقی ملنے نہ پارسے ماہ
دل پر غم و رنج و درد سہتی
دکھ درد کی داستان سنائی
آوین احباب میرے جب تک
بیٹھی وہ محل مین آکے دلگیر
لشکر ہمراہ اپنے لائی
ہونے لگین پھر خوشی کی باتین
خوش تھے کہ ہوئی نصیب دیدار

معاودت دوم

پلٹا ہے سفر جو کرکے ہیرو
لشکر جب ہنس کا سب آیا

ہے پیش نظر بیان ہیرو
بولا خوش ہوکے شاہ بھولا

ہنس آ گئے اب تمہارے احباب / کشتی سے منگا لو اپنا اسباب
بولا وہ نہیں یہ رہنے آئے / تجکو بھی ہیں بلکہ لینے آئے
رخصت فرمایئے مجھے شاہ / تا صبح کو گھر کی اپنے لون راہ
غصہ سنکر ہوا یہ بجولا / کیا تمنے کہا یہ اسنے پوچھا
ہے ایک ترا ہمین سہارا / اور چاہتے تم بھی ہو سدھارا
اب جانے کا نام پھر نہ لینا / یہ کہکے نہ مجکو رنج دینا
یہ ہنس نے تیر سے کہا تب / آیا وہ فساد پر ہین یہ سب
کیا فکر کرون یہ مجکو بتلاؤ / کی عرض یہ میسرہ نے نہ گھبراؤ
رخصت یہ صبح یا کرین گے / یا جان ہم اپنی یان پہ دینگے
تیر اور تمام ہنس کے یار / کرنے کو فدا اُٹھے جان تیار
بجولا نے سنا تو فکر یہ کی / شب بھر مین بلا کے فوج اپنی
کل لشکر روم کو لیا گھیر / ہونے پائی نہ اسمین کچھ دیر
قاصد بہر تیر پاس بھیجا / پیغام یہ آ کے جا سنایا
کسواسطے بھائی تم لڑوگے / کیون مفت مین اپنی جان دوگے
لڑنے سے نہو یگی رہائی / البتہ ملیگی کچھ برائی
یہ شہر یہ شاہ یہ رعیت / ہین کینہ پڑا اور بے مروت
آسان ہے شہر مین تو آنا / مشکل ہے مگر نکل سکے جانا

غصہ سے لرز گے میہر بولا
جوہر سے نہین ہمارے واقف
تکلیف اگر وہ ہمکو دیگا
کردو اُس سے مگر نہ پھوے
جب فقر مین ہمنے جان کی خاک
اتنے مین ہوئی سحر جو ظاہر
خود میہر کے پاس آپ آیا
گھر میرا کیا خراب تمنے
تمنے جیسا ہمین ستایا
بہتر ہے یہی کہ لوٹ جاؤ
غصہ سے لگا یہ میہر کہنے
آئے جس ساتھ ہم ہین پردیس
نرمی سے نہو گا عقدہ یہ حل
بھولا ہوا مستعد یہ پیکار
سن ہنس نے بھی سلاح پہنے
بھولا سے لگے یہ کہنے امرا
گر ہنس پہ کوئی رحم آیا

سمجھا ہے ہمین فقیر بھولا
ہوتا نہین بددعا سے خائف
بدلا اُسکا اُسے ملے گا
دولت اور فوج پر نہ بھولے
تب جنگ سے کیا بھلا ہمین اب
بھولا نکلا مکان سے باہر
پوچھا کیا ہے تمھارا منشا
دل میرا کیا کباب تمنے
موقع ہے ہمنے بھی آج پایا
رخصت کا نہ ذکر منھ پہ لاؤ
بیہودہ یہ کی ہے فکر تمنے
جانے نہین دیتے اُسکو تم ہمیں
اب جنگ کریگی قصہ فیصل
اور میہر بھی آیا ہوکے تیار
لشکر لڑنے کو دونوں نکلے
اے شاہ یہ تم کو ہوگیا کیا
اپنا ہی چراغ تو بجھایا

دختر جسکو بیاہ دیجے
دنیا مین نہین کہین ہے یہ رسم
رخصت کردو انھین مناؤ
بھولا بے حس کھڑا تھا خاموش
آکر جو غضب مین ہنس اُٹھا
پکڑا امہ نور کا پہونچ ہاتھ
سنتے ہی یہ اُٹھ کھڑی ہوئی وہ
غم سے ساری کنیزین روتین
مان رونے لگی زمین پہ گر کر
سامان ذرا تو کچھ مین کر دون
اُسنے نہ سُنی یہ داد بیداد
لا اُسکو میانہ پر بٹھایا
سکھپال مین تھی جواہر آگے
روتے رہے شاہ اور رعایا
آخر بھولا نے ہوکے گریان
جب شہر سے قافلہ یہ نکلا
کشتی پہ چلے سوار ہوکر

کیونکر اُس سے خلاف کیجے
کچھ تو رکھئے جہان کی شرم
مٹی مین نہ سلطنت ملاؤ
ساری تندی ہوئی فراموش
عجلت سے محلسرا مین آیا
بولا اُٹھو چلو مرے ساتھ
دامن اُسکا پکڑ چلی وہ
ملنے اُس سے مگر نہ پاتین
بولی کہ ذرا ٹھہرئیے دم بھر
بیٹی کو تو دیکھ اک نظر لون
کرتا رہا سارا قصر فریاد
اور گھوڑے کو کوڑہ اک لگایا
پہونچا اُس پاس ہنس جاکے
نے بر سر رحم ہنس آیا
بیٹی کو دیا بہت سا سامان
پہونچا چل کر کنار دریا
تکیہ تھا جناب حق کے اوپر

اللہ پہ تھا اُنھین توکل — مشکل کوئی ہوئی نہ حائل
سوجین نہ اُٹھین نہ طوفان آیا — بالخیر خدا نے پار اُتارا
مکہ کے قریب تھا جو بندر — کشتی کا ہوا وہان پہ لنگر
اُترے سب لوگ کرکے صدقہ — خوش ہوکے چلے بسوے مکہ
محنت اُنکی لگی ٹھکانے — پہونچایا حرم مین لا خدا نے
چوکھٹ پہ دیا ادب سے بوسہ — لائے بجا شکریہ کا سجدہ
ارکان کو بھی گلے لگایا — حجر اسود کو جھک کے چوما
جب حج سے ہو چکی فراغت — مکہ سے چلا وہ سوے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کھینچا اُسے جذبہ نبی نے — پہونچا مع ہمرہان مدینے
چھٹی اُس در سے بھی جو پائی — دھن روم کی سر مین تب سمائی
پہونچے ہرکارے جاکے آگے — احمد سے کہا کہ ہنس آئے
سلطان نے سنا تو لیکے لشکر — لینے چلا شہر سے نکل کر
نزدیک جو ہنس آگیا تھا — سلطان نے قریب شہر پایا
اُترا گھوڑے سے دیکھ شہ کو — احمد نے لیا بغل مین اُسکو
نقارے خوشی کے پھر بجاتے — آ شہر مین پہونچے راگ گاتے
قدمون پہ گرا وہ مان کے آکر — مسرور ہوئی گلے لگا کر
اندھی جو ہوئی تھی غم مین مہجور — آنکھون مین دیا خدا نے پھر نور

سب شہر مین ڈنکا بج گئی دھوم | آتا تھا نظر نہ کوئی مغموم
تقسیم کیا بہت زر و مال | ہر شخص بجاے خود تھا خوشحال
مہ نور و جو آہر ایک ہی جا | کرتی تھین بسر بخوشی زمانا
جو عورتین دیکھنے کو آئین | حسن انکا وہ دیکھکر لجائین
کہتین کہ ملے حبیب ایسا دلبر | تب ہنس نہ ہو فقیر کیونکر
پھر ہنس نے تخت و تاج پایا | اللہ نے درد و غم مٹایا

جنگ وجدل

ہے پیش نظر جو جنگ لکھنا | اسوجہ سے درد ہے فتحنا[1]
ہے تیغ قلم یہ کاٹ کرتی | اسطرح ہے ایکٹ باٹ[2] کرتی
سامان نشاط تھا جو حاضر | رہتی بیفکر تھی جو اختر
عاشق معشوق تھے جو اک جا | دل مین باقی نہین تھا کھٹکا
حاصل ایسی خوشی تھی اُس کو | میکے کی نہ یاد کچھ تھی اُسکو
اور ہنس جو تھا سر برآرا | تھا بھول گیا تلخ بخارا
مدت جو اسی طرح سے گزری | اک روز یہ مادر اُسکی بولی
ایسے ہو گئے تم سپوت بیٹا | مولد اپنا نہ یاد آیا
یہ سنکے صلاح لیکے سب سے | پہونچا سلطان کے پاس جا کے
کی عرض کہ ہے وطن کی اب یاد | ہو حکم تو گھر کرون مین آباد

[1] انشا روا ہے اور انتخاب الف فتحنا [illegible] ۱۲ [2] [illegible] ۱۲

سلطان نے کہا کہ تم بجاؤ — نفیر کوئی فوج کا بلاؤ
دو حکم کہ جا کے فتح کر لے — اعدا کو بزیر تیغ دھر لے
بولا کہ وہ ملک سخت ہی شاہ — اسطرح نکلنے کی نہین راہ
مین فوج کے ہون نہ ساتھ جبتک — ہونے کا نہین وہ فتح تبتک
مولد بھی وہ اس سوا ہے میرا — دل جانے کو چاہتا ہی میرا
تاریک ہے باپ مان کا مسکن — مین شمع کردن وہان پہ روشن
سلطان نے کیا خیال دل مین — ہو ویگا اسے ملال دل مین
یہ سوچ منع کیا نہ اس نے — دخل اسمین ذرا دیا نہ اسنے
انور سے کہا کہ فوج لیجاؤ — اورنگ بلخ کا اسکو دیجاؤ
سنتے ہی یہ حکم شاہ انور — کرنے لگا انتظام لشکر
افرنجی و مغربی و چینی — عربی یونانی اور رومی
ہر جا کے دلیرون کو بلایا — تیار کیا بڑا رسالا
ہاتھی گھوڑے بہیر و بنگاہ — سامان لیا بہت سا ہمراہ
نو لاکھ لیے ہوئے سپاہی — ہمراہ ہوا آہنس کے وہ راہی
جاتا تھا جدھر وہ فوج کا دل — پڑ جاتی زمین مین تھی ہلچل
جس جا پہ قیام فوج ہوتا — معمور حضیض و اوج ہوتا
سرحد پہ پہونچکے نزد دولا — نامہ یہ لکھا کہ آمین پہونچا

شاطر کوئی مرد تھا دلاور — پہونچا وہ جلد نامہ لے کر
خط دے کے زبانی کہ سنایا — ہشیار ہو شاہزادہ آیا
اعمال کی اب سزا ملیگی — شیخی تہ خاک جا ملیگی
خط پڑھ کے لگا یہ کہنے دولا — ہے نہ وہم کی وہ مد پہ پھولا
دریا سے نہ پار آنے دونگا — چلتا ہون وہین خبر مین لونگا
گر اندرہ صلح یاں وہ آتا — مین تخت اُسے حوالے کرتا
لشکر لایا ہے اب جو تمہارا — ہو دیگی ضرور مجھ سے پیکار
شاطر نے کہا سڑی ہوا ہے — جو جنگ کے واسطے تلا ہے
شہزادہ ہے وہ تمھارا حاکم — طاعت اُسکی ہے تجکو لازم
حاکم سے نہین خلاف کرتے — مالک سے نہین مصاف کرتے
دنیا پہ نہ بھول کر ذرا صبر — اکبار تو پڑھ لے تو اولی الامر
جب قید مین پڑکے ہوگا مجبور — اُسوقت یہ کبر ہوگا کافور
دولا نے کہا زیادہ مت بول — بیکار نہ تو زبان کو کھول
جو مین نے کہا ہو وہ کرونگا — میدان مین دیکھنا جو ہوگا
گر ہنس مین مردمی ہے کچھ بھی — کہنا کہ کرے ذرا نہ دیری
قاصد کو ادھر کیا روانا — اور جنگ کا دل مین عزم ٹھانا
موجود تھی سات لاکھ جو فوج — نکلا ہمراہ لیکے جون موج

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

ہر ملک کو لکھ کے نامے بھیجے — لشکر ہر اک جگہ سے بلائے
شیرازی عراقی اور بخاری — قندھاری و ہندی و ہراتی
ہر فرقہ و قوم کے دلاور — بلوا کے بڑھایا اپنا لشکر
دلبستہ قاہر دلیر تھے دو — بھیجا اُنکو کہ آگے جاؤ
ہمراہ تھا چار لاکھ لشکر — اس دھوم سے وہ چلے نکلکر
تھی فکر کہ گھاٹ روک لیوین — دریا نہ عبور کرنے دیوین
جب ہنس لیے تمام لشکر — پہونچا دریا کنارے آکر
شاطر نے پہونچکے عرض یہ کی — ہو جائیے جلد پار ندی
دولا ہے مقابلہ پہ تیار — بھیجی ہے سپاہ بہر پیکار
شہزادہ یہ سن کے اُس سے بولا — کیا تاب جو مجکو روکے بھولا
الوز ہوا لیکے تیغ تیار — آمادہ ہوا کہ جاؤنگا پار
کہنے لگا میر اے برادر — یہ کام ہے کرنا فرض ہمپر
یہ کہکے پھر اُسنے پار دریا — مہ روپ و مہ علی کو بھیجا
ہمراہ تھے پانچ لاکھ اُنکے — اہل لشکر جو پار اُترے
قاہر نے سنا اُترنا جو پار — عجلت سے چلا برسم یلغار
جب ماہ علی نے حال پایا — خوش ہوکے سپاہ کو بڑھایا
دونوں جو مقابلے میں آئے — لشکر میدان میں جمائے

جو مرد تھے وہ لگے چلانے — تلوار و تیر و گرز و نیزے

لوہا ہر سمت تھا برستا — لاشہ ہر اک جگہ تڑپتا

ایسی ہوئی جنگ وہ گھماسان — پھرتی تھی بچاتی موت بھی جان

کوشش میں لگے تھے سب سپاہی — چاہیں تھے حریف کی تباہی

قاہر نے جو دیکھا مہ علی کو — آیا اُسکے مقابلے کو

اور صف سے نکلکے آگے دلبر — آیا مہ روپ کے برابر

غٹ پٹ رہے دیر تک یہ چاروں — کرتب کرتے رہے ہزاروں

تلوار و تیر و گرز چلتے — فوارے تھے خون کے اُچھلتے

دلبر نے جو تیغ اُٹھا کے ماری — مہ روپ نے دی وہیں کٹاری

مہ روپ کے زخم آیا سر پہ — اور ڈھیر ہوا زمین پہ دلبر

قاہر نے جو گرز سر پہ مارا — تب ماہ علی نے نیزہ تانا

لیکن نیزہ کی چھڑ گئی ٹوٹ — اور گرز کی سر پہ آ پڑی چوٹ

کی ایسی صفائی مہ علی نے — زد روک کے اور کٹار کھولے

قاہر خاں پہ کیا جو اک وار — لیٹا وہ زمیں پہ ہو کے مردار

حاصل ہوئی فتح مہ علی کو — خفت ملی فوج مدعی کو

میدان میں تھا بہتا خون گاڑھا — ہاتھی و نگر کی جا تھے اعضا

لاشیں کھاتے تھے سب درندے — منڈلاتے تھے ہر طرف پرندے

لشکر جو شکست پا کے بھاگا
غوغا مچا اک عجب طرح کا

بار و باندھو نہ جانے پاوے
فاتح خوش خوش پکارتے تھے

زخمی تھا کہین کوئی تڑپتا
پانی پانی تھا کوئی رٹتا

روتا تھا کوئی کوئی تھا بیہوش
دارین کسی کو تھی فراموش

جنت تو ملی کسی کو ہمدم
پہونچا کوئی جانب جہنم

دولا نے سنی جو یہ ہزیمت
پیدا ہوئی اُسکے دلمین حسرت

سامان درست کر کے سارا
لڑنے کو وہ آپ خود سدھارا

دریا سے اتر کے ہنس بھی یان
آگے کو چلا تھا شادان فرحان

کچھ دور پہ تہ علی کو پایا
خوش ہو کے اُسے گلے لگایا

حالات جو زرنگہ کے پوچھے
سب ماہ علی نے کہہ سنائے

جب اُسنے سنا ہی آتا دولا
بولا حافظ ہے میرا مولا

ہتھیارون کی کر کے پھر صفائی
فوج آگے کو ہنس نے بڑھائی

وہ فوج وہ ساز اور وہ سامان
اور ہنس کا خود وہ روے تابان

دیکھا تو حواس گم تھے سب کے
سورج پچھم سے نکلا سمجھے

لرزے تھی زمین پڑی تھی آفت
تھی پیش نگاہ بس قیامت

دس میل کا درمیان دے کے
وہ روم کے سب دلیر اترے

شب بھر رہے دونون طرف سلمان
کب صبح ہو دل مین تھے یہ ارمان

جب صبح ہوئی تو دونون لشکر ‏ تیار ہوئے مقابلے پر

تیرون کا لگا جو مینھ برسنے ‏ تلوار کی برق بھی چمکنے

چلتے تھے غضب ہوا کے جھونکے ‏ ہوش اُڑ رہے تھے دلاورونکے

اسطرح سے موت پھر رہی تھی ‏ گویا کہ گئی تھی صور پھونکی

ہر مثل خیار کٹ رہے تھے ‏ ہر سمت سے تیر چھوٹ رہے تھے

یہ خاک سپاہون نے اُڑائی ‏ دیتا سورج نہ تھا دکھائی

چھائی میدان مین تھی سیاہی ‏ سر دینے پہ تھے اڑے سپاہی

ہوتا نہ لڑائی کا تھا انجام ‏ دن ختم ہوا اتنے مین ہوئی شام

اسطرح ہوئی تھی جنگ بھاری ‏ گھبرائی تھی فوج سب بخاری

سوچے کہ جو فتح ہنس کی ہو ‏ امن نہ ملیگا کوئی ہمکو

اس فکر سے بھاگے لوگ اکثر ‏ باقی رہا کچھ قلیل لشکر

جب صبح ہوئی تو میر دولا ‏ لشکر کو بنا کے خوب رویا

سمجھا کہ نہین ہے کوئی غمخوار ‏ تنہا لازم ہے کرنا پیکار

باقی جو تھے اُنکو ساتھ لے کر ‏ آیا لڑنے وہ کینہ پرور

اور ہنس بھی لیکے فوج قہار ‏ نکلا کہ کرونگا حملہ اک بار

دولا نے جو شکل ہنس دیکھی ‏ دوڑا تلوار لے کے اپنی

جب رومیون نے عدو کو دیکھا ‏ ہتھیار ہر ایک نے سنبھالا

اس تھر کی وان ہوئی لڑائی — دیتا نہ کسی کو کچھ سوجھائی
گرتا تھا کوئی تو زخم کھاکر — لیتا کوئی جان تھا گرا کر
تلوار کسی کی زور چلتی — جان جسم سے کوئی کے نکلتی
اک جان سے اپنی جارہا تھا — اک فوج کے دل بڑھا رہا تھا
دولا کے تمام ساتھ والے — جان کھوکے جہان سے سدھارے
باقی تنہا رہا جو دولا — مت مارو یوں سب سے ہنس بولا
یہ حکم دیا کہ قید کرلو — گردن اسکی مگر نہ مارو
دولا نے کہا کہ جان لونگا — اے ہنس تجھے نہ جینے دونگا
یہ کہکے وہ تاؤ کھاکے آیا — تیغہ انور نے بھی اُٹھایا
ٹوٹی انور کی ایک تلوار — دولا کا اُدھر سے چلگیا وار
انور پہ لگا جو زخم شمشیر — دولا کی طرف کو جھپٹا تب میر
دولا نے سنبھالا تیغہ اپنا — اتنے مین چلا ادھر سے نیزا
اس پھرتی سے میر نے تھا مارا — سب دولا کا کھلگیا بھنڈارہ
کمبخت گرا زمین پہ مقتول — تھا پیش نظر کعصفِ ماکول[له]
تھا جاہ و حشم جو لیکے آیا — تقدیر نے خاک مین ملایا
دنیا کا یہی ہے حال اے یار — ویسی ہی زمانہ کی ہے رفتار
بہتیرے زمین مین گڑے ہین — بہتیرے سرور مین پڑے ہین

له اشارہ بآیہ ۵ سورۂ فیل کیطرف مصنف ۱۲

بہتیروں نے جان اپنی کھو دی — بہتیروں نے سلطنت ڈبوئی

کیا فائدہ اس سے جی لگانا — آخر کو ہے جبھین جان جانا

پیکار کے ساتھ دن ہوا ختم — آیا نہ ذرا بھی موت کو رحم

میدان ہوا لالہ زار سارا — کیسا تھا مہیب وہ نظارا

وہ سر جنسے تھی زینت تاج — مٹی پہ پڑے کفن کو محتاج

اورنگ پہ تھے جو عیش کرتے — تھے خاک پہ کروٹین بدلتے

ریشم جنکے کہ زیب تن تھا — ملتا انکو نہین کفن تھا

چلتا صحبت مین جنکی تھا جام — پیتے تھے پڑے وہ خون ناکام

مالک جو تھا اسنے فتح پائی — جان باغی نے اپنی بس گنوائی

تقدیر مین تھا لکھا جو ہوہو — حاصل نہ ظفر ہوئی عدو کو

اعادہ سلطنت و تولد فرزند

پھر بزم کی داستان سناؤن — عمدہ کوئی سینری دکھاؤن

دولا جو جہیم کو سدھارا — تب ہمنفس رواں ہوا انجارا

تھی شامل حال نصرت اللہ — آیا اپنے وطن مین ذیجاہ

دوبارہ ہوا وہ ملک حاصل — ہر جا پہ بٹھائے اپنے عامل

دولا کی مگر کوئی سہیلی — لڑکا اک بھاگی لے اکیلی

اس طفل کا نام تھا قمر خان — پھرتی تھی لیے سہیلی حیران

دریا سے اُتر کے ہو گئی پار
یاں ہنس نے سلطنت جو پائی
لوگوں نے کیے خوشی کے نعرے
اللہ نے خوشی کا دن دکھایا
ہر سمت خوشی کے چرچے سے تھے
یاروں نے کیا بہت نچھاور
آ پہونچی مکان میں ہنس کی ماں
بیگم کو لیں وہی خواصیں
پھر آ کے ہوئیں وہاں وہ حاضر
خدمت لگیں اُسکی دلسے کرنے
جب قصر میں ہنس اپنے آیا
ہنس اور جو آہر اور مہ نور
پھر ہنس نے انتظام اقلیم
تھا میر جو جان نثار سچا
دے ماہ علی کو فوج اور خیل
مہرو پہ خزانہ کا تھا حاکم
مولد النور کا تھا مختار

پہونچی نزدیک جہاں وہ غدار
سب ملک میں پھر گئی دوہائی
سب خوش ہوئے تھے جو غم کے مارے
اُجڑا ہوا ملک پھر بسایا
لوگوں میں مذاق و قہقہے تھے
اُس شاہ کے سر سے مال اور زر
گھر دیکھ کے ہو گئی وہ شادان
کرتی رہیں آپ بیتی باتیں
جس قصر میں اتری تھی جو آہر
خوش خوش لگی وہ پری بھی رہنے
سکھیوں نے خوشی کا راگ گایا
رہتے تھے مزہ سے گھر میں مسرور
یاروں پہ کیا تمام تقسیم
نائب اپنا اُسے بنایا
لشکر کا کیا تمام جرنیل
ذاتی کاموں کا بھی تھا ناظم
اسواسطے ایک ماہ ٹھہرا

بعد اُسکے کیا یہ اُسنے اصرار
بولا اچھا خوشی سے جاؤ
کہنا اُنسے کہ تمکو تسلیم
تقریر یہ سنکے میر انور
بے خوف تھا کرتا ہنس شاہی
قصر اُسنے سجائے سارے اپنے
سامان و مکان و سیر گلزار
تھا فضل خدا سے اُسکو حاصل
کہتی تھیں خواصین ای پریرو
کہتی کہ ملا ہی مجکو محبوب
مہ نور بھی باپ ماں کو بھولی
دو نون تھیں مُوصال سے مست
اک روز وہ دونون بیٹھیں اک جا
مہ نور سے بولی یون جواہر
رہتی ہو جو پاس ہنس کے تم
بولی مہ نور بس نہ بلواؤ
گسکو لیا اور کس کو چھوڑا

رخصت کیجے تو ہنس ناچار
سلطان کو حال جا سناؤ
کی عرض ہے ہنس نے بتعظیم
چلتا ہوا روم لیکے لشکر
جاتی رہی ملک سے تباہی
ہر دم لگا چین و عیش کرنے
اور سب سے زیادہ وصل دلدار
رہتی تھی جواہر اس سے خوشدل
آتا نہین یاد چین تمکو
اب یاد نہین کسی کی مرغوب
دلدار سے ہل خوشی سے پھولی
سوتا پے کی ڈاہ تھی مگر سخت
آپس مین ہوا کچھ ایسا چرچا
ہین اہل وطن تمھارے ساحر
میرے تو حواس ہوتے ہین گم
اپنے نہ عیوب مجھسے کھلواؤ
ماں باپ کا بھی لحاظ توڑا

عزت تو ہے خاک مین ملائی — یہ بیچارے سے بھیک تک منگائی
ہمکو دیتی ہو طعنہ اُلٹا — منھ پہلے تو دیکھ لو تم اپنا
میدا تیرا ہے ایک شوہر — سرخاب کے تم مین کیا لگے پر
وہ حور یہ کہکے مسکرائی — اپنی بیتی سب مجھے سنائی
آوے گی نہ کام چال تیری — یاد ہوگی ظفہ بچائی بیری
مان تیری گئی تھی کرنے مسحور — کھا منھ کی ہوئی وہاں سے کافور
بھائی نے ترے بچھایا جو جال — وہ جال ہوا اُسی کو جنجال
بھولا جو فساد پر تھا آیا — کیسا ہو کر خفیف پلٹا
جان مین نے تو اپنی اُسپہ دیدی — شوہر کو بنایا تو نے قیدی
مہ نور یہ بولی تمکو ہے کیا — شوہر تھا مرا کیا جو چاہا
بس بس نہ زیادہ ہو بے مغرور — بے شرم زمانہ مین ہو مشہور
پڑھ لکھ کے کیا یہ کام تمنے — کیا خوب کیا ہے نام تم نے
اک یار کو دی نشان کو خانم — ڈھونڈھوایا سبدھ سے سارا عالم
دکھلایا تو ایک کو نظارا — محروم حزین کو ایک مارا
دروازہ پہ تو برات آئی — عیش آپ نے غیر سے منائی
ہوتی جو ذرا بھی تمکو کچھ شرم — اسطرح نہ کرتین باتین ہو گرم
غصے سے یہ سنکے بولی وہ حور — بس روک زبان اپنی مہ نور

اچھی جو خدا نے کی تھی قسمت
کی آپ ہی اُسنے میری نصرت

شوہر سے مرے مجھے ملایا
حاسد کو زمین مین سلایا

کی آپ یہ تو نے بے حیائی
عزت سب خاک مین ملائی

رہ چلتے ہوے گدا کو پکڑا
بیچارے پہ ظلم کرکے رکھا

بے شرم ہین تیرے باپ و مادر
کمبخت نہ ڈوب کے گئے مر

مہ نور لگی یہ کہنے جھنجھلا
بس اب نہ زیادہ اور کہنا

بھاتی نہین بات یہ تمھاری
آتی ہے زبان پہ میری گالی

تقدیر مین تھا تو مین نے پایا
شوہر ہین نہین ترا اجارا

دونون مین مچا تھا شور اور شر
آیا اتنے مین ہنس اندر

بولا وہ کہ کس لیے ہے تکرار
کیون لیتی ہو دل پہ رنج بیکار

بولی یہ جواہر اُس سے صاحب
مہ نور کے ہین یہ سارے کرتب

سمجھایا یہ ہنس نے کہ ای حور
تیرے ہی سبب سے تو ہے مہ نور

تمنے ہی کہا تھا عقد کرلو
تم آپ ہی اب اسے نباہو

گھر مین اپنے رہو خوشی سے
یہ رنج نکال ڈالو جی سے

دونون کو یہ کہ کے پھر ملایا
اور رنج و عناد سب مٹایا

گذرے اسطرح جب برس چار
شاخ امید لائی تب بار

یعنی ہوئی حاملہ جواہر
شادان ہوئی اُس پری کی خاطر

بخشا خالق نے جبکہ فرزند
دل مین ہوا ہنس اپنے خورسند
اسطرح لٹایا مال اور زر
محتاج تلک ہوئے تونگر
دولت بٹی ہر ایک گھر مین جیسے
گھر گھر مین ہوئے خوشی کے جلسے
رمّالون نے زائچہ بنایا
حال پیشین گو یون سنایا
ہوگا سلطان یہ دلاور
بچپن ہی مین لیگا ملک و افسر
مان باپ سے ہوئی مگر جدائی
پردیس کرے ہو یا لڑائی
ہوگا لیکن بخیر انجام
رکھیئے اسکا حسین شہ نام

آخر فنا آخر فنا

آئی ہے جو داستان غم کی
چھائی ہے گھٹا غم و الم کی
ٹکڑے ٹکڑے دل و جگر ہے
یون بلبل فکر نوحہ گر ہے
لڑکا ڈولا کا وہ قمر خان
رہتا دل مین تھا اپنے نگران
تھی باپ کے انتقام کی فکر
رہتی اسی انتظام کی فکر
مکاری جو اُسکے جی کو سوجھی
رسم اور زبان چین سیکھی
ہمراہ وہانسے لیکے سوغات
پہونچا وہ بلخ مین آکے بدذات
تاجر سمجھا جو اُسکو چین کا
دربار مین ہنس نے بلایا
حالات وہانکے اُس سے پوچھے
اُسنے بھی بتائے جھوٹے سچے
شہزادی نے اتنے مین بلایا
دروازۂ قصر پر بٹھایا

بولی یہ بتاؤ بھائی صاحب ۔ چھوڑا تمنے ہے چین کو کب
مان باپ تو ہین ہمارے بالخیر ۔ بتلاؤ مجھے کرو نہ تم دیر
کی عرض کہ خیریت ہے اِلّا ۔ فسوس کہ خط نہین مین لایا
سمجھا تھا مین تمکو ساکن روم ۔ رہنا یان کا نہین تھا معلوم
خاطر بہت اُسکی ہنس نے کی ۔ رہنے کو مکان مین جگہ دی
دونا کیا اُسکا جاہ و ثروت ۔ خدام دیے برائے خدمت
کچھ دن تو رہا وہ بافراغت ۔ بعد اُسکے کہا کہ کیجے رخصت
اصرار تھا ہنس کا کہ رہیے ۔ اپنا ہی مکان اسے سمجھیے
کچھ سوچ کے میر نے کہا یون ۔ رخصت کرتے نہین اسے کیون
کرتے نہین غیر سے محبت ۔ بہتر ہے کہ دیجیے حکم رخصت
بولا کہ نہین ہے یہ مخالف ۔ ہے چین کا گو نہین تعارف
اسکو ہرگز نہ غیر سمجھو ۔ ہوتا اسمین ہے رنج مجھکو
پھر اُسکو عطا کیا اک عہدہ ۔ درجہ کیا دن بدن زیادہ
موقع پایا تو پھر قمر خان ۔ کرنے لگا اپنی فکر ہر آن
دربار مین ساز باز کرکے ۔ ہر شخص سے اک نیاز کرکے
امرا کو بنایا اپنا حامی ۔ چاہا کہ کرے نمک حرامی
لشکر کو بھی دے دلاکے رشوت ۔ راضی اُسنے کیا بہ منت

خدمت اسطرح ہنس کی کی ‏ ایسی دکھلائی خیر خواہی
سب کو ہوا اعتبار اُسپر ‏ چھوڑا گیا کاروبار اُسپر
شب کو رہتا تھا ہنس جس جا ‏ پہرہ رہتا قمر کا اُس جا
اک روز جو گھات اُسنے پائی ‏ کرنے پہ وہ آگیا برائی
ہمراز سپاہ کو بُلایا ‏ پہرہ دروازے پہ بٹھایا
اور دوست پانچ ساتھ لیکر ‏ آیا ظالم مکان کے اندر
بیٹھا جس جا تھا ہنس تنہا ‏ غدار وہان پہ آن پہونچا
چلمن کے پرے تھا ہیر بیٹھا ‏ اسنے آتے ہی دانون کاٹھا
منھ اپنا لگا کے گوش شہ سے ‏ غافل کیا اُسکو مکر کر کے
باتون باتون مین اُسنے خنجر ‏ مارا سلطان کے جگر پہ
بھرپور پڑا جو ہاتھ اُسکا ‏ فوارہ خون بدن سے نکلا
تڑپے تھا پڑا وہ ہنس مذبوح ‏ نکلا پنجرے سے طائر روح
دیکھا جو یہ ہیر نے تو دوڑا ‏ کمبخت کا آکے ہاتھ پکڑا
مارا اُسے بھی قمر نے خنجر ‏ بیچارہ گرا زمین پہ مر کر
سمروپ دہ علی یہ سُنکے ‏ کرنے کو نثار جان دوڑے
دروازہ پہ فوج جو کھڑی تھی ‏ ان دونون کی راہ اُسنے روکی
سمروپ کے سر پہ آ لگا تیر ‏ چلنے لگی ماہ علی سے شمشیر

دشمن کا تو کر دیا جدا سر | لیکن خود بھی ہوئے نہ جان بر

بے سر ہوئی جبکہ فوج ساری | رہ پائی جدھر اُدھر کو بھاگی

بھاگے تھا کوئی کوئی تھا روتا | تھا خاک پہ کوئی مرد سوتا

سب شہر مین تھا مچا ہوا غدر | برپا تھا عجب غضب کا اک حشر

ہر سمت پڑے تھے لاکھون لاشے | کھاتے پھرتے تھے چیل کوّے

تھا خون سے سرخ شہر بالکل | اور ہنس کی شمع ہو گئی گل

پہونچی جو خبر محل کے اندر | مہ نور نے پوچھا ہو کے مضطر

بتلاؤ کہ کیا خبر ہے لوگو | بتلایا کسی نے حال اُسکو

سنتے ہی گری وہ مہ زمین پر | جان اپنی دی ہائے ہنس کہکر

بیچاری جو اہر آئی روتی | محبوب کی لاش جس جگہ تھی

زلفین بکھری برہنہ تھا سر | لب پر تو فغان و قلب مضطر

جی چھوڑ لگی لپٹ کے رونے | اور کر کے بیان جان کھونے

تم میرے لیے ہوئے تھے درویش | کیون چھوڑ گئے اکیلی دلریش

میرے لیے چھوڑا تاج اور تخت | کیا اُسکے عوض مین دون مین کمبخت

اک جان ہے صرف پاس میرے | کرتی ہون فدا وہ سر پہ تیرے

یہ کہکے گئی سدھار غمگین | مٹی پہ کنیزین غم سے لوٹین

یہ دیکھ سبھون نے آنکھین اپنی | دین پھینک نکال اور یہ بولی

جن آنکھوں سے مین نے تمکو دیکھا — اب اور کو اُسنے دیکھو نہین گیا
اُس حور کی جتنی تھین خواصین — ہونے لگین اپنی اپنی جانین
تلوار کسی نے اپنے ماری — خنجر کوئی مار کر سدھاری
مر کوئی گئی زمین پہ گر کر — رہ کوئی گئی کھڑی تھی مر کر
تھین چین سے آئین جو کنیزین — دنیا سے وہ سب کی سب سدھارین
بیچارہ حسین شاہ روتا — ماں باپ کے غم مین جان کھوتا
آنکھوں سے تھی جو ہے خون جاری — تاریکی درد دل پہ طاری
روتے تھے تمام لوگ حضار — کہرام مچا ہوا تھا گھر گھر
حاضر ہوئے آ وزیر و امرا — سمجھایا کہ صبر کیجے شاہا
کچھ صبر سوا نہین ہے چارا — اَللہ مَعَ صابِرِین[1] ہے آیا
کی دفن کی بعد ازان تیاری — لے ہنس کی وہ چلے سواری
شادی و بیاہ مین جو تھے ساتھ — اس راہ مین بھی وہی ہوئے ساتھ
تھا ہنس کا تخت آگے آگے — یارون کے جنازے پیچھے پیچھے
صندوقون مین بیگمون کی لاشین — اور ساتھ مین اُنکی سب خواصین
جس دھوم سے تھا بیاہ لایا — اُس ٹھاٹھ سے پھر ہوا روانا
مدفن پہ جنازے جبکہ لائے — کندھون سے زمین پر اتارے
سب نے مل کر نماز ادا کی — بخشش کے لیے بہت دعا کی

[1] اشارہ باٰیۃ ان اللہ مع الصابرین ۱۲

پھر قبر مین لاش کو اتارا | اور فرش زمین پر سلایا
مٹی اوپر سے سب نے ڈالی | صورت وہ خاک مین ملادی
دنیا مین نبی بھی شاہ جو خاک | پھر خاک مین مل گئی وہ ہو خاک
اس خاک نے پائی ہر فضیلت | ہے خاک سے کل جہان کی زینت
ہر خاک ہی سے ہے خطاب یہ پاک | لولاک لما خلقت الافلاک
ہے خاک ہی مین جمال اسکا | پایا ہے اسی نے حال اسکا
جو ہر ہے خاک ہی کا ہر سو | ثابت کیا حق نے خاک ہی کو
شاہی سلطانی حکمرانی | درویشی فقیری کامرانی
نیکی و بدی حسین و بدشکل | عالم صوفی فقیہ دکم عقل
سب خاک ہی سے ہوا ہویدا | ہے اسمین ہی اسکا نور پیدا
جب زیر زمین پہونچگیا شاہ | ملنے پڑھتے سب انا للہ
کرنے لگے ملک وہاں کا کام | بھولے بیچارے ہنس کا نام
وان قبر مین اسکو نیند آئی | فرزند کی یان پھری دوہائی
کھتین عشق مین اپنے پوری حورین | دلدار پہ دین جنھون نے جانین
لطف مئے عشق جس نے پایا | برتاؤ اسی نے بس نباہا
محبوب کا رکھو دھیان وحشی | غمخوار نہین ہے اور کوئی
وحشی دنیا کو جان دھوکا | جو اسمین پڑا رہا وہ کھوکھا

حدیث قدسی

یہ ابر یہ باد اور یہ پانی — گردن یہ حباب کی اُٹھانی

یہ ملک یہ قلعے اور یہ دربار — یہ مال و مکان اور یہ ہتھیار

یہ عیش یہ شاہی اور یہ تخت — سامان نشاط و یار و دولت

یہ حسن و ادا و دلربائی — دھوکا ہے کر اسکو ترک بھائی

کر یاد حضور دل سے اسکی — باقی ہے ہمیشہ ذات جس کی

دنیا پہ نہ دیجیو کبھی جان — فرما چکا اسکو فانٍ[له] رحمان

قاسم نے لکھی ہے یہ کہانی — وحشی نے پڑھی بخوش بیانی

اسرار کیے ہیں اسمیں پنہان — سمجھے جنھیں مبتلاے جانان

ہے کون وہ مہ جبین جو اہر — ہے کون سبد ہو وہ ماہر سر

ہے کون وہ ہنس طالب یار — ہے کون سا وہ دیار دلدار

ہے کون وہ راہ سخت و دشوار — کامل ہے وہ کون جو ہوا پار

دی جان جنھوں نے کون تھے یار — تھا کون عدو ے جان غدار

ناصح تھا وہ کون جسنے دی پند — عامل ہوا کون سا خرد مند

بدکار تھا کون تا کتا صید — کس صاحب بخت پر کھلا بھید

جو صاحب دل یہ راز پا دین — مجکو نہ دعا سے وہ بھلا دین

ہے راز دقیق و فہم قاصر — جو بجز مدد اللہ سے ہے ظاہر

کیا اپنی ہے بود جو بتاؤن — سرِّ مکنون جو سناؤن

له اشارہ ہے آیۃ کل من علیہا فان [illegible]

سبحانک[1] پڑھتے ہین فرشتے | کلا احصی[2] ہین ہم نشین کہتے
ہین شمس و قمر بھی سر پھراتے | نیچے جاتے اور اوپر آتے
رہتا ہے فلک کو بھی یہ چکر | ہے ابر اسی سے پھرتا در در
آب اور نسیم و آتش اور خاک | اس ورد سے ہین سبھی تو غمناک
قاصر رہی جب سبھون کی ہمت | وحشی کی بھلا ہے کیا حقیقت
سچا واحد ہے ایک وہ رب | جسنے کیا ہست نیست سے سب
پانی سے بھرا ہے جسنے دریا | قطرہ مین رکھا ہے جسنے دریا
اک تخم سے برگ و شاخ و اشجار | اور شاخون مین پھول و تخم و اثمار
دی پھولون کو بھینی بھینی خوشبو | شیدا اُسکا بنایا دل کو
مالک ہی احد ہے اور صمد ہے | قبضہ مین اُسی کے نیک و بد ہی
وحشی تجکو یہ کیا ہوا ہے | اسباب پہ کیون تو مبتلا ہے
یہ حسن و ادائے مہ جبینان | ہر ایک مین ہے جمال جانان
ہے صرف نگاہ دیدہ ورکار | موجود ہے ہر جگہ پہ دلدار
عشاق کو لاکھ آفرین ہے | پاتے ہین جو اُسکو جان دیکے
حرص اور ہوا و خواب غفلت | چھوڑا تو نے نہین ہے کمبخت
کسطرح سے یار پھر ملیگا | کیا کام بھلا ترا بنے گا
ممکن جو ہو چار دن مین وہ کر | وحشی بس قصہ مختصر کر

[1] اشارہ بہ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا الآیہ ۱۲
[2] اشارہ بحدیث نبوی لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ۱۲

سن لو اسے ہمارفان اسرار | کرتا ہون مین بیان اسرار

جسم آدم تو ہے بخارا | نفس تو امہ ہنس وہ تھا

وو لا کمبخت تھا جو ابلیس | کرتا رہتا تھا فکر تلبیس

مہ روپ وہ علی بھی اور سیر | احسن اعمال تھے سن او پیر

کلفت راحت مین جو رہے ساتھ | چھوڑ اسے تلک نہین ہاتھ

تکلیف اٹھائی تب ملے خضر | تھا وہ مضمون عشر اور تیسر

اسلام و نبی ہین روم و احمد | کردین جسنے بلائین سب رد

احمد کا ہوا جو لطف ظاہر | دیکھی تب خواب مین جو اکام

بیجا دل کا ہوا تقاضا | تب نام ہوا وظیفہ اسکا

غمخوار سید ہو پری تھی وہ عقل | جس سے ہوا بعد عشق کے فصل

پیدا ہوئی دل مین جب تمنا | تب چین کو ہنس ہوا روانا

چار دن وہ پری تھین چار عنصر | کام آئین جو ہنس کے جبل پر

عنہ ہوگئی ہین وصل یار پایا | بیدار ہوا تو خار پایا

طالب مجبور کو وہ پریان | اور ہفت محل مقام جانان

بیجا اسباب سے چھوڑ ایا | تب ذائقہ وصال پایا

وہ عاشق ہنس یعنے مہ نور | بھائی کمبخت اسکا دنبور

دنیائے دنی و نفس بد سے | کذاب سے بندۂ حسد سے

تھا دام ریا و زور دہ نور | میدان سے ہوگیا وہ کافور

صادق جو تھا طالب جواہر | تہ نور ہوئی خود آکے حاضر

عاشق پایا جو اپنا کامل | محبوب ہوا خود اُسپہ مائل

تکلیف پہ نفس نے کیا صبر | آیا پھر روح یہ ملا جبر

دو والا کے جو دل مین دشمنی تھی | میدان مین آکے جنگ ہی کی

احمد کی مدد سے آخر کار | کمبخت ہوا ذلیل اور خوار

وحشی سے گدائے کوئے احمد | فریاد ہے اُسکی سوئے احمد

فریاد وحشی بحضور نبی قریشی

اے گوہر قلزم معانی | وے کاشف سر من رآنی

اے باعث فخر آدم و نوح | وے موجب خلق عالم و روح

اے تازہ نمائے دین و ایمان | وے مہبط جبرئیل و قرآن

اے ظل اله و عین الله | وے تخت نشین لی مع الله

اے خسرو خسروان دوران | وے دلبر دلبران خوبان

اے ناظر گلشن حقیقت | وے ناصر سالک طریقت

اے قبلۂ دین و کعبۂ من | وے باعث شور و نالۂ من

اے سرو ریاض دلربائی | وے گلبن باغ خوش ادائی

ای دلبر و دلربا و دلدار — وی مونس غمگسار و غمخوار

یکبار بر عاشقان گذر کن — در حال تباه ما نظر کن

کن رحم و ببین که چیست حالم — از رنج و غم و فراق زارم

دل رفت ز دست در فراقت — وز شوق وصال و انتظارت

بیگانه شدم ز جملگی خویش — چاک جگرم هزار جا ریش

آتش بهمه وجود افتاد — گشتیم بدرد عشق برباد

وحشت به سرم قرار کرده — بی یارم و بی دیار کرده

من روی خوش ترا غلامم — نی بندهٔ تخت و تاج و جاهم

خواهم که غمت بجان خریدم — گویند بعشق تو فریدم

ای ماه چراست این تغافل — نادار گیم چه سود ای گل

آخر نه منم غلام رویت — یا نیست دلم بقید مویت

زنهار و صد هزار زنهار — این مور ضعیف را میازار

لاریب که عشق را نشایم — عشق تو کجا و من کجایم

از درد دلم ولیک مجبور — وز کثرت اشتیاق معذور

بر قلب نه اختیار دارم — کز عشق تو ام نمود خوارم

بیتاب و بیقرار کرده — بسیار ذلیل و خوار کرده

بنمودیه شش جهات رسوا — شد قصهٔ عشق من بهرجا

وحشی بجہان شدیم مشہور — از وحشت دل میان جمہور

بالین من است خاک ذلت — غمخوار من است رنج غربت

عریانی تن بجاے پوشاک — خونِ جگرم براے خوراک

ہر دانۂ اشک شد نثارم — در بارش سنگ زیر بارم

سوگند بہ چشم جادوت باد — با ناز و ادائے گیسوت باد

با ہر کہ محبت است با او — سوگند ترا دہم کہ بشنو

اے سرور سروران عالم — اے خواجۂ خواجگان اعظم

اے نیر اطلسِ نبوت — اے ابر سخاوت و مروت

اے چارۂ عاجزان غمناک — اے مرہم عاشقان دلچاک

اے صدر نشین بزم عرفان — اے قاسم جام می بزندان

اے شاہد دلفریب وطنانہ — اے بانیِ جور و مایۂ ناز

من از مےِ الفتِ تو مستم — مخمور ز بادۂ الستم

بسیار گذشت دور دوران — کز ہجر تو ام بسا پریشان

باشد کہ براہ غمگساری — الطاف خودت بہ من گماری

گر لطف تو یار غار باشد — دور از دل من غبار باشد

امروز کہ جمع اند عشاق — در حضرتِ تو ز جملہ آفاق

ہر کس بجلال و جاہ آمد — با خلعت و با کلاہ آمد

اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مصنف نے عرض کی

باثروت و دولت و مراتب — باعزت و رفعت و مناصب

آراسته از لباس ظاہر — از راز و نیاز عشق ماہر

ہر یک مع توشه و بضاعت — مغرور به دولت اطاعت

مشتاق لقاے روے دلدار — مسرور به خندهٔ گہربار

ہر یک بدلش رجاے محبوب — ہر یک بسرش ہواے مطلوب

ہر یک به لبش ترانهٔ خوش — غمہاے دو عالمش فرامش

ہر یک مع ساغر وصبوحی — گویان بزبان فداک روحی

آہا به کجا رویم آہا — این وقت ازین جناب شاہا

نے علم و عمل به خویش دارم — نے طاعتِ توجه بپیش دارم

البته ز تو امید دارم — مگذار بحالتِ نزارم

گو لائق رحم نیستم من — دلداده براے کیستم من

من از تو ترا ہمی بخواہم — باشد که ترا بخویش یابم

بکشاے نقاب روے تابان — بنماے بہار باپریشان

یک جرعه ز چشم جادوم ده — مرہم بدِ ریشِ قلب من نه

کن مست مرا بجام خویشت — عشاق شوند تا به حیرت

گویند که یا الہ این چیست — این وحشیِ بینواست یا کیست

آنان به جنان و حور باشند — در بند مئ طہور باشند

من باتو شوم و تو بہ من باش | نی نے تو بی باش انچہ می باش

سبحان ربك رب العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین ؁

چند الفاظ جو حضرت شیخنا و مولانا محمد ادریس صاحب عم فیضہ نگرامی نے پوری مثنوی مصنف سے مسموع فرماکر تحریر فرمائے

مین نے یہ مجموعہ منظومہ اول سے آخر تک بسمع سمیع سنا جو آہر زواہر مضامین باطنہ سے مملو پایا کیون نہو کلام الملوک ملوک الکلام آخر اسکا ناظم کون ہی یعنے فرد عالم سرور نبی آدم فلذہ کبدی المولوی الحاج محمد احسن سلمہ اللہ تعالی خداوندا تو ناظم موصوف کو دارین مین ہنسی خوشی نصیب کر اور وہ ہنس ہنس کر تیرے دیدار سے مشرف ہوا ور اس کتاب منظوم کو مفیض خلائق فرما آمین ثم آمین

تاریخ تصنیف مثنوی ہذا از مصنف

فضل خدا سے ختم ہوئی آج مثنوی | جسکا ہی نقطہ نقطہ وظیفہ برائے دل
درد و غم و فراق و محبت کی داستان | نازو ادا و زلف بن جو جو بلائے دل
تشریح انکی خوب مصرح لکھی گئی | قصہ نہین ہی آہ یہ ہی ماجرائے دل
قابو مین دل ہو جب تو کرے کوئی شاعری | یان اشک بن کے بہ گئے سب پارہ ہائے دل
حسرت بجائے اشک ہی وحشت بجاے ہوش | سینہ مین ایک آہ ہی باقی بجائے دل

اُس گلعذار کی تو شکایت مین کیا کرون ۔ کیون اُسپہ آگیا یہ ہی خود ہی خطائے دل

ق

فریاد سنتے سنتے مری ہو کے بیقرار ۔ تجویز کی یہ خوب اُنھون نے سزائے دل

اچھا کہو سنین تو تمھارا غم فراق ۔ انشا کیا قلم نے یہ تب ماجرائے دل

معدودے چند سطرین ہین گو یہ لکھی ہوئی ۔ صیقل مگر ہی جا ہے کوئی صفائے دل

اسرار حسن وعشق نہان ہین سطور مین ۔ سمجھے انھین وہی جو کسی سے لگائے دل

سوز درون کو پڑھ کے عجب کیا جو ایکبار ۔ فریاد ناظرین کرین کہہ کے ہاے دل

امید یہ قوی ہے کہ اکسیر نظم سے ۔ طالب کو مثنوی مین ملے کیمیاے دل

مقبول بزم عشق مین ہو جاے یا الٰہ ۔ اس مثنوی کے حق مین یہی ہے دعاے دل

خامہ لیا جو لکھنے کو تاریخ تو سنا ۔ وحشی حزین کا خون جگر ہے غذاے دل

۱۴ ۱۳ھ

از نتائج طبع شاعر بے بدل جناب مولوی ممتاز احمد صاحب افضل نگرامی

بہت اچھا ہوا قصہ یہ منظوم ۔ سراپا عشق کا جسمین ہے مذکور

مصنف اسکا ہے ذی علم و حاجی ۔ خدایا رکھ جہان مین اسکو معمور

ہوئی افضل کو فکر سال تاریخ ۔ کہا ہاتف نے لکھدو غنچۂ نور

۱۴ ۱۳ھ

از افکار دربار ناظم فصیح اللسان منشی محمد مصطفی خانصاحب آفت قنوجی

تصنیف کی جو نظم فصیح و بلیغ مین ۔ وحشی نے باب عشق و معارف مین مثنوی

تاریخ نظم آفت عذب البیان سے	خورشید صدق صفحۂ قرطاس پر لکھی

از گہر ریزی کلک سخنور نامی جناب منشی محمد عبدالحفیظ صاحب
خستہ نگرامی سب انسپکٹر پولیس ممالک مغربی و شمالی برادر اکبر مصنف

امداد حق سے وحشی نے جب مثنوی لکھی	نکلی ہر اک زبان سے تحسین برمحل
مسرور ہو کے خستہ نے تاریخ کی رقم	بے روئے آز گوہر منظوم بے بدل

۱۳۱۵
۱۳۱۴